عمران سیریز نمبر 7

سانپوں کے شکاری

(مکمل ناول)

(۱)

تیمور اینڈ بارٹلے کا آفس پوری عمارت میں پھیلا ہوا تھا.... !اس فرم کے علاوہ اس عمارت میں اور کسی کا کاروبار نہیں تھا!.... اسی بنا پر یہ عمارت کوبرا مینشن کے نام سے مشہور ہو گئی تھی! ویسے اس کا نام کچھ اور تھا!

تیمور اینڈ بارٹلے کی فرم سانپ کی کھالوں کی تجارت کرتی تھی!.... کاروبار بہت بڑا تھا۔ دفتر میں درجنوں کلرک تھے مختلف شعبوں کے منیجر الگ الگ تھے اور ان کی تعداد بارہ سے کسی طرح کم نہیں تھی!.... تین درجن شکاری تھے!.... جن کے ذمے سانپوں کی فراہمی کا کام تھا! .... لیکن یہ سپیرے نہیں تھے.... اور نہ اس کے قائل تھے کہ بین سن کر سانپ جھومنے لگتے ہیں! یہ تعلیم یافتہ لوگ تھے اور سانپوں کے شکار کے سلسلے میں ان کا طریق کار سائنٹیفک ہوتا تھا! انھیں بڑی بڑی تنخواہیں ملتی تھیں اور ان کی ظاہری حالت دیکھ کر کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ ان کا پیشہ اتنا حقیر اور گندہ ہوگا!

کوبرا مینشن کا ہال فرم کا شوروم تھا! یہاں نہ صرف صدہا قسم کے سانپوں کی کھالیں، موجود تھیں بلکہ مختلف اقسام سے تعلق رکھنے والے زندہ سانپ بھی کثیر تعداد میں تھے! ہفتے میں دو دن یہ شوروم پبلک میوزیم بن جایا کرتا تھا! یعنی ہفتے میں دو دن ہر آدمی کسی روک ٹوک کے بغیر وہاں جا سکتا تھا--!

آج اتوار تھا.... اور کوبرا مینشن کے اس بڑے ہال میں تل رکھنے کی بھی جگہ نہیں تھی!.... آج کچھ غیر ملکی سانپ نمائش کے لئے رکھے گئے تھے جن میں جنوبی امریکہ کے جارا کاکا.... اور افریقہ کے بلیک مومبا بھی تھے!

راضیہ صرف انہیں دو اقسام کے سانپ دیکھنے کے لئے یہاں آئی تھی ورنہ اور سب تو اس کے دیکھے ہوئے تھے!... اسے سانپ بہت اچھے لگتے تھے!... اس کے پاس صدہا قسم کے سانپوں کی تصویریں تھیں اور اس کے ذہن پر بھی سانپ مسلط تھے! وہ جب بھی آنکھیں بند کرتی اسے بیک وقت ہزاروں سانپوں کی کلبلاہٹ محسوس ہونے لگتی!... خواب میں اسے سانپ نظر آتے... جب وہ سونے کے لئے پلنگ پر لیٹتی تو غنودگی کے عالم میں اسے ایسا محسوس ہوتا جیسے اس کے سارے جسم پر ٹھنڈے ٹھنڈے سانپ رینگتے پھر رہے ہوں! لیکن اس سے اسے وحشت نہیں ہوتی تھی! بلکہ وہ ایک عجیب قسم کی آسودگی اور طمانیت محسوس کرتی!... اس پر خود اسے بھی حیرت تھی۔

وہ کافی دیر تک کوبرا مینشن کے شوروم میں رہی... وہ اتنی محو تھی کہ اسے پانچ بجنے کی بھی خبر نہ ہوئی! حالانکہ یہ وقت اس کی زندگی میں بہت اہمیت رکھتا تھا!... وہ جہاں کہیں بھی ہو روزانہ ٹھیک پانچ بجے شام کو اس کا ارشاد منزل پہنچنا ضروری تھا!... رات اسے وہیں بسر کرنی پڑتی تھی!...

بوڑھا ارشاد اس کا دادا تھا... کروڑوں کی دولت کا مالک! اس کے تین بیٹے تھے لیکن ان میں سے کوئی بھی ارشاد منزل میں قدم نہیں رکھ سکتا تھا!... حتیٰ کہ خود راضیہ کا باپ بھی نہیں۔ ان کا کنبہ بہت بڑا تھا!... لیکن راضیہ کے علاوہ اور کوئی بھی بوڑھے ارشاد سے قریب نہیں تھا!... ارشاد اسے بہت پسند کرتا تھا... اور وہ اس کے معاملات میں بہت زیادہ دخیل تھی... لیکن یہ ڈیوٹی اسے بھی بہت کھلتی تھی... خواہ کچھ ہو اس کا پانچ بجے شام کو بوڑھے ارشاد کے پاس پہنچنا بہت ضروری تھا!

آج وہ ساڑھے پانچ بجے پہنچی! ارشاد جھنجلایا ہوا تھا! اسے دیکھتے ہی برس پڑا...

"میں نے ابھی تک چائے نہیں پی!" وہ غرایا! "تم جانتی ہو کہ میں ٹھیک سوا پانچ بجے چائے پیتا ہوں اور تم ہر حال میں میرے ساتھ ہوتی ہو..."

"جی...! وہ میری... ایک سہیلی...!"

"سہیلی...! مجھ سے زیادہ تھی...!"

"جی... وہ... دیکھئے...!"

"کچھ نہیں...! جاؤ... اب یہاں تمہاری ضرورت نہیں ہے...!" ارشاد نے کہا لیکن لہجے میں تحکم کی بجائے شکوے کا سا انداز تھا!

"دادا جان... آپ تو سمجھتے نہیں... وہ میری... سہیلی!"

"میں نے ابھی چائے نہیں پی...!"

"تو میں منگواتی ہوں چائے...!" راضیہ کمرے سے چلی گئی---!

ارشاد کی عمر اسی سے کم نہیں تھی! دبلا پتلا پلپلے جسم کا آدمی تھا!... چہرے پر بیشمار گہری جھریاں تھیں... لیکن وہ روزانہ شیو کرنے کا عادی تھا...

لوگ اسے جھکی سمجھتے تھے!... ارشاد منزل میں وہ تنہا رہتا تھا!... کنبے کے دوسرے افراد شہر کے مختلف حصوں میں مقیم تھے... ان کا کفیل ارشاد ہی تھا! لیکن انہیں ارشاد منزل میں قدم رکھنے کی اجازت نہیں تھی!... اس کی وجہ خود ان لوگوں کو بھی نہیں معلوم تھی۔

ارشاد منزل ایک بہت بڑی عمارت تھی اور شائد شہر کی خوبصورت ترین عمارتوں میں اس کا شمار ہوتا تھا! وہاں ایک دو نہیں بلکہ پورے پندرہ عدد نوکروں کی فوج رہتی تھی... لاتعداد پالتو پرندے تھے... درجنوں بلیاں تھیں... اور اتنے ہی خرگوش اور کبھی کبھی راضیہ یہ سمجھنے لگتی تھی کہ وہ بھی انہیں پالتو جانوروں میں سے ہے! اس خیال کا محرک ارشاد کا برتاؤ تھا! وہ اسے ایک ننھی سی بچی سمجھتا تھا اور اسے اپنی مرضی کا پابند بنائے رکھنا چاہتا تھا!... اس کی ذرا ذرا سی باتوں کی ٹوہ میں رہتا... اور اس وقت تو راضیہ کو سچ مچ غصہ آجاتا، جب وہ اس کا وینٹی بیگ ٹٹولنے لگتا! اسے کھول کر اس میں رکھی ہوئی چیزیں الٹ پلٹ ڈالتا۔

اس وقت بھی وہ یہی حرکت کر رہا تھا! راضیہ چائے کے لئے اس کے کمرے سے چلی گئی تھی! اور وہ میز سے اس کا وینٹی بیگ اٹھا کر اپنے زانو پر رکھے اسے کھول رہا تھا۔

اچانک اس کے منہ سے ایک ہلکی سی چیخ نکلی اور وہ وینٹی بیگ کو پرے جھٹک کر کرسی سمیت دوسری طرف الٹ گیا!...

وینٹی بیگ سے ایک چھوٹا سا سانپ نکل کر فرش پر لہریں لے رہا تھا!...

بوڑھا ارشاد بڑی پھرتی سے فرش سے اٹھا... لیکن نہ تو اس نے شور مچایا اور نہ کسی کو اپنی مدد کے لئے آواز دی!۔

سانپ کی رفتار میں سرعت نہیں تھی! وہ آہستہ آہستہ فرش پر رینگ رہا تھا!... ارشاد نے اپنی واکنگ اسٹک سے بہ آسانی اس کا سر کچل دیا! تھوڑی دیر بعد وہ پھر بہت اطمینان سے اسی کرسی پر بیٹھا کچھ سوچ رہا تھا!... راضیہ کا وینٹی بیگ اس نے وہیں رکھ دیا تھا جہاں سے اٹھایا تھا!

تقریباً دس منٹ بعد راضیہ خود ہی چائے کی ٹرے اپنے ہاتھوں پر اٹھائے ہوئے کمرے میں داخل ہوئی...!

ارشاد نے اپنی کرسی میز کی طرف کھسکائی!... اچانک راضیہ کی نظر مردہ سانپ پر پڑی...

وہ چائے کی ٹرے میز پر رکھ چکی تھی!

"ارے.... یہ سانپ!"

بوڑھا اسے گھورنے لگا.... لیکن راضیہ کے چہرے پر حیرت کے آثار تھے....

"یہ یہاں!"

"پھر! پھر اسے کہاں ہونا چاہئے تھا!" ارشاد نے آہستہ سے پوچھا!

"میں کیا جانوں.... میرا مطلب یہ ہے کہ.... یہ یہاں کمرے میں تھا....!"

"میں نے اسے مار ڈالا....!" ارشاد اس کا چہرہ غور سے دیکھتا ہوا بولا!

"مگر یہ یہاں کیسے آیا....!"

"تم لائی تھیں!" ارشاد بدستور اس کے چہرے پر نظر جمائے رہا۔ راضیہ ہنسنے لگی!.... لیکن ارشاد کی سنجیدگی میں ذرہ برابر بھی فرق نہیں آیا۔

"میں اسے اسپرٹ میں رکھوں گی! یہ کتنا خوشرنگ ہے....!"

راضیہ نے ارشاد کے لئے چائے انڈیلتے ہوئے کہا!

دونوں تھوڑی دیر تک خاموشی سے چائے پیتے رہے، پھر ارشاد نے کہا!

"تم مجھ سے تنگ آگئی ہو!.... کیوں؟"

"نہیں تو... یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں!"

"میں.... میں محسوس کر رہا ہوں!"

"اس معاملے میں، میں آپ سے لڑ جاؤں گی! آخر آپ کس بناء پر ایسا کہہ رہے ہیں!"

"اس لئے کہ میں سچ مچ تم پر ظلم کرتا ہوں!...."

"میں تو ایسا نہیں سمجھتی! آخر آج آپ یہ جھگڑا کیوں لے بیٹھے ہیں!"

"ضرور ہے---! آج میری ذرا سی غفلت مجھے موت کے گھاٹ اتار دیتی.... یہ سانپ تمہارے وینٹی بیگ میں تھا---!"

"نہیں!" راضیہ بوکھلا کر کھڑی ہو گئی!

"بیٹھ جاؤ... یہ حقیقت ہے!... یہ واقعی ایک نازیبا بات ہے کہ میں تمہارے وینٹی بیگ میں ہاتھ ڈال دیا کرتا ہوں---!"

"ارے.... دادا جان.... خدا کی قسم! میرے فرشتوں کو بھی.... علم نہیں!"

راضیہ کا چہرہ زرد ہو گیا تھا اور اس کا سینہ دھونکنی کی طرح پھول اور پچک رہا تھا! وہ بار بار اپنے خشک ہونٹوں پر زبان پھیر رہی تھی!

"بیٹھ جاؤ... چائے پیو!" ارشاد نے نرم لہجے میں کہا!۔

راضیہ بیٹھ گئی!.... لیکن اس کا سارا جسم کانپ رہا تھا!.... ارشاد نے ایک بار پھر اسے غور سے دیکھ کر پوچھا! "یہ سانپ تمہارے وینٹی بیگ میں کس نے رکھا ہوگا!"

"میں.... میں.... اس کے متعلق کچھ نہیں جانتی.... لیکن....!"

"ہاں.... لیکن کیا....!"

"ابھی میں نے.... آپ سے جھوٹ بولنے کی کوشش کی تھی....!"

"کیا؟"

"میں کسی سہیلی کے گھر نہیں گئی تھی.... بلکہ میں تیمور اینڈ بارلٹے کے شوروم سے سیدھی یہیں آئی ہوں!"

"وہاں تم کیوں گئی تھیں!"

"مم.... مجھے سانپوں سے دلچسپی ہے....!"

"میں جانتا ہوں!"

"گھر سے جب میں چلی ہوں تو.... مجھے یقین ہے کہ وینٹی بیگ میں سانپ نہیں تھا.... کیونکہ میں نے راستے میں بھی ایک جگہ اسے کھولا تھا!"

"شوروم میں تمہارے ساتھ اور کون تھا!"

"کوئی بھی نہیں! میں تنہا گئی تھی! مجھے اطلاع ملی تھی کہ وہاں آج دو بالکل نئی قسم کے سانپ نمائش کے لئے رکھے جائیں گے!"

ارشاد تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا!.... پھر بولا۔ "میری اس بری عادت سے سبھی واقف ہوں گے کہ میں تمہارا وینٹی بیگ کھول کر دیکھا کرتا ہوں!"

"جج.... جی.... ہاں....!"

"تم نے شکایتاً.... لوگوں سے تذکرہ کیا ہوگا....!"

"اوہ.... وہ.... دیکھئے....!"

"میں برا نہیں مانتا.... صرف یہ جاننا چاہتا ہوں کہ کچھ لوگ اس سے واقف ہیں یا نہیں!"

"صرف گھر والے...."

"گھر سے مراد صرف تمہارا گھر ہے نا.... یا جواد اور امجاد کے گھر والے بھی جانتے ہیں!"

"جی ہاں انہیں بھی علم ہے!"

ارشاد ایک طویل سانس لے کر کرسی کی پشت سے ٹک گیا!....

وہ چھت کی طرف دیکھ رہا تھا اور اس کے چہرے کی جھریاں کچھ اور زیادہ گہری معلوم ہونے لگی تھیں!

"دادا جان آپ یقین کیجئے....!"

"میں یہ نہیں کہتا کہ یہ حرکت تمہاری ہے....!" بوڑھے ارشاد نے آہستہ سے کہا!....

"آپ نے یہ کیوں پوچھا تھا کہ دیتی بیگ کے متعلق کون کون جانتا ہے....!"

"میں پھر یہی کہتا ہوں کہ یہ حرکت تمہاری نہیں ہو سکتی...."

"تو اس کا یہ مطلب ہے کہ آپ خاندان کے کسی دوسرے فرد پر شبہ کر رہے ہیں!"

"کیوں نہ کروں....! کیا آدمی کی وقعت دولت سے زیادہ ہوتی ہے....!"

"او ہو!" یک بیک راضیہ کا چہرہ سرخ ہو گیا!"تب تو یہ حرکت میری بھی ہو سکتی ہے!"

"نہیں تم ایسا نہیں کر سکتیں! مجھے یقین ہے....!"

"اسی لئے آپ خاندان والوں کو یہاں نہیں رکھتے!" راضیہ نے پوچھا! اس کے لہجے میں تلخی تھی اور چہرے سے صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ اسے یک بیک غصہ آ گیا ہے!

"ہاں اس کی وجہ یہی ہے!"

"پھر آپ کو مجھ پر اتنا اعتماد کیوں ہے!"

"بس یونہی....!"

"نہ ہونا چاہیے!....اب میں یہاں کبھی نہ آؤں گی! کبھی نہیں! میں گریجویٹ ہوں اور اپنی روزی خود کما سکتی ہوں!"

"میں اسی لئے تمہیں پسند کرتا ہوں! اسی لئے مجھے تم پر اعتماد ہے!" بوڑھا ارشاد مسکرا کر بولا۔ "تم میری خوشامد نہیں کرتیں!.... صاف گوئی سے کام لیتی ہو!...."

"لیکن میں اسے برداشت نہیں کر سکتی کہ آپ والد صاحب پر کسی قسم کا شبہ کریں!"

"اس سے میری اپنی پسند پر کوئی اثر نہیں پڑ سکتا!۔"

"بہر حال آپ کھلے ہوئے الفاظ میں والد صاحب پر اپنا شبہ ظاہر کر رہے ہیں!"

ارشاد کچھ نہیں بولا!.... وہ خاموشی سے چائے پی رہا تھا اور راضیہ کی چائے ٹھنڈی ہو چکی تھی!.... اس نے ابھی تک ایک گھونٹ نہیں پیا تھا--!

ارشاد خیالات میں کھویا ہوا تھا۔ اس نے اس کی طرف دھیان نہ دیا!....

"پھر اب میری یہاں کیا ضرورت ہے!" راضیہ اکھڑتی ہوئی بولی۔ "کیونکہ سانپ کے بچے سنپولئے کہلاتے ہیں! والد صاحب اگر آپ کو ختم کر کے کوئی فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں تو اس میں

میرا بھی حصہ ہوگا.... اور دولت کے متعلق ابھی آپ ہی اظہار خیال فرما چکے ہیں!"

"تم ہر بات میں میری ماں سے مشابہ ہو!" ارشاد نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر آگے کی طرف جھکتے ہوئے کہا۔ "وہی صورت شکل.... وہی انداز گفتگو ویسا ہی مزاج.... پھر بتاؤ.... مگر تم کیا جانو.... یہ بات تمہارے والدین کے علم میں بھی نہیں ہے کوئی نہیں جانتا.... سوائے میرے....!"

"کونسی بات....!"

"لیکن میں تمہیں ضرور بتاؤں گا! مجھے تم پر اب بھی اعتماد ہے!"

راضیہ حیرت سے اسے دیکھتی رہی۔

"آؤ.... میرے ساتھ!" بوڑھا ارشاد اٹھتا ہوا بولا۔ "میں تمہیں کچھ دکھانا چاہتا ہوں!"

وہ اسے عمارت کے ایک حصے میں لایا، جہاں کے مقفل کمروں میں کسی کا گذر نہیں ہوتا تھا، خود راضیہ بھی نہیں جانتی تھی کہ ان میں کیا ہے اور وہ مقفل کیوں رکھے جاتے ہیں۔

ارشاد نے ایک کمرے کا قفل کھول کر دروازے کو دھکا دیا!.... کمرے میں تاریکی تھی! دروازہ کھلتے ہی راضیہ نے کچھ اس قسم کی بو محسوس کی جیسے وہ کمرہ سالہا سال سے تازہ ہوا سے محروم رہا ہو!.... اسی بو میں چمگادڑوں کے بیٹ کی بدبو بھی شامل تھی۔

تھوڑی دیر بعد جب اس کی آنکھیں اندھیرے کی عادی ہو گئیں تو اس نے دیکھا کہ کمرے کا فرش گرد سے اٹا ہوا ہے اور دیواروں پر بھی گرد کی کافی موٹی تہ موجود ہے! یہاں اسے کسی قسم کا سامان نظر نہیں آیا.... البتہ سامنے کی دیوار پر ایک بڑا سا فریم آویزاں تھا اور اس کے شیشے پر اتنی گرد جمی ہوئی تھی کہ وہ بالکل تاریک ہو کر رہ گیا تھا--!

پھر اس نے ارشاد کو شیشے کی گرد صاف کرتے دیکھا!.... اس فریم میں ایک تصویر تھی!.. لیکن اس کمرے میں اسے اپنے باپ نوشاد کی تصویر دیکھ کر بڑی حیرت ہوئی! آخر وہ اس تیرہ و تار کمرے میں کیوں لگائی گئی!

"یہ کون ہے!" ارشاد نے راضیہ کی طرف مڑ کر پوچھا!

"آخر اس سے آپ کا مقصد کیا ہے!" راضیہ نے اکتائے ہوئے انداز میں کہا۔

"یہ کس کی تصویر ہے!" ارشاد نے پھر پوچھا۔

"اب کیا میں والد صاحب کو بھی نہ پہچانوں گی!" راضیہ نے بے دلی سے کہا!

"خوب غور سے دیکھو....!"

"دیکھ رہی ہوں!....؟ تو پھر کیا آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ یہ والد صاحب کی تصویر نہیں ہے!"

"ہاں میں یہی کہنا چاہتا ہوں!" ارشاد مسکرا کر بولا--!

"تب پھر مجھے سمجھنا چاہیے کہ آج آپ مجھے چڑانے پر تل گئے ہیں!"

"نہیں ننھی بچی!" ارشاد نے سنجیدگی سے کہا۔ "یہ نوشاد نہیں ہے!... یہ میرے ایک چچا کی تصویر ہے.... اور میرے تینوں لڑکے نوشاد، جواد اور امجاد اس سے مشابہت رکھتے ہیں اور تمہارا باپ تو ہو بہو اسی کی تصویر ہے!"

راضیہ آگے جھک کر بغور تصویر کی طرف دیکھنے لگی!... اس کے چہرے پر حیرت کے آثار تھے.... اگر صاحب تصویر کے جسم پر قدیم وضع کا لباس نہ ہوتا تو وہ اپنے دادا کے بیان پر کبھی یقین نہ کرتی!.... لیکن اب بھی اسے شبہ تھا!.... اس کی دانست میں قدیم وضع کا لباس اس زمانے میں مہیا کرنا دشوار تو نہیں تھا!... کیونکہ وہ اکثر ڈراموں اور فلموں میں دو تین ہزار سال قبل کے لباس بھی دیکھ چکی تھی!.... وہ چند لمحے خاموش رہی پھر اس نے ارشاد سے کہا۔

"اگر! میں تسلیم بھی کرلوں.... تو پھر....!"

"تو پھر.... میں کہوں گا کہ میں اسی مشابہت کی بناء پر اپنے تینوں لڑکوں سے دور ہی دور رہنا پسند کرتا ہوں--!"

راضیہ کا اشتیاق بڑھ گیا! اس نے کہا۔ "میں کچھ نہیں سمجھی!"

"میں ابھی سمجھاتا ہوں!" ارشاد نے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا--! وہ دونوں اس کمرے سے نکل آئے.... ارشاد نے اسے پھر مقفل کر دیا....! پھر ارشاد نے کہا!

"تم یہیں ٹھہرو!... ٹارچ کے بغیر کام نہیں بنے گا.... میں ٹارچ لے کر آتا ہوں--!"

وہ راضیہ کو وہیں چھوڑ کر چلا گیا!... آج وہ بوڑھا راضیہ کو حد درجہ پراسرار معلوم ہو رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد ارشاد واپس آگیا!... اس کے ہاتھ میں ٹارچ تھی.... اس نے برابر کے دوسرے کمرے کا قفل کھولا!.... اس کمرے میں تاریکی گندگی اور بدبو ہی کا راج تھا!.... لیکن راضیہ کو یہاں کچھ بھی نہیں نظر آیا!

ارشاد اس سے کہہ رہا تھا۔ "تم ہر معاملے میں بالکل اپنی پردادی ہی کی طرح ہو! مجھے توقع ہے کہ انہیں کی طرح ایک مضبوط کردار کی مالک ہو گی!"

"کیا اب آپ.... کوئی بہت ڈراؤنی چیز سامنے لانا چاہتے ہیں!" راضیہ نے پوچھا!

"ہاں.... بات کچھ ایسی ہی ہے....! میں آج تمہیں سب کچھ بتا دینا چاہتا ہوں! یہ راز میرے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا!.... لیکن تم اسے ہمیشہ راز ہی رکھو گی! ہمیشہ....! مجھے یقین ہے کہ تم اپنی پردادی ہی کی طرح مضبوط کردار رکھتی ہو!"

"میں نہیں ڈروں گی!.... مجھے بتایئے....!"

"اچھا.... ٹھہرو....!" ارشاد نے کمرے کے ایک گوشے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا!

راضیہ وہیں کھڑی رہی!... گوشے میں پہنچ کر ارشاد نے فرش کی گرد صاف کی اور پھر راضیہ کو ایسا محسوس ہوا جیسے اس نے کسی صندوق کا ڈھکن اٹھایا ہو!... فرش میں ایک چوکور سی خلا نظر آرہی تھی، جس کا رقبہ ایک مربع فٹ سے زیادہ نہ رہا ہو گا!... ارشاد نے جھک کر اس خلا میں ٹارچ کی روشنی ڈالی.... اور چند لمحے اسی حالت میں رہا پھر راضیہ کی طرف مڑ کر بولا۔

"آؤ.... ڈرو نہیں....!"

راضیہ لڑکھڑاتے ہوئے قدموں سے آگے بڑھی۔ بوڑھے ارشاد کے رویے نے اسے سچ مچ خوفزدہ کر دیا تھا!

"آؤ.... دیکھو! یہ ایک تہ خانہ ہے...."

راضیہ دوزانو بیٹھ کر خلاء میں جھانکنے لگی!... وہ چند لمحوں تک آنکھیں پھاڑتی رہی لیکن اس کی سمجھ میں کچھ بھی نہ آیا... ٹارچ کی روشنی کافی گہرائی میں کسی ایسی چیز پر پڑ رہی تھی! جو بذاتِ خود غیر واضح تھی.... لیکن پھر جلد ہی اس کے سارے چہرے پر پسینہ پھوٹ آیا... اور حلق خشک ہونے لگا....! جس چیز پر ٹارچ کی روشنی پڑ رہی تھی وہ کسی آدمی کی ہڈیوں کا ڈھانچہ تھا۔

"دیکھ چکیں....!" دفعتاً ارشاد نے پوچھا.... راضیہ کو ایسا محسوس ہوا جیسے اس کی آواز بہت دور سے آئی ہو....!

"جی ہاں!" اس نے مردہ سی آواز میں جواب دیا۔

"کیا دیکھا....!"

"ہڈ.... ہڈیوں.... کا ڈھانچہ!" راضیہ تھوک نگل کر بولی!

"ٹھیک بس آؤ...." ارشاد.... اسے ایک طرف ہٹا کر سوراخ کا ڈھکن بند کرتا ہوا بولا! تھوڑی دیر بعد وہ کمرے کے باہر آگئے۔ ارشاد نے اُسے مقفل کیا.... اور وہ پھر رہائشی حصے کی طرف پلٹ آئے۔

راضیہ کا چہرہ زرد ہو گیا تھا.... اور آنکھوں میں وحشت نظر آنے لگی تھی دونوں کافی دیر تک خاموش بیٹھے رہے۔ بوڑھا ارشاد خیالات میں کھویا ہوا تھا!.... زرد رنگ کے ڈھیلے ڈھالے لبادے میں اس کا چھوٹا سا جھریایا ہوا چہرہ انتہائی پراسرار معلوم ہو رہا تھا!....

"میں جو کچھ بھی کہنے جا رہا ہوں، وہ ہمیشہ تمہاری ہی ذات تک محدود رہے گا!" اس نے کچھ دیر بعد بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"میں وعدہ کرتی ہوں!.... آپ مطمئن رہیے!" راضیہ کا اشتیاق واضطراب بہت زیادہ ہو گیا تھا!

"سنو!.... وہ میرے دادا کی ہڈیوں کا ڈھانچہ تھا!"

راضیہ کے ہونٹ ہلے لیکن آواز نہ نکلی، وہ حیرت سے بوڑھے ارشاد کو گھور رہی تھی!۔

"اسی زمین پر آج سے چھپن سال پیشتر ایک بہت بڑی ٹریجڈی ہوئی تھی اور وہ آج بھی ایک بہت بڑی ٹریجڈی ہے!.... صرف پچاس روپیوں کی بات تھی.... میرے خدا.... آج بھی یاد کرتا ہوں تو میرے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں!"

"جلدی سے کہہ ڈالیے.... مجھے اختلاج ہونے لگا ہے!" راضیہ نے کہا!

بوڑھا چند لمحے خاموش رہا پھر اس نے کہا! "ابھی تم جس کی تصویر دیکھ چکی ہو!.... اس نے میرے دادا.... یعنی اپنے باپ کو صرف پچاس روپیوں کے لئے قتل کر دیا تھا.... اور وہ لاش آج تک بے گور کفن پڑی ہے!.... بے گور و کفن.... خدا مجھے اور سب کو معاف کرے.... مجھ میں اتنی ہمت نہیں ہے کہ ان ہڈیوں کو وہاں سے نکال کر دفن کر سکوں.... میرے باپ نے بھی ہمت ہار دی تھی۔" بوڑھا ارشاد خاموش ہو گیا!

"لیکن وہ ہڈیاں بے گور و کفن کیوں ہیں!" راضیہ نے مضطربانہ انداز میں کہا۔ "مجھے پورا واقعہ بتائیے....!"

"چچا کو پچاس روپیوں کی ضرورت تھی.... وہ اچھا آدمی نہیں تھا! کسی برے کام میں صرف کرنے کے لئے اسے روپیوں کی ضرورت تھی!.... وہ شراب کے نشے میں تھا.... دادا صاحب نے نہ صرف انکار کر دیا بلکہ اسے برا بھلا بھی کہا! وہیں دیوار پر ایک تبر آویزاں تھا!.... چچا نے غصہ میں آکر وہیں اسی تبر سے ان پر حملہ کر دیا.... پے در پے تین چار وار کئے اور وہ ٹھنڈے ہو گئے۔ پھر وہ کمینہ فرار ہو گیا اور اس دن سے آج تک اس کی خبر ہی نہیں ملی.... والد صاحب اور میرے سب سے چھوٹے چچا گھر ہی میں موجود تھے جتنی دیر میں وہ وہاں پہنچے سب کچھ ہو چکا تھا....! گھر میں اس وقت صرف تین آدمی تھے! میری ماں والد صاحب اور چھوٹے چچا۔ میں موجود نہیں تھا!.... تم یقین جانو چالیس سال کی عمر تک مجھے یہ واقعہ نہیں معلوم ہو سکا! وجہ یہ ہوئی کہ دادا صاحب انہیں ایام میں حج کے لئے جانے والے تھے!.... جب میں گھر آیا تو مجھے بتایا گیا تھا کہ وہ حج کے لئے چلے گئے! سب یہی جانتے تھے کہ وہ حج کے لئے گئے.... مگر حقیقت یہ تھی کہ والد صاحب اور چھوٹے چچا نے مل کر ان کی لاش تہہ خانے میں ڈال دی تھی! وہ نہیں چاہتے تھے کہ خاندان بدنام ہو۔ کیونکہ ہمارا خاندان صدیوں سے ذی عزت سمجھا جاتا

تھا!.... بہر حال کچھ دنوں بعد دادا صاحب کے لئے یہ مشہور کر دیا گیا کہ وہ بیت اللہ شریف میں فوت ہو گئے! رہ گیا گمشدہ چچا کا معاملہ تو اس کی طرف کسی نے دھیان بھی نہ دیا کیونکہ وہ ایک اوباش آدمی تھا، ویسے بھی مہینوں گھر میں اس کی شکل نہیں دکھائی دیتی تھی۔"

"لیکن....!" راضیہ نے تھوک نگل کر کہا۔ "لاش یونہی کیوں پڑی رہ گئی....!"

"اوہ.... پھر کسی کی ہمت ہی نہیں پڑی کہ وہ اس تہ خانے میں اترتا!.... والد صاحب نے مجھے اس کے متعلق اس وقت بتایا جب میں چالیس برس کا تھا! یعنی آج سے چالیس سال پہلے.... لیکن میں تم سے کیا بتاؤں!.... مجھ میں بھی اتنی ہمت نہیں ہے کہ تہ خانے میں اتر کر ان ہڈیوں ہی کو سپرد خاک کر دوں!"

کچھ دیر کے لئے کمرے پر خاموشی مسلط ہو گئی!

پھر بوڑھا بولا۔ "جب تک یہ واقعہ مجھے معلوم نہیں ہوا تھا.... میں اپنے بچوں پر جان د تھا.... لیکن جب.... یہ واقعہ معلوم ہوا.... مجھے ان تینوں سے وحشت ہونے لگی! وا صاحب کی زندگی تک وہ میرے ساتھ رہے.... پھر میں نے انہیں الگ کر دیا!...."

"آخر ان کا کیا قصور تھا۔" راضیہ نے پوچھا!

"چچا.... سے مشابہت کی بناء پر مجھے ان سے وحشت ہوتی ہے.... تمہارا باپ تو خاص سے...."

"تو کیا آپ سمجھتے ہیں!.... وہ بھی اس مشابہت کی بناء پر آپ سے وہی برتاؤ کریں گے!

"میں جانتا ہوں کہ یہ ایک لغو خیال ہے.... مگر میں کیا کروں.... اور اب تو مجھے اور ز محتاط رہنا پڑے گا آخر وہ سانپ تمہارے وینٹی بیگ میں کہاں سے آیا تھا مجھے بتاؤ....!"

راضیہ کچھ نہ بولی....! اس کے پاس اس بات کا کوئی جواب نہیں تھا!.... حالات کو مد رکھتے ہوئے وہ یہی سوچ سکتی تھی کہ سانپ کسی نے گھر ہی میں رکھا ہوگا! لیکن اسے اچھی یاد تھا کہ وہ گھر سے روانہ ہو کر کوبرا مینشن جانے سے پہلے ایک ریستوران میں گئی تھی اور اس نے پف کرنے کے لئے وینٹی بیگ بھی کھولا تھا!.... پھر کیا کوبرا مینشن میں کسی حرکت کی تھی؟.... مگر وہاں تو وینٹی بیگ اس کے ہاتھ ہی میں رہا تھا.... ممکن ہے کسی کے باوجود بھی ہاتھ کی صفائی دکھائی ہو!.... مگر وہ اس کا باپ یا کوئی چچا ہرگز نہیں ہو سکتا تھا

"کیا سوچنے لگیں۔" ارشاد نے پوچھا۔

"اسی سانپ کے متعلق....!"

"مت سوچو!.... مجھے یقین ہے کہ یہ حرکت تمہاری نہیں ہو سکتی!...."

"مگر دادا جان! میں اپنے باپ یا کسی چچا پر بھی شبہ نہیں کر سکتی!"

"ختم کرو، ان باتوں کو!" بوڑھا ہاتھ ہلا کر بولا! "میں اپنی موت سے پہلے نہیں مر سکتا!"

"اگر یہی خیال ہے.... تو پھر آپ نے ان لوگوں کو الگ کیوں کر دیا ہے!"

"تمہاری منطق اور بحث مجھے تنگ کر ڈالتی ہے! میں نے الگ کر دیا.... میری مرضی میرا جو دل چاہے گا۔ کروں گا....!"

"بہر حال میں اب یہاں نہیں رہوں گی....!"

"کیا!" بوڑھا۔ آنکھیں نکال کر بولا۔ "تم مجھے تنہا نہیں چھوڑ سکتیں! میں اپنی اولاد میں تمہیں سب سے زیادہ پسند کرتا ہوں۔ تم نہیں جا سکتیں!"

راضیہ خاموش بیٹھی رہی! لیکن اس کے چہرے پر بیزاری کے آثار تھے۔

(۲)

کیپٹن فیاض نے جیسے ہی کمرے میں قدم رکھا! عمران اپنا سر پیٹنے لگا....! فیاض نے اس کی پرواہ نہ کی.... آگے بڑھ کر اس کے دونوں ہاتھ پکڑ لئے اور دانت پیس کر بولا۔ "تم خواہ مخواہ ایک نہ ایک شوشہ چھوڑ کر ہمیشہ الگ ہو جاتے ہو!"

"شوشہ خود بخود چھوٹتا ہے پیارے فیاض!" عمران نے سنجیدگی سے کہا۔ "غالباً تم تیمور اینڈ بار سلے والی بات کی طرف اشارہ کر رہے ہو.... بیٹھ جاؤ.... آج میری عقل میں سخت درد ہے اس لئے میں کوئی جسمانی محنت نہیں کر سکتا!"

"میرا موڈ بہت خراب ہے!.... اگر تم نے اوٹ پٹانگ باتیں شروع کیں تو مار بیٹھوں گا۔!"

"میں آج کل طلسم ہوشربا کی آٹھویں جلد لکھ رہا ہوں!.... بیٹھو.... بیٹھو.... میں تمہیں چند ٹکڑے کھلاؤں.... اور.... سناؤں گا....!"

"عمران....!"

"لیس مائی ڈیئر سوپر فیاض....!.... یہ ٹکڑا بڑے غضب کا ہے.... آنا ہد بد مرصع پوش کا طرف کوہ چقماق کے اور.... یہاں سے دو کلمہ داستان.... ولد ساقی نامہ.... ماحصل باقی تو لیس ارے باپ رے....!"

فیاض نے اٹھ کر اس کا منہ دبا دیا....

"تم خواہ مخواہ مجھ سے نہ الجھو ورنہ....!" فیاض بڑبڑایا....

"ورنہ کیا ہوگا!".... عمران نے اپنے منہ پر سے اس کا ہاتھ ہٹاتے ہوئے کہا!

"میں تمہیں کسی مصیبت میں پھنسا دوں گا.... تم نے نیلے پرندوں والے معاملے میں ایک بہت بڑا جعل کیا تھا...."

"کیا مطلب....!"

"تم نے ہوم سیکرٹری کا جو سر ٹیفکیٹ دکھایا تھا جعلی تھا!"

"آج سمجھے ہو یہ بات!" عمران نے قہقہہ لگایا۔ "مگر پیارے کپتان صاحب! تم میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے....!"

"چلو چھوڑو! میں کسی سے اس کا تذکرہ نہیں کروں گا....!"

"اس طرح تم خود اپنے اوپر ایک احسانِ عظیم کرو گے!" عمران نے آہستہ سے کہا!

"آخر تم تیمور اینڈ بار سلے کے متعلق صاف صاف کیوں نہیں بتاتے....!"

"صاف صاف....! یہ اسی وقت بتا سکوں گا جب مجھے صاف صاف معلوم ہو جائے.... ویسے وہ لوگ کوئی غیر قانونی حرکت ضرور کر رہے ہیں!"

"نوعیت ہی بتا دو!"

"یہاں سے دو کلمہ داستان حیرت نشان فیاض خچر سوار کے بیان کئے جاتے ہیں کہ پہلوان زبردست تھا.... مار کھاتا اس کا ہاتھ سے عمران صاحبقران عالیشان کے.... اور روتا سر پیٹ کر.... ہپ!"

"تم گدھے ہو!...." فیاض جھنجھلا گیا۔

"یہی بات تم نے پہلے کہہ دی ہوتی تو اتنا سر نہ مارنا پڑتا!"

"پرسوں....! تیمور اینڈ بار سلے کے شوروم میں تم بھی تھے.... تم نے دو یا تین منٹ تک وہاں ارشاد کی پوتی راضیہ سے گفتگو بھی کی تھی.... کیوں؟.... کیا میں غلط کہہ رہا ہوں!.... راضیہ تمہاری بہن ثریا کی دوست ہے!"

"ہاں ہاں! تو پھر؟"

"تمہیں اس کا اعتراف ہے کہ وہ تمہیں وہاں ملی تھی!"

"قطعی ہے....!" عمران نے کہا اور جیب میں چیونگم کا پیکٹ تلاش کرنے لگا!

"تب پھر تمہیں میرے چند سوالات کا جواب دینا پڑے گا!"

"سوالات لکھ کر لاؤ.... پرچہ ڈھائی گھنٹے سے کم نہ ہونا چاہئے!.... سات میں پانچ سوال ضروری ہوں! فارغ خطی.... اور.... کیا کہتے ہیں.... اسے خوش قسمتی.... اور.... تمہیں....

کیا کہتے ہیں.... خوشخطی.... خوشخطی.... کے نمبر الگ!"

"جب تم اس سے ملے تھے تو اس کا وینٹی بیگ اس کے ہاتھ میں تھا یا نہیں!"

"نہیں وینٹی بیگ تو نہیں تھا! البتہ اس نے اپنے گلے میں متعدد جھولیاں لٹکا رکھی تھیں!"

"عمران میں تم سے سنجیدگی اختیار کرنے کی استدعا کروں گا!"

"کیا فائدہ!" عمران سر ہلا کر بولا "اگر میں سنجیدہ ہو گیا تو تم کمرے کے باہر نظر آؤ گے!.... یا پھر اس قابل نہ رہ سکو گے کہ نظر آسکو.....!"

"میرے سوال کا جواب دو!" فیاض دانت پیس کر بولا!

"چچ چچ!" عمران نے تشویش آمیز لہجے میں کہا "اسی قسم کی بداحتیاطیوں کی بناء پر دانت کمزور ہو جاتے ہیں! آنکھوں کے سامنے نیلی پیلی چنگاریاں اڑتی ہیں۔ سر چکراتا ہے.... اور عقل کام نہیں کرتی کہ کس دواخانے سے رجوع کیا جائے تاکہ ایمان و حرم سے کہہ دینے پر آدھی قیمت واپس مل جائے.....!"

"اچھا تم بھگتو گے!...." فیاض اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھتا ہوا بولا۔

"بھگتنے ہی کے ڈر سے میں نے ابھی تک شادی نہیں کی!"

"اس کے وینٹی بیگ میں سانپ تھا!" فیاض نے دروازے میں رک کر عمران کی طرف مڑتے ہوئے کہا!

"بڑی کم ہمت لڑکی معلوم ہوتی ہے!" عمران نے لاپروائی سے کہا!

"اگر میں لڑکی ہوتا تو میرے وینٹی بیگ سے کم از کم ایک ہاتھی ضرور برآمد ہوتا.... الاماشاء اللہ....!"

"عمران میں تمہیں آفس میں طلب کر کے تمہیں ان سوالات کے جواب پر مجبور کروں گا!"

"جب تک تم مجھے پوری بات نہیں بتاؤ گے مجھ سے کچھ بھی معلوم نہیں کر سکو گے!"

فیاض پھر پلٹ آیا.... چند لمحے خاموش بیٹھا رہا.... پھر بولا....

"ارشاد سے واقف ہو!...."

"ہاں مشاعروں میں اکثر مکرر ارشاد سننے کا اتفاق ہوا ہے!" عمران نے سنجیدگی سے کہا....

"میں شہر کے مشہور کروڑ پتی ارشاد کی بات کر رہا ہوں!" فیاض جھلا گیا!

"تو ایسے بولو نا.... ہاں میں نے اس کا نام سنا ہے.... اور اس کی پوتی راضیہ سے اچھی طرح واقف ہوں کیونکہ وہ ثریا کی دوست ہے!"

"پرسوں اس کے وینٹی بیگ سے ایک سانپ برآمد ہوا تھا.... وینٹی بیگ ارشاد نے کھولا

تھا.... راضیہ سانپ کے وجود سے لاعلمی ظاہر کرتی رہی.... اور یہ خود راضیہ ہی کا بیان ہے کہ بڈھا اکثر اس کا وینٹی بیگ کھول کر اس میں رکھی ہوئی چیزیں الٹ پلٹ ڈالا کرتا تھا!"

"بہت اچھی عادت ہے....!" عمران سر ہلا کر بولا "آج کل کی لڑکیاں نہ جانے کیا الا بلا وینٹی بیگوں میں لئے پھرتی ہیں!"

"ارشاد کا خیال تھا کہ یہ حرکت اسے مار ڈالنے کے لئے کی گئی تھی! کس نے کی تھی!.... یہ اب تک نہیں معلوم ہو سکا!"

"کمال ہے یار فیاض.... کہیں تمہیں گھاس تو نہیں کھا گئی! ابھی تم کہہ رہے تھے کہ سانپ راضیہ کے وینٹی بیگ سے برآمد ہوا تھا!"

"وہ نہیں جانتی کہ سانپ اس کے وینٹی بیگ میں کیسے پہنچا تھا!"

"پھر میں کیا کروں....!" عمران اپنی پیشانی پر ہاتھ مار کر بولا "میرا دماغ کیوں چاٹ رہے ہو!"

"وہ تیمور اینڈ بارٹلے کے شوروم میں سانپ دیکھنے گئی تھی!.... لیکن تم وہاں موجود تھے! تمہارا وہاں کیا کام تھا....!"

"میں وہاں جھک مار رہا تھا.... تم سے مطلب....!"

"تم ابھی پورے حالات سے آگاہ نہیں ہو!" فیاض نے برا سا منہ بنا کر کہا! "ورنہ اس طرح نہ چہکتے!"

"تو چہکنا بند کر دو نا.... میرا...." عمران لاپروائی سے بولا!۔

"پرسوں رات راضیہ اپنے کمرے میں سو رہی تھی.... وہ ارشاد منزل ہی میں رات بسر کرتی ہے!.... اس کے علاوہ ارشاد کے اعزہ میں سے اور کوئی ارشاد منزل میں نہیں داخل ہو سکتا!.... بہر حال وہ وہیں رہتی ہے۔ اس کی اور ارشاد کی خواب گاہ کے درمیان صرف ایک دیوار حائل ہے.... راضیہ سو رہی تھی.... اچانک کسی قسم کی تیز آواز نے اسے جگا دیا.... اور پھر دوسری چیخ اس نے بیدار ہو جانے پر سنی.... وہ بلاشبہ ارشاد کی چیخ تھی! تقریباً پانچ چھ منٹ تک وہ مسہری پر بے حس و حرکت پڑی رہی! ارشاد کے کمرے سے اب کچھ اس قسم کی آوازیں آرہی تھیں جیسے کئی آدمی لڑ پڑے ہوں.... تھوڑی دیر بعد بالکل سناٹا ہو گیا!...."

"خدا کا شکر ہے!" عمران آہستہ سے بڑبڑایا! فیاض کی پیشانی پر سلوٹیں ابھریں لیکن وہ عمران سے الجھے بغیر بولتا رہا.... "راضیہ اٹھ کر سیدھی نوکروں کے کوارٹر میں گئی.... اور انہیں جگا کر اپنے ساتھ ارشاد کی خواب گاہ تک لائی جس کا دروازہ کھلا ہوا تھا!.... لیکن خواب گاہ خالی تھی! ارشاد کے بستر پر بہت سا خون تھا!.... پلنگ کے نیچے ایک خنجر ملا.... وہ بھی خون آلود تھا!

سرہانے کی چھوٹی میز الٹی پڑی تھی! دو کرسیاں الٹ گئی تھیں! غرضیکہ صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ وہاں کافی دیر تک کشمکش ہوتی ہے.... مگر.... !.... ارشاد کا کہیں پتہ نہ تھا....!"

عمران کچھ نہ بولا! وہ غور سے فیاض کی طرف دیکھ رہا تھا....!

"ارشاد.... اب بھی لاپتہ ہے.... ! راضیہ نے بہت کچھ بتایا ہے.... حالانکہ خود اپنا وجود بھی شبے سے بالاتر نہیں رکھا!...."

"اس نے کیا بتایا ہے....!" عمران نے پوچھا۔

"یہی کہ ارشاد اپنے تینوں لڑکوں کی طرف سے مطمئن نہیں تھا.... یہی وجہ ان کی علیحدگی کی بھی تھی.... راضیہ کے علاوہ اور کوئی ارشاد منزل میں نہیں جا سکتا تھا!"

"اس لڑکی پر اسے بہت اعتماد تھا!"

"ہاں! اس کا بیان یہی ہے....!"

"تمہارا کیا خیال ہے۔"

"میں ابھی تک کوئی رائے قائم نہیں کر سکا!"

"جس دن تم رائے قائم کرنے کے قابل ہوئے اس دن تمہاری بیوی بالغ ہو جائے گی!"

"عمران.... ! میں تم سے پوچھتا ہوں کہ تم وہاں کیا کر رہے تھے---!"

"کہاں! مائی ڈیئر فیاض....!"

"تیمور اینڈ بارٹلے کے شوروم میں....!"

عمران یک بیک سنجیدہ ہو گیا! چند لمحے فیاض کو گھورتا رہا پھر بولا۔ "تم مجھ پر کس بات کا شبہ کر رہے ہو!"

"میں فی الحال تم پر کسی قسم کا شبہ نہیں کر رہا.... صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ تم وہاں کیا کر رہے تھے!"

"وہاں قریب قریب ڈیڑھ سو آدمی تھے...." عمران نے سنجیدگی سے کہا! "میں ان سے مشورہ کرنے کے بعد تمہارے اس سوال کا جواب دوں گا!"

فیاض کو پھر غصہ آ گیا! اس نے غرا کر کہا۔

"تم سمجھتے ہو شاید میں اس کیس میں تمہاری مدد چاہتا ہوں!"

"نہیں میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ تم دوسروں کا وقت برباد کرنے کے اسپیشلسٹ ہو۔"

"تم جھک مار رہے ہو!" فیاض کرسی سے اٹھتا ہوا بولا۔ "راضیہ کے وینٹی بیگ سے برآمد ہونے والے سانپ کی وجہ سے میں نے تم سے ملنا مناسب سمجھا! کیونکہ تم نے ایک بار تیمور اینڈ

بارٹلے والوں کی غیر قانونی حرکت کا تذکرہ کیا تھا!.... راضیہ کہتی ہے کہ شوروم میں جانے سے پہلے سانپ وینٹی بیگ میں نہیں تھا!"

"کہتی ہوگی.... مت بور کرو.... جاؤ اپنا کام دیکھو!.... میں آج کل بہت مشغول ہوں اس وقت میرے پاس طلاق کے بارہ کیس ہیں! ہر کیس میں کم از کم ایک ہزار ملنے کی توقع ہے...."

(۳)

تیمور اینڈ بارٹلے کا جنرل منیجر تیمور اپنے شاندار مکان کی شاندار اسٹڈی میں بیٹھا اپنی فرم کے دو شکاریوں سے ہم کلام تھا! تیمور دراصل اس فرم کا حصہ دار تھا۔ دوسرا حصہ دار بارٹلے تھا جو انگریز تھا اور زیادہ تر سمندر پار ہی رہ کر بیرونی تجارت کی دیکھ بھال کرتا تھا!

تیمور ایک دراز قد اور قوی ہیکل آدمی تھا! عمر پچاس کے لگ بھگ رہی ہوگی! چہرہ اب بھی پرکشش تھا!

"تم دونوں!" وہ شکاریوں سے کہہ رہا تھا "بعض اوقات بہت آگے بڑھ جاتے ہو! میں اسے پسند نہیں کرتا....!"

شکاریوں میں سے ایک جو جوان العمر اور مضبوط ہاتھ پیر والا تھا بولا۔ "آگے بڑھے بغیر اگر کام چل سکے تو اس کی ضرورت ہی کیا ہے....!"

"نہیں.... اب تم اپنی مرضی سے کوئی کام نہیں کرو گے!" تیمور کے لہجے میں سختی تھی۔

"آپ اپنا لہجہ درست کیجئے مسٹر تیمور....!" جوان العمر شکاری نے کہا!

"کیا..؟" تیمور اس طرح چونکا جیسے اس کے سر پر بم پھٹا ہو!.... چند لمحے اس کے چہرے پر حیرت کے آثار نظر آتے رہے! پھر وہ یک بیک سرخ ہو گیا....!

"تم مجھ سے اس انداز میں گفتگو کی جرأت کر رہے ہو!" وہ غرایا!

"ہاں مسٹر تیمور!" جوان العمر شکاری مسکرا کر بولا "میں بہت باحوصلہ آدمی ہوں اور میں زندگی بھر اس کمتر حیثیت میں نہیں رہوں گا! ہو سکتا ہے.... دس پانچ سال بعد فرم کا نام ہی بدل جائے.... لوگ اسے طارق تیمور اینڈ بارٹلے کے نام سے یاد کرنے لگیں.... پہلے تو صرف بارٹلے کی فرم تھی.... مسٹر تیمور اس کے ایک معمولی ملازم تھے! پھر ایک دن اچانک وہ فرم کے حصہ دار ہو گئے.... میں.... طارق.... آج ایک معمولی شکاری ہوں!.... ہو سکتا ہے.... کل....!"

"شٹ اَپ!" تیمور حلق کے بل چیخا!

"مجھ پر اس کا کوئی اثر نہیں ہوا مسٹر تیمور....!" طارق بدستور مسکراتا ہوا بولا!

"طارق بے تکی باتیں مت کرو!" اس کے ساتھی شکاری نے دبی زبان سے کہا۔

"تم خاموش رہو ناصر....!" طارق نے اس سے کہا!

"میں تمہیں اسی وقت اپنی ملازمت سے برطرف کر رہا ہوں اور اب تمہاری شکل نہیں دیکھنا چاہتا....!" تیمور نے سخت لہجے میں کہا!

"مسٹر تیمور جلد بازی اچھی نہیں ہوتی!" طارق نے اپنے گٹھیلے بازوؤں پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا! "انجام پر غور کر لیجئے گا!"

تیمور اسے پھر گھورنے لگا!

"اس سے کیا مطلب ہے تمہارا....!" اس نے پوچھا!

"ایکس فائیو تھری نائین!" طارق آہستہ سے بولا! لیکن وہ براہِ راست تیمور کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا اور اس کی آنکھوں میں عجیب قسم کی وحشیانہ چمک تھی۔ دفعتاً تیمور کا چہرہ تاریک ہو گیا! اور دوسرے شکاری ناصر نے بھی یہ تبدیلی محسوس کر لی۔

"بس مسٹر تیمور ہماری آج کی گفتگو ختم ہو گئی!" طارق اٹھتا ہوا بولا۔

"آؤ ناصر!" ناصر چپ چاپ اٹھ گیا اور وہ دونوں تیمور کی اسٹڈی سے باہر آ گئے۔ پورچ میں ایک موٹر سائیکل کھڑی تھی! طارق نے اس کی سیٹ پر بیٹھ کر اسے اسٹارٹ کیا.... ناصر کیریئر پر بیٹھ چکا تھا! موٹر سائیکل فراٹے بھرتی ہوئی پھاٹک سے نکل آئی تھی۔

"طارق یہ کیا قصہ تھا!" ناصر نے پوچھا۔

طارق ہلکا سا قہقہہ لگا کر بولا "اگر اس قسم کے قصے ہر ایک کی سمجھ میں آنے لگیں تو ہر ایک تیمور ایجڈ بار ٹلے کا حصہ دار ہو جائے! میں اپنی آنکھیں کھلی رکھتا ہوں دوست....!"

"مگر یار اس وقت تو تم نے کمال ہی کر دیا!.... مگر وہ نمبر کیا تھا.... جسے سنتے ہی وہ بدحواس ہو گیا تھا!

"سنو ناصر! ہم دونوں گہرے دوست ہیں!...." طارق نے کہا، اور خاموش ہو گیا! ناصر منتظر تھا کہ وہ کچھ اور بھی کہے گا.... لیکن وہ خاموش ہی رہا۔

"میں اس جملے کا مطلب نہیں سمجھا!" ناصر نے کہا!

"اس کا مطلب پھر سمجھاؤں گا.... فی الحال ایک کار ہمارا تعاقب کر رہی ہے!.... اس میں یقیناً تیمور کے آدمی ہوں گے!.... لہٰذا میں چاہتا ہوں کہ انہیں ایک اچھا سبق دوں!"

ناصر نے مڑ کر دیکھا....! حقیقتاً اس کار کے علاوہ سڑک پر دور تک کوئی کار نظر نہیں آ رہی تھی!

"وہم ہے تمہارا....؟" ناصر بڑبڑایا!

"وہم نہیں بلکہ توقع ...." طارق نے کہا! "اس گفتگو کے بعد تیمور مجھے زندہ دیکھنا پسند نہیں کرے گا!.... خیر دیکھو.... ابھی معلوم ہوا جاتا ہے....!"

دفعتاً طارق نے موٹر سائیکل ایک گلی میں موڑ دی!.... دوسری کار بھی اسی گلی میں مڑ گئی!۔

"کیوں اب کیا خیال ہے!" طارق نے ہلکے سے قہقہے کے ساتھ کہا۔

"ٹھیک ہے!" ناصر بڑبڑایا۔

"کیا میں تمہیں کہیں اتار دوں!" طارق نے پوچھا! "وہ لوگ ہمیں رس ملائی نہیں کھلائیں گے!"

"کیا تم مجھے بزدل سمجھتے ہو!" ناصر نے کہا!

"نہیں پیارے! مطلب یہ تھا کہ تمہیں خطرے سے آگاہ کر دوں!.... مگر ہمیں یہ ضرور دیکھ لینا چاہئے کہ یہ کتنے آدمی ہیں!"

ناصر کچھ نہ بولا! طارق موٹر سائیکل کو گلی سے نکال کر دوسری سڑک پر لایا.... پھر کیفے گرانڈ کے سامنے اسے روک کر مشین بند کر دی!.... دوسری کار بھی تھوڑے ہی فاصلے پر رک گئی تھی!....

دونوں اتر کر کیفے گرانڈ میں داخل ہوئے.... اس کا ہال چھوٹا ہی تھا.... اور اوپر چاروں طرف گیلری بنی ہوئی تھی!.... اس طرح چھوٹی سی جگہ میں زیادہ سے زیادہ نشستوں کا انتظام کیا گیا تھا۔

طارق نیچے بیٹھنے کے بجائے اوپر جانے کے لئے زینے طے کرنے لگا!.... ناصر نے دیکھا کہ چار آدمی کیفے میں داخل ہوئے.... اور وہ کنکھیوں سے ان دونوں کی طرف دیکھ رہے تھے!.... جب تک کہ طارق اور ناصر اوپر جا کر بیٹھ نہیں گئے وہ لوگ بھی کھڑے ہی رہے۔ بظاہر ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ چاروں طرف نظر دوڑا کر اپنے لئے کوئی جگہ منتخب کر رہے ہوں۔ طارق اور ناصر گیلری کی جالیوں سے لگ کر اس طرح بیٹھے کہ نیچے سے کم از کم ان کے سر بخوبی دکھائی دے سکیں!.... وہ چاروں بھی بیٹھ چکے تھے!.... لیکن انہوں نے بھی ایسی جگہ منتخب کی تھی جہاں سے وہ بہ آسانی ان پر نظر رکھ سکتے تھے۔

طارق آہستہ آہستہ پردہ کھسکا کر اپنے چہرے کے قریب لا رہا تھا.... تھوڑی ہی دیر میں اس کا چہرہ!.... پردے کے پیچھے ہو گیا!.... لیکن ناصر اب بھی نیچے والوں کو دکھائی دے رہا تھا۔

"ناصر" طارق نے اسے آہستہ سے مخاطب کیا! "زیادہ نہیں! صرف بیس منٹ تک انہیں

یہاں روکے رکھو!... اس کے بعد پھر تمہیں ایسا تماشا دکھاؤں گا کہ تم دنگ رہ جاؤ گے...!"

"کس طرح روکوں! میں تمہارا مطلب نہیں سمجھا!"

"تم بس اس طرح بیٹھے رہو!... میں صرف بیس منٹ کے لئے باہر جا رہا ہوں!... یہ دروازہ دیکھ رہے ہو! اس کے زینے باورچی خانے میں جا کر ختم ہوتے ہیں۔ میں ادھر ہی جاؤں گا!... لیکن نیچے والوں کو یہی معلوم ہونا چاہئے کہ میں یہاں موجود ہوں!... تم کبھی کبھی اس طرح ادھر دیکھتے رہنا جیسے مجھ سے مخاطب ہو!"

"تم کہاں جا رہے ہو!"

"بس واپس آ کر بتاؤں گا..."

طارق... گیلری کے زینوں سے دوسری طرف اتر گیا! ناصر بدستور وہیں بیٹھا رہا!... طارق کے جانے کے بعد چائے بھی آ گئی!... اس وقت ناصر بڑی شاندار ایکٹنگ کر رہا تھا!... وہ طارق سے عمر میں بڑا تھا! لیکن قوت میں اس کا لوہا مانتا تھا!... اس نے اس انداز میں چائے انڈیلی جیسے وہ ساتھ ہی ساتھ اپنے مخاطب سے گفتگو بھی کرتا جا رہا ہو۔ ویسے اس کی نظر چائے کی پیالی ہی کی طرف ہو!... پھر اس نے نیچے بیٹھے ہوئے آدمیوں پر ایک اچٹتی سی نظر ڈالی... وہ چاروں ابھی تک ہال میں موجود تھے! بیس منٹ گذر گئے لیکن طارق واپس نہیں آیا... اس کی واپسی ٹھیک آدھے گھنٹے بعد ہوئی اور وہ اس طرح ہانپ رہا تھا جیسے اسے بہت دوڑنا پڑا ہو!

"کیا کر آئے...!" ناصر نے مسکرا کر پوچھا۔

"بس ابھی دیکھ لینا!... اور اب اٹھو...!"

وہ زینے طے کر کے نیچے ہال میں آئے... لیکن ان کے انداز سے یہی ظاہر ہو رہا تھا جیسے وہ تعاقب کرنے والوں سے لاعلم ہوں!... باہر آ کر طارق نے پھر موٹر سائیکل سنبھالی... ناصر کیریئر پر بیٹھ گیا اور موٹر سائیکل چل پڑی!...

تقریباً پندرہ بیس منٹ تک وہ مختلف سڑکوں پر دوڑتی رہی پھر طارق نے ناصر سے کہا۔

"ذرا گھڑی تو دیکھو۔ کیا وقت ہوا ہے!"

"ساڑھے چھ!" ناصر نے جواب دیا!

"کار اب بھی ہمارے تعاقب میں ہے!..."

"آخر اس کا مقصد کیا ہے!" ناصر نے پوچھا!

"انہیں معلوم ہے کہ آج کل شکار ہو رہا ہے اور ہم یہاں سے سیدھے کیمپ کی طرف جائیں گے۔ ظاہر ہے کہ اس کے لئے ہمیں ایک سنسان سڑک سے گذرنا ہو گا!"

"میرے خدا...!" ناصر گڑبڑا کر بولا! "تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ ہمیں مار ڈالنے کی فکر میں ہیں!"

"یقیناً!" طارق نے قہقہہ لگایا "ورنہ ہم دو خوبصورت تتلیاں تو نہیں کہ وہ ہمارے گھروں کا پتہ لگانے کے لئے ہمارا تعاقب کر رہے ہیں!"

"اور ہم کیمپ ہی کی طرف جائیں گے!" ناصر نے سوال کیا!

"یقیناً... ہم وہیں جائیں گے اور اسی سڑک سے گزریں گے جس سے روزانہ گذرتے ہیں!"

"تب تم پاگل ہو گئے ہو!"

"پرواہ نہ کرو... صرف تین منٹ بعد تم بھی پاگل ہو جاؤ گے!" یقین نہ آئے تو گھڑی کی طرف دیکھتے رہو... اور تمہارے پاگل ہو جانے کی خبر سن کر تیمور پاگل کتوں کی طرح بھونکنے لگے گا!"

ناصر کچھ نہ بولا! وہ اب اس فکر میں تھا کہ کسی بہانے فی الحال طارق سے پیچھا چھڑا لے... لیکن ایسے مواقع پر عموماً بہانہ پیدا کرنے کا کوئی پہلو ہی نہیں نکلتا!... ناصر کا ذہن اسی میں الجھ کر رہ گیا۔ موٹر سائیکل کی رفتار بتدریج تیز ہوتی جا رہی تھی اور اب وہ کیمپ ہی کی طرف جانے والی سڑک پر مڑ چکی تھی! ناصر کا دل دھڑکنے لگا! اس نے مڑ کر دیکھا! کار بھی اسی سڑک پر مڑی تھی۔ لیکن سڑک کا یہ حصہ سنسان نہیں تھا، کیونکہ ابھی شہری آبادی کا سلسلہ ختم نہیں ہوا تھا۔

"طارق... بس... بچ...!" ناصر ہکلایا!... لیکن اسے اپنی ہکلاہٹ جاری رکھنے کا موقع نہ مل سکا! کیونکہ دفعتاً ایک بلند آواز کے دھماکے نے اس کے اعصاب کو ساکت کر دیا! چونک پڑنے کی بھی سکت اس میں نہ رہ گئی! پھر اس نے بیک وقت کئی چیخیں سنیں! مڑ کر دیکھا تو... اسے تھوڑے ہی فاصلے پر آگ کی لپک دکھائی دی! طارق بے تحاشہ ہنس رہا تھا... اور موٹر سائیکل بھاگی جا رہی تھی...!

"اب یہ کل کے اخبار میں دیکھنا کہ کتنے مرے اور کتنے زخمی ہوئے!" طارق نے کہا۔

"یہ... کک... کیا ہوا...!" ناصر پھر ہکلایا!

"ٹائم بم..."

"اسی کار میں...!"

"ہاں میں آدھے گھنٹے تک جھک نہیں مار رہا تھا...!"

"مگر... اف... فوہ...! تم نے یہ کیا کیا طارق...!"

"میں شکاری ہوں ناصر... بس اس سے زیادہ اور کچھ کہنے کی ضرورت ہی نہیں۔ مگر ان

شکاروں کی کھال تیمور کے کسی کام نہ آسکے گی!"

"تم نے انہیں مار ڈالا!...."

"ہاں میرے دوست!" طارق نے بڑے اطمینان سے جواب دیا۔ "سانپوں کو پھن اٹھانے کی مہلت ہی نہ دینی چاہئے! یہی ہمارا سب سے پہلا سبق ہے!"

ناصر سناٹے میں آگیا! اس کے سارے جسم سے ٹھنڈا ٹھنڈا پسینہ پھوٹ رہا تھا!

"کیا تم ڈر رہے ہو!" طارق نے پھر قہقہہ لگایا! ناصر کچھ نہ بولا! اس کا دماغ کھوپڑی سے نکل کر گویا ہوا میں تیرنے لگا تھا! اس دھماکے کا اثر اب بھی اس کے اعصاب پر باقی تھا اور پھر طارق کی باتیں بھی اس دھماکے سے کیا کم تھیں۔

(۴)

آج فیاض کو پھر عمران کی تلاش تھی! لیکن وہ اپنے فلیٹ میں نہیں ملا۔ بہرحال اس تک پہنچنے کے لئے فیاض کو اچھی خاصی سراغرسانی کرنی پڑی!.... وہ اسے شہر کے ایک گھٹیا سے شراب خانے میں ملا۔ لیکن فیاض یہ نہ معلوم کر سکا کہ عمران وہاں کیا کر رہا تھا! حقیقت تو یہ تھی کہ اس وقت اسے یہ معلوم کرنے کی ضرورت ہی نہیں محسوس ہوئی تھی کہ عمران وہاں کیوں آیا تھا! ہو سکتا ہے کہ کسی دوسرے موقع پر اسے کھوج پڑ گئی ہوتی!.... لیکن آج تو خود اس کے ہی ذہن میں انتہائی حیرت انگیز واقعات کے تصورات ابل رہے تھے.... عمران فیاض کو سڑک ہی پر دیکھ کر شراب خانے سے اٹھ گیا تھا! لیکن اس وقت اسے فیاض کی آمد گراں ضرور گذری تھی!

عمران نے سڑک پر آکر فیاض کو اشارہ کیا کہ وہ آگے بڑھ جائے! لیکن فیاض اشارہ نہ سمجھ کر اسی کی طرف بڑھتا رہا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ عمران دوسری طرف مڑ کر بڑی تیزی سے چلتا ہوا ایک گلی میں گھس گیا....! بہرحال بات اسی وقت فیاض کی سمجھ میں آئی، جب عمران نظروں سے اوجھل ہو گیا!

اب فیاض بھی آہستہ آہستہ اسی گلی کی طرف جا رہا تھا اور گلی میں داخل ہو کر اس نے اپنی رفتار تیز کر دی! مگر عمران کا کہیں پتہ نہ تھا!

فیاض گلی سے گذر کر دوسری سڑک پر پہنچ گیا!.... لیکن.... اب.... اب بھی عمران کہیں نظر نہ آیا! فیاض کو تقریباً ایک یا ڈیڑھ منٹ تک وہیں کھڑے رہ کر سوچنا پڑا کہ اب اسے کیا کرنا چاہئے!

اچانک اسے ایک ریستوان کی کھڑکی میں عمران کا چہرہ نظر آیا.... فیاض نے تیزی سے سڑک پار کی اور ریستوران میں داخل ہو گیا۔

"کیا مصیبت آگئی ہے....!" عمران جھلائے ہوئے لہجے میں بولا!.... اس کی جھلاہٹ کا مظاہرہ بھی انتہائی مضحکہ خیز معلوم ہوا کرتا تھا!

"تم بیٹھو تو.... یقیناً تم اس معاملے میں دلچسپی لو گے!" فیاض نے اس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

"کیا ہے جلدی سے بکو.... اور کچھ دنوں کے لئے میرا پیچھا چھوڑ دو!"

"وہ لڑکی راضیہ اب ایک نئی کہانی سنا رہی ہے....!" فیاض نے کہا "مگر آخر تم اتنے اکھڑے اکھڑے سے کیوں ہو!"

"فکر مت کرو!.... میں قلفی کی طرح جما جما سا ہوں.... تمہاری آنکھوں کا قصور ہے...." عمران گھڑی کی طرف دیکھتا ہوا بولا۔

"میں تمہیں صرف پندرہ منٹ دے سکتا ہوں!"

"تب تم جہنم میں جاؤ.... مجھے کچھ نہیں کہنا۔"

"نہیں! تمہیں بہت کچھ کہنا ہے!.... تمہیں یہ بتانا ہے کہ ارشاد اپنے لڑکوں سے خائف تھا! اور تمہیں اس تصویر کے متعلق بتانا ہے، جو ارشاد کے بیٹے نوشاد سے مشابہ ہے.... پھر تم مجھے انسانی ہڈیوں کے ایک ڈھانچے کے متعلق بتاؤ گے!...."

"اوہ.... تو راضیہ پہلے ہی بتا چکی ہے....!" فیاض نے مایوسی سے کہا!

"نہیں! اس نے مجھے کچھ بھی نہیں بتایا....!"

"تم اور کیا جانتے ہو!" فیاض نے پوچھا!

"ظاہر ہے میں اتنا ہی جانتا ہوں گا جتنا تمہیں راضیہ نے بتایا ہوگا....!" عمران نے خشک لہجے میں کہا! چند لمحے خاموش رہا پھر بولا "لیکن راضیہ کو اس کا کیا علم کہ تم نے ہڈیوں کے اس ڈھانچے کو تہہ خانے سے نکلوالیا ہے!"

"اچھا پھر!" فیاض اپنے ہونٹوں پر زبان پھیر کر بولا!

"اور ہڈیوں کے اس ڈھانچے کو دیکھ کر تمہیں بڑی مایوسی ہوئی!..! کیونکہ وہ ہڈیاں ہرگز نہیں تھیں البتہ تم اس کاریگری کے دل سے قائل ضرور ہو!.... لکڑی کا پنجر بنا کر اس پر سفید پالش کرنا آسان کام نہیں ہے.... کافی محنت صرف ہوئی ہوگی!.... کیوں کیا خیال ہے!"

"تمہیں یہ سب کچھ کیسے معلوم ہوا!؟"

"نہایت آسانی سے جن لوگوں نے تہہ خانے میں جانے کا راستہ بتایا تھا....؟"

"قطعی غلط! ان میں سے کوئی بھی نہیں بتا سکتا! وہ سب میرے محکمے کے آدمی تھے!" فیاض نے کہا!

"اور تمہارے محکمے میں سب فرشتے ہیں۔ انہیں نہ تو شراب سے دلچسپی ہو سکتی ہے اور نہ عورت سے۔ میری سیکرٹری روشی کو تم کیا سمجھتے ہو! سوپر فیاض!.... اس نے تمہارے ایک آدمی سے سب کچھ معلوم کر لیا ہے.... ہاہا.... ہپ!"

فیاض کچھ نہ بولا! لیکن وہ عمران کو برابر گھورے جا رہا تھا!

"اب رہا اس تصویر کا معاملہ.... تو اس کے متعلق تم مجھے بتاؤ گے!" عمران نے کہا پھر گھڑی کی دیکھ کر بولا "صرف پانچ منٹ اور باقی ہیں!"

"میں گھونسہ مار دوں گا!" فیاض جھنجھلا گیا!

"مگر پانچ منٹ کے اندر ہی اندر...." عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

فیاض مزید کچھ کہے بغیر اٹھ گیا!.... اسے توقع تھی کہ شاید عمران اسے روکے گا!.... لیکن وہ بدستور بیٹھا رہا۔ فیاض دروازے تک جا کر پھر پلٹ آیا!

"میں اب صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اگر تم نے اس کیس میں دخل اندازی کی تو اچھا نہ ہو گا!" فیاض نے کہا!

"لعنت بھیجتا ہوں تمہارے کیس ویس پر!" عمران برا سا منہ بنا کر بولا۔ "مجھے تیمور اینڈ بارٹلے کی فرم میں نوکری مل گئی ہے!"

فیاض بیساختہ چونک پڑا....

"نوکری مل گئی ہے!" اس نے متعجبانہ دہرایا۔

"اور کیا ایک نہ ایک دن عقل آ ہی جاتی ہے!.... مہینے میں ایک سو پچاس روپے ملیں گے.... بہت ہیں اور کیا!...."

فیاض پھر بیٹھ گیا!....

"ہاں تو میں یہ کہہ رہا تھا!" فیاض نے گراموفون کے ریکارڈ کی طرح بولنا شروع کر دیا۔ "نوشاد کو جب یہ بتایا گیا کہ وہ اس کے باپ کے کسی چچا کی تصویر ہے تو وہ بے تحاشہ ہنسنے لگا! پھر اس نے بتایا کہ حقیقتاً اسی کی تصویر ہے! جو اس نے قدیم لباس میں ایک مصور سے بنوائی تھی! اس نے مصور کا نام اور پتہ بتایا.... اور مصور نے بھی اس کے بیان کی تصدیق کر دی!"

"تصویر کب بنوائی گئی تھی!" عمران نے پوچھا!

"آج سے دس سال پہلے!"

"پھر اب تمہارا کیا خیال ہے!" عمران نے پوچھا!

"ظاہر ہے، ایسے حالات میں یہ نہیں سمجھا جا سکتا کہ ارشاد کو کوئی حادثہ پیش آیا ہے!...."

"اور کچھ!.... یہ تو بڑی موٹی سی بات تھی!" عمران نے کہا "حالات کو مد نظر رکھ کر ایک ناخواندہ کانسٹیبل بھی یہی کہہ سکتا ہے.... مگر تم محکمہ سراغرسانی کے سپرنٹنڈنٹ ہو!"

"تم کیا کہنا چاہتے ہو!" فیاض نے پوچھا!

"مجھے الگ ہی رکھو!.... تو بہتر ہے.... ورنہ تم خود ہی کہہ چکے ہو کہ اچھا نہ ہو گا...."

فیاض کچھ نہ بولا! پھر تھوڑی دیر بعد کہنے لگا! "معاملہ بہت پیچیدہ ہے!.... اگر وہ پنجر لکڑی کا نہ ثابت ہوا ہوتا تو کہا جا سکتا تھا کہ وہ اپنے لڑکے نوشاد کو پھنسانا چاہتا ہے!"

"بنڈل"

"کیا مطلب...." فیاض اسے گھورنے لگا!

"کچھ نہیں! میں دوسری بات سوچنے لگا تھا!.... مگر ہاں.... تم....! تم اس معاملے کو چھپا کیوں رہے ہو!.... میرا خیال ہے کہ سارے واقعات اخبارات میں آ جانے چاہئیں اور خوب فیاض مری جان! بہترین موقع ہے وہ ڈیلی میل کی رپورٹر ہے نا.... مس موٹا.... تم ایک بار اس پر مر مٹے تھے.... پھر بعد کی اطلاع مجھے نہیں ہے کہ کیا ہوا تھا!.... خیر بہرحال.... تم اسے فون کر کے اپنے پاس بلاؤ.... اور صرف اس کے اخبار کے لئے ایک رپورٹ مرتب کرا دو!.... پھر دیکھنا.... ہائے....! وہ بھی تم پر مر مٹے گی اور میں بعد کی اطلاعات سے محروم ہو جاؤں گا!"

"میں فی الحال اس کی پبلسٹی نہیں چاہتا!" فیاض نے کہا!

"اچھی بات ہے تو پھر میں ہی مس موٹا کو مر مٹنے کا چانس دوں گا!"

"تم ایسا نہیں کرو گے!" فیاض نے سخت لہجے میں کہا!

"اماں لعنت ہے اس پر.... لاحول ولا قوۃ۔ مجھے کیا! میں تو تیمور اینڈ بارٹلے....!"

"تیمور اینڈ بارٹلے والی بات بھی تمہیں بتانی پڑے گی!" فیاض نے کہا۔

"بتا تو دیا کہ مجھے وہاں نوکری مل گئی ہے!"

"خیر.... پرواہ نہیں!" فیاض نے لاپرواہی ظاہر کرنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا! "میں تمہیں کامیاب نہیں ہونے دوں گا!...."

"پندرہ منٹ پورے ہو گئے!" عمران اسے گھڑی دکھاتا ہوا بولا۔ "لیکن میں ایک منٹ اور دے کر اتنے وقفہ میں یہ ضرور کہوں گا کہ تم ان واقعات کی تشہیر کئے بغیر کامیاب نہیں ہو سکتے!"

لیکن اس سلسلے میں اس سانپ کا تذکرہ کرنا نہیں بھولو گے، جو راضیہ کے وینٹی بیگ سے برآمد ہوا تھا اور راضیہ تیمور اینڈ پارٹنر کے شوروم سے نکل کر سیدھی ارشاد منزل گئی تھی۔!"

فیاض کچھ سوچنے لگا تھا آخر اس نے تھوڑی دیر بعد سر ہلا کر کہا "اب میں بھی یہی سوچ رہا ہوں کہ ان واقعات کی پبلسٹی ضرور ہونی چاہیے! آخر اس سے ارشاد کا مقصد کیا تھا؟"

"گڈ تم بہت اچھے بچے ہو! بس اب جاؤ.... لیکن تم راضیہ کے وینٹی بیگ والے سانپ کے متعلق تیمور سے ضرور پوچھ گچھ کرو گے۔"

"کیا فائدہ ہوگا!"

"بہت فائدہ ہوگا.... یہ نسخہ دردِ کمر کے لئے اکسیر ہے...."

"پھر اتر آئے بکواس پر!"

"پرواہ نہ کرو!.... ہاں سب سے زیادہ ضروری بات تو رہ ہی گئی.... اخبارات میں ان واقعات کی تفصیل آجانے کے بعد ہی تم تیمور سے پوچھ گچھ کرو گے....! اس سے پہلے نہیں!"

"یار عمران.... کیوں بور کر رہے ہو! آخر اس سے کیا ہوگا!"

"ڈلیوری آسانی سے ہو جائے گی!"

"خدا سمجھے تم سے!"

"اور ہاں!.... تیمور اینڈ پارٹنر کے آفس میں مجھ سے ملنے کی کوشش کبھی نہ کرنا! سمجھے! بس اب جاؤ.... میں ڈیوٹی پر جا رہا ہوں، لنچ کا وقفہ ختم ہونے میں صرف دس منٹ باقی رہ گئے ہیں!"

فیاض کے اٹھنے سے قبل عمران ہی اٹھ کر باہر نکل گیا!

(۵)

ٹائپسٹ لڑکی جولیا اسے بہت غور سے دیکھ رہی تھی۔ وہ کاغذات پر جھکا ہوا برے برے سے منہ بنا رہا تھا اور ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ خود کو اس چھوٹے سے پارٹیشن میں تنہا محسوس کر رہا ہو! اس پارٹیشن میں صرف دو میزیں تھیں.... ایک پر ٹائپسٹ لڑکی جولیا بیٹھتی تھی اور دوسری میز اسسٹنٹ اکاؤنٹنٹ کی تھی!.... بوڑھا اسسٹنٹ اکاؤنٹنٹ پچھلے چار دنوں سے دو ماہ کی رخصت پر تھا!.... اس کی جگہ نیا اکاؤنٹنٹ آگیا تھا یہ نیا اکاؤنٹنٹ کافی وجیہہ جامہ زیب اور نوجوان آدمی تھا.... پہلے دن جولیا اسے دیکھ کر بہت خوش ہوئی تھی.... اس نے سوچا تھا کہ کم از کم دو ماہ تک تو وہ ہر قسم کی بوریتوں سے دور ہی رہے گی.... پرانا اکاؤنٹنٹ بہت تنک چڑھا تھا اور جولیا اسے

پسند نہیں کرتی تھی....

مگر یہ نیا اکاؤنٹنٹ اس پرانے اکاؤنٹنٹ سے بھی زیادہ بور ثابت ہوا وہ سارا دن سر جھکائے ہندسوں میں غرق رہتا.... اور اس پارٹیشن میں ٹائپ رائٹر کی "کٹ کٹ" کے علاوہ اور کوئی آواز نہ سنائی دیتی! پرانے اکاؤنٹنٹ کی بکواس جولیا کو گراں گذرتی تھی.... اور اب نئے اکاؤنٹنٹ کی حد سے بڑھی ہوئی خاموشی اسے کھلنے لگی تھی—!

کبھی وہ اسے ذہنی طور پر بہت اونچا آدمی معلوم ہونے لگتا.... اور کبھی بالکل بدھو....! وہ اکثر ٹائپ رائٹر پر ہاتھ روک کر اسے غور سے دیکھنے لگتی۔

اس وقت بھی وہ کام بند کر کے ہولے ہولے اپنی انگلیاں دبا رہی تھی.... اور اس کی نظریں اکاؤنٹنٹ ہی پر تھیں!.... جو کاغذات پر سر جھکائے اونگھ رہا تھا.... اکثر وہ چونک کر اس طرح آنکھیں پھاڑنے لگتا جیسے نیند کو بھگانے کی کوشش کر رہا ہو! دیکھتے ہی دیکھتے اس نے اپنے گال میں بہت زور سے چٹکی لی.... اور "سی" کر کے بسورنے لگا!

جولیا کو بیساختہ ہنسی آگئی! اس کا قہقہہ سن کر اکاؤنٹنٹ چونک پڑا اور پھر اس کے چہرے سے کچھ اس قسم کی حجاب آمیز سراسیمگی ظاہر ہونے لگی، جیسے کسی نے سر بازار اس کے چپت رسید کر دی ہو!

"وہ.... وہ دیکھئے....!" وہ ہکلایا۔ "مجھے دراصل نیند آرہی تھی.... اور میں نیند کو بھگانے کے لئے یہی کرتا ہوں!"

"میرا تو خیال تھا کہ آپ کو کبھی نیند ہی نہ آتی ہوگی!" جولیا نے کہا—!

"کیوں.... واہ.... آتی کیوں نہیں!"

"لیکن خواب میں آپ کو ہندسے ہی ہندسے نظر آتے ہوں گے!"

"جی ہاں اور آج کل ٹائپ رائٹر کی کٹ کٹ بھی سنائی دیتی ہے!" اکاؤنٹنٹ نے گلوگیر آواز میں کہا۔

"آپ اس سے پہلے کہاں کام کرتے تھے!"

"اس سے پہلے میں کسی کام کا نہیں تھا!"

"آپ کے دوست تو بکثرت ہوں گے۔" جولیا خواہ مخواہ اسے باتوں میں الجھانا چاہتی تھی!

"نہیں ایک بھی نہیں ہے!" اکاؤنٹنٹ نے بڑی معصومیت سے کہا "بات یہ ہے مس نیلیا....!"

"جولیا!" اس نے تصحیح کی!

"آئی ایم سوری.... مس جولیا.... بات یہ ہے کہ مجھے دوستی کرتے ہوئے بڑی شرم آتی ہے....!"

"شرم!... میں آپ کا مطلب نہیں سمجھی...!"

"شرم... دراصل... اسے کہتے ہیں... جو آجاتی ہے... آتی ہے... یعنی کہ شرم... آپ شرم نہیں سمجھتیں!"

"میں نے شرم کی وجہ پوچھی تھی...!"

"بہتری وجوہات ہو سکتی ہیں! جی ہاں!...."

اکاؤنٹنٹ کے چہرے پر اس وقت نہ جانے کہاں کی حماقت پھٹ پڑی تھی!... جولیا نے سوچا! چلو اسی طرح وقت کٹے گا! بیوقوف آدمی بھی دلچسپی کا سامان ہوتے ہیں!

"آپ کے کتنے بچے ہیں!" جولیا نے پوچھا!

"مجھے ملا کر سات...!"

"آپ کو ملا کر کیوں؟"

"جی ہاں! اگر آپ نہ ملانا چاہیں، تب بھی کوئی مضائقہ نہیں... پھر بھی چھ باقی بچتے ہیں!"

"بات یہ ہے مس مولیا... ار... شائد... میں غلط نام لے رہا ہوں... خیر جو کچھ بھی آپ کا نام ہو! مطلب یہ کہ... ہاں تو میں ابھی کیا کہہ رہا تھا...!"

"مجھے حیرت ہے کہ آپ دوستوں کے بغیر کیسے زندہ ہیں!"

"میں زندہ کب ہوں!" اکاؤنٹنٹ نے مایوسی سے کہا!

"یقیناً آپ کے دل پر کوئی گہری چوٹ لگی ہے۔" جولیا نے تشویش ظاہر کی۔

"اوہو!... جی ہاں!... آپ کو کیسے معلوم ہوا... کمال ہے! کیا آپ کو علم غیب ہے!"

"جی ہاں پچھلے سال لگی تھی!... بڑی پریشانی اٹھائی!... تین چار بار ایکسرے لیا گیا!... لیکن مختلف ڈاکٹر کسی ایک بات پر متفق نہ ہو سکے!... آخر بڑی کاوشوں کے بعد معلوم ہوا کہ گھٹنے کی ہڈی اپنی جگہ سے کھسک گئی ہے... اُردو میں ایک مثل ہے مس جولیا کہ ماروں گھٹنا پھوٹے آنکھ!... مگر یہ مثل غلط ثابت ہو گئی!... اب میں ماروں آنکھ پھوٹے گھٹنا کا قائل ہو گیا ہوں!..."

"میں کچھ بھی نہیں سمجھ سکی!" جولیا بولی!

"یعنی آپ اس کا ایک بٹا چار بھی نہیں سمجھیں!... او معاف کیجئے گا میرا مطلب یہ تھا کہ آپ کچھ بھی نہیں سمجھیں!"

"آپ ہر وقت ہندسوں سے کھیلتے رہتے ہیں!" جولیا مسکرائی!

"یہ میری بدنصیبی ہے! مس... کیا نام ہے... جولیا... مس جولیا... میں اپنی عادت

سے مجبور ہوں! مجھے ارتھمیٹک سے عشق ہے..."

"لیکن مجھے ارتھمیٹک سے بڑی نفرت ہے...!" جولیا نے کہا!

"اپنا اپنا مقدر ہے... کم از کم آپ کی شادی تو ہو جائے گی!"

"کیوں شادی اور ارتھمیٹک سے کیا تعلق!"

"بہت گہرا تعلق ہے... مس جولیا!" اکاؤنٹنٹ نے ایک طویل سانس لی!

"میں نہیں سمجھ سکی!"

"ہر ایک نہیں سمجھ سکتا! مس جولیا..."

"آپ سمجھایئے بھی تو... میرے لئے یہ بات بالکل نئی ہوگی اور میں اپنی معلومات میں اس اضافے کے لئے ہمیشہ آپ کی احسان مند رہوں گی!"

"اچھا تو سمجھنے کی کوشش کیجئے۔ انگریزی میں بیوی کو نصف بہتر کہتے ہیں یعنی ایک بٹا دو بہتر... ابھی بات میں نے اپنی ہونے والی بیوی کے باپ سے کہہ دی تھی! وہ پتہ نہیں کیوں بگڑ گئے۔ میں نے کہا آپ اپنی بیوی کے نصف بدتر ہیں۔ یعنی ایک بٹا دو... غالباً آپ سمجھ گئی ہوں گی مس جولیا! یہ شادی نہ ہو سکی... اور شاید کبھی نہ ہو سکے!"

اکاؤنٹنٹ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے!... جولیا کچھ نہ بولی! اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ وہ ہمدردی کے کچھ الفاظ کہے یا بے تحاشہ ہنسنا شروع کر دے!

ادھر اکاؤنٹنٹ انگلیوں سے میز پر طبلہ بجانے لگا! لیکن آنسو بدستور بہتے رہے! ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے اسے ان آنسوؤں کا علم ہی نہ ہو!

(۲)

طارق تیمور کے آفس میں داخل ہوا۔ تیمور وہاں تنہا ہی تھا! طارق کو بے دھڑک اندر گھستے دیکھ کر اس کے چہرے پر تفکر اور تردد کے آثار نظر آنے لگے!

"کیوں تم اجازت حاصل کئے بغیر یہاں کیوں آئے!" تیمور اسے گھور کر بولا!

"اوہ معاف کیجئے گا! جناب!" طارق نے مسکرا کر کہا۔ "میں سمجھا تھا شاید اب اس کی ضرورت باقی نہ رہی ہو گی!"

"بیٹھ جاؤ!" تیمور نے کرسی کی طرف اشارہ کیا—!

طارق بیٹھ گیا! تیمور چند لمحے اسے گھورتا رہا پھر بولا۔ "تم مجھے بلیک میل نہیں کر سکتے سمجھے!"

"جی ہاں! میں سمجھ گیا! بلیک میل کرنا چھچھورے آدمیوں کا کام ہے... آپ نے غالباً ان

لوگوں کا انجام سن لیا ہوگا، جو پچھلی شام میرا تعاقب کر رہے تھے!.... بلیک میلر عموماً بزدل ہوتے ہیں!.... دھمکی کا نام بلیک میلنگ ہے!.... اور دھمکی وہی دیتا ہے! جو کمزور ہو! میں کمزور نہیں ہوں مسٹر تیمور!.... میں چھین کر کھانے کا عادی ہوں!...."

"ابھی بچے ہو!.... بچپن کے ہوائی قلعوں کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی....!"

"تو آپ اس پر رضامند نہیں ہیں!"

"نہیں!...." تیمور میز کی دراز کھول کر اس میں کچھ تلاش کرتا ہوا بولا۔ "اب فرم کو تمہاری خدمات درکار نہیں ہیں!.... یہ لو.... یہ رہا.... نوٹس!"

طارق نے اس کاغذ کی طرف دیکھنے کی زحمت بھی گوارا نہیں کی، جو تیمور نے میز کی دراز سے نکال کر اس کے سامنے رکھ دیا تھا....

"لیکن ایکس فائیو تھری نائین!" طارق آہستہ سے بڑبڑایا۔ "اس وقت میرے قبضے میں ہے!"

"تم جھوٹے ہو! تمہیں اس کی ہوا بھی نہیں لگی!"

"خام خیالی ہے مسٹر تیمور....!"

"گٹ آؤٹ....!"

"بہت خوب شکریہ! لیکن میرا ساتھ تمام شکاری دیں گے! میری علیحدگی ان کی علیحدگی ہوگی.... سمجھے آپ....!"

تیمور نے چپراسی کو بلانے کے لئے گھنٹی بجائی!

"میں جا رہا ہوں مسٹر تیمور اس کی ضرورت نہیں پیش آئے گی.... لیکن آج شام تک آپ اپنے خسارے سے واقف ہو جائیں گے!"

طارق باہر نکل آیا....

بعض کلرکوں نے اسے دیکھ کر سر ہلایا.... اور وہ ان سب کو چھیڑتا اور ان پر آوازے کستا ہوا آگے بڑھ گیا! پھر وہ اس پارٹیشن کے سامنے رکا جہاں ٹائپسٹ گرل جولیا اور اسسٹنٹ اکاؤنٹنٹ بیٹھتے تھے!....

"ہلو طارق....!" جولیا اسے دیکھ کر چہکاری!

"ہاؤ ڈی یو ڈو.... جولی!"

"او کے.... اولڈ بوائے.... کم ان.... کم ان!"

طارق پارٹیشن میں داخل ہو کر دروازے کے قریب ہی ٹھٹک گیا۔

"آپ کی تعریف!" اس نے نئے اکاؤنٹنٹ کی طرف اشارہ کر کے پوچھا!

"ہمارے نئے اسسٹنٹ اکاؤنٹنٹ....!" جولیا نے جواب دیا! نئے اکاؤنٹنٹ کا چہرہ شرم سے سرخ ہو گیا اور وہ نظریں جھکا کر انگلی سے میز کھٹکھٹانے لگا!

جولیا نے اشارے سے طارق کو بتایا کہ وہ بالکل بدھو ہے!

"کیوں دوست کیا نام ہے تمہارا...." طارق نے اس کے سر پر ہاتھ پھیر کر کہا.... اور جولیا منہ دبا کر ہنسنے لگی!

اکاؤنٹنٹ اس کا ہاتھ جھٹک کر اور زیادہ شرما گیا! جولیا بے تحاشہ ہنسنے لگی....! لیکن طارق اسے سنجیدگی سے گھورتا رہا.... ایسا معلوم ہو رہا تھا، جیسے وہ کوئی بہت ہی اہم بات سوچنے لگا ہو!۔

"یہ بہت ضروری ہے!" اس نے آہستہ سے کہا۔ "کہ یہاں بیٹھنے والا ہر اکاؤنٹنٹ میرے گہرے دوستوں میں سے ہو....!"

اکاؤنٹنٹ حیرت سے اس کی طرف دیکھنے لگا!.... طارق کرسی کھینچ کر بیٹھنے ہی والا تھا کہ دو.... پٹھان چوکیدار کیبن میں داخل ہوئے۔

"آفس سے نکل جاؤ....!" ایک نے آگے بڑھ کر طارق کا بازو پکڑتے ہوئے کہا!

طارق کی خونخوار آنکھیں اس کی طرف اٹھیں اور وہ اس کا بازو چھوڑ کر الگ ہٹ گیا!۔

"جاؤ....!" وہ دروازے کی طرف ہاتھ اٹھا کر چیخا! "تیمور سے کہہ دینا کہ یہ بدتمیزی اسے بہت مہنگی پڑے گی!"

اور پھر وہ ان دونوں کو ایک طرف دھکیلتا ہوا.... باہر نکل گیا.... اکاؤنٹنٹ اور جولیا حیرت سے آنکھیں پھاڑے دم بخود بیٹھے رہے!....

دونوں پٹھان بھی ہونٹوں ہی ہونٹوں میں کچھ بڑبڑاتے ہوئے باہر جا چکے تھے! پھر اکاؤنٹنٹ اٹھ کر باہر جھانکنے لگا!.... پورے آفس میں مکھیوں کی سی بھنبھناہٹ گونج رہی تھی!.... وہ جولیا کی طرف مڑا.... جو اپنے خشک ہونٹوں پر زبان پھیر رہی تھی!

"یہ کون صاحب تھے!...." اکاؤنٹنٹ نے جولیا سے پوچھا!

"طارق.... ایک شکاری ہے...."

"بہت غصے میں معلوم ہوتے تھے!"

"ہاں وہ بہت تیکھے مزاج والا اور انتہائی خطرناک آدمی ہے!"

"خطرناک....!.... ارے باپ رے....!" اکاؤنٹنٹ احمقانہ انداز میں پلکیں جھپکانے لگا!

"پتہ نہیں کیا بات ہے....! اس نے مسٹر تیمور کیلئے بہت سخت قسم کے الفاظ استعمال کئے تھے!"

"مسٹر تیمور کے لئے....!" اکاؤنٹنٹ نے بوکھلا کر کہا! اب پھر ہونٹ بھینچ کر کچھ سوچنے

رہنے کے بعد آہستہ سے بولا۔ "میں نے نہیں سنا تھا.... ورنہ اس کا سر توڑ دیتا! مسٹر تیمور تو بہت اچھے آدمی ہیں!"

"آپ اس کا سر توڑ دیتے!" جولیا ہنسنے لگی!

"کیوں کیا میں اس سے کمزور ہوں....!"

"پوہ!.... ان پٹھانوں کی حالت دیکھی تھی آپ نے....! کانپ کر رہ گئے تھے!"

"رہ گئے ہوں گے!...."

"میں نہیں سمجھ سکتی کہ کیا واقعہ پیش آیا ہے!" جولیا نے تشویش آمیز لہجے میں کہا!

"میں اسے ضرور پیٹوں گا! کیا آپ مجھے اس کے گھر کا پتہ بتائیں گی!"

جولیا پھر ہنسنے لگی! دفعتاً اکاؤنٹنٹ بگڑ گیا!

"آپ میرا مذاق اڑا رہی ہیں!"

جولیا اس کی بات کا جواب دیئے بغیر پارٹیشن سے نکل گئی.... شائد وہ اس واقعے کی وجہ معلوم کرنا چاہتی تھی۔

اکاؤنٹنٹ بھی پردہ ہٹا کر دروازے میں کھڑا ہو گیا۔ سارے کلرک ایک دوسرے سے سرگوشیاں کر رہے تھے۔ منیجر کی کرسی خالی تھی!.... اکاؤنٹنٹ کی نظر تیمور کے کمرے کی طرف اٹھ گئی!.... وہ چند لمحے کچھ سوچتا رہا! پھر اس نے اپنی پتلون کی جیبیں ٹٹولیں اور لمبے لمبے قدم رکھتا ہوا غسل خانے کی طرف چلا گیا۔ غسل خانہ تیمور کے کمرے کی پشت پر تھا اور دونوں کے درمیان میں صرف ایک دیوار حائل تھی! اس نے غسل خانے کا دروازہ اندر سے بولٹ کر کے شیشوں پر سیاہ پردہ کھینچ دیا! پھر پتلون کی جیب سے ایک چھوٹی سی سیاہ رنگ کی ڈبیہ نکالی جس سے ایک پتلا سا تار منسلک تھا، دیکھتے ہی دیکھتے اس نے وہ تار اس تار سے جوڑ دیا، جو ایک چھت سے روشندان سے نیچے لٹک رہا تھا! بادی النظر میں وہ تار ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے مکڑی کے جالے میں کوئی ہلکا سا تنکا پھنس گیا ہو! سیاہ رنگ کی ڈبیہ اس نے اپنے داہنے کان سے لگائی.... ڈبیہ دراصل ایک چھوٹے سے مگر طاقتور ڈکٹافون کا ریسیور تھی!۔

(۷)

دوسری طرف تیمور اس بات سے قطعی بے خبر تھا کہ اس کے کمرے میں کہیں پر ایک ڈکٹا فون پوشیدہ ہے اور اس وقت اس کی ساری گفتگو غسل خانے میں سنی جا رہی ہے۔ وہ اپنے منیجر سے کہہ رہا تھا۔

"اس لونڈے کا انتظام ضروری ہے! ورنہ سب برباد ہو جائے گا! وہ چاروں بری طرح زخمی ہوئے ہیں! گاڑی کمپنی کی تھی! لہٰذا پولیس کا ادھر توجہ دینا ضروری ہے.... دوسری مصیبت! آج کا اخبار تو تم نے پڑھا ہی ہو گا! ارشاد کی کہانی کے متعلق کیا خیال ہے!"

"وہ میری سمجھ میں تو نہیں آئی!" منیجر بولا!

"اس بات پر بہت زیادہ زور دیا گیا ہے کہ وہ لڑکی جس کے وینٹی بیگ سے سانپ برآمد ہوا تھا ہمارے شوروم سے نکل کر سیدھی ارشاد منزل گئی تھی! اس کا یہ مطلب ہوا کہ پولیس اس معاملے میں بھی ہمیں گھیرنے کی کوشش کرے گی! اس طرح دو مختلف معاملات میں ہمیں پولیس سے دوچار ہونا پڑے گا!.... خیر بہر حال.... لیکن یہ تو دیکھو کہ طارق کیا کر رہا ہے.... میرا دعویٰ ہے کہ اس کی وینٹی بیگ میں اسی نے سانپ رکھا ہو گا! ایسے حالات پیدا کر کے وہ مجھے بلیک میل کرنا چاہتا ہے!۔"

"لیکن ارشاد....!"

"ارشاد!" تیمور ایک طویل سانس لے کر بولا۔ "ہاں اس کا معاملہ بھی غور طلب ہے!"

"کیا یہ بھی طارق ہی کی شرارت ہو سکتی ہے!"

"کچھ کہا نہیں جا سکتا! یہ معاملہ بہت پیچیدہ ہے! فی الحال اسے رہنے ہی دو! میں طارق کے لئے کوئی معقول انتظام چاہتا ہوں!"

"مجھے صرف تین دن کی مہلت دیجئے! ان تین دنوں میں کچھ نہ کچھ ضرور ہو جائے گا! مگر آپ کو تھوڑا صبر سے کام لینا چاہئے تھا۔ آپ جانتے ہیں کہ وہ شیر کی طرح نڈر اور لومڑی کی طرح چالاک ہے!"

"ہو گا! اب تو جو کچھ ہونا تھا ہو چکا اس کے لئے کچھ کہنا ہی بیکار ہے!" کچھ دیر تک خاموشی رہی پھر تیمور نے کہا "اس نے دھمکی دی ہے کہ اس کے ساتھ ہی دوسرے شکاری بھی فرم سے قطع تعلق کر لیں گے، لہٰذا تمہیں سب سے پہلے یہ معلوم کرنا چاہئے کہ سارے شکاری کیمپ میں موجود ہیں یا کچھ چلے بھی گئے!"

(۸)

اندھیرا پھیل چلا تھا!.... طارق گرانڈ ہوٹل سے نکل کر اپنی موٹر سائیکل پر بیٹھا ہی تھا کہ کسی نے اس کے شانے پر ہاتھ رکھ دیا! طارق چونک کر مڑا.... اور اسے یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ اس کے شانے پر ہاتھ رکھنے والا.... تیمور اینڈ بارٹلے کا نیا اکاؤنٹنٹ تھا۔

"ہم کہیں اطمینان سے بیٹھ کر گفتگو کرنا چاہتے ہیں!" اکاؤنٹنٹ نے کہا۔

"کوئی خاص بات ہے!" طارق نے پوچھا!

"زندگی اور موت کا معاملہ ہے!" اکاؤنٹنٹ نے سنجیدگی سے سر ہلا کر کہا۔!

"آؤ۔۔تو۔۔۔۔پھر!" طارق موٹر سائیکل کی سیٹ سے ہٹتا ہوا بولا! اس نے موٹر سائیکل کا اسٹینڈ دوبارہ گرادیا اور اکاؤنٹنٹ کا ہاتھ پکڑے ہوئے ہوٹل میں داخل ہو کر اسے ایک کیبن میں لے آیا۔

"بیٹھ جاؤ!" اس نے ایک کرسی کی طرف اشارہ کیا! اکاؤنٹنٹ نے بیٹھتے ہوئے ایک طویل سانس لی!۔۔۔۔

"کیوں۔۔۔۔ کیا بات ہے۔۔۔۔!"

"تم مجھ سے اس لڑکی کو نہیں چھین سکتے!" اکاؤنٹنٹ ابل پڑا۔۔ "ہرگز نہیں۔۔۔۔ کبھی نہیں۔ میں نے محض اسی کے لئے وہاں ملازمت کی ہے! سالہا سال سے اسے چھپ چھپ کر دیکھتا رہا ہوں۔۔۔۔ ہرگز نہیں۔۔۔۔!"

"میں نہیں سمجھا کہ تم کیا کہہ رہے ہو۔۔۔۔!"

"وہ تمہیں پسند کرتی ہے۔۔۔۔" اکاؤنٹنٹ بکتا رہا! "تمہاری شہزوری کی قائل ہے لیکن میں اس کا فیصلہ کرنا چاہتا ہوں کہ ہم دونوں میں سے کون زیادہ طاقتور ہے!"

"میں سمجھا! شاید تم جولیا کے بارے میں کہہ رہے ہو!" طارق ہنسنے لگا!

"کیا تمہیں بھی اس سے محبت ہے!" اکاؤنٹنٹ نے دردناک لہجے میں پوچھا!

"تم گھاس کھا گئے ہو کیا!۔۔۔۔" طارق پھر ہنس پڑا۔۔۔۔

"گھاس نہیں تو۔۔۔۔! مجھے ایسا کوئی شعر یاد نہیں آتا۔ جس میں عاشق نے محبت میں گھاس بھی کھائی ہو!۔۔۔۔ تم مجھے دھوکا نہیں دے سکتے۔۔۔۔ہاں!۔۔۔۔"

"اچھا فرض کرو!۔۔۔۔ اگر میں اس سے محبت کرتا ہوں تو تم میرا کیا کرو گے!"

"تو میں بالکل خاموش ہو جاؤں گا اور تم خود بخود ہمیشہ ہمیشہ کے لئے میرے راستے سے ہٹ جاؤ گے!"

"یعنی۔۔۔۔!"

"میں کیوں بتاؤں۔۔۔۔ نہیں بتاتا۔۔۔۔ بتا دوں تاکہ تم ہوشیار ہو جاؤ۔۔۔۔ اور میرا کام بگڑ جائے، جب تم ہی نہ رہو گے تو پھر جولیا کسے چاہے گی! کس کی قوت بازو کی تعریف کرے گی۔"

"ہاہا۔۔۔۔ کیا بات کی ہے میں دنیا کا عقلمند ترین آدمی ہوں۔۔۔۔واہ!"

"تم کیا کہہ رہے ہو! دوست۔۔۔۔!" طارق آگے جھک کر اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا آہستہ

سے بولا۔۔۔۔ اکاؤنٹنٹ اس وقت حد درجہ بیوقوف نظر آرہا تھا!

"میں کچھ نہیں کہہ رہا! کوئی بات نہیں ہے!۔۔۔۔ مجھے دیکھنا ہے کہ تم اس سے کتنے دنوں تک محبت کرتے ہو!"

"مجھے اس سے قطعی دلچسپی نہیں۔ تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے!"

"اوہ۔۔۔۔ واقعی!۔۔۔۔" اکاؤنٹنٹ مسرت آمیز لہجے میں چیخا!

"یقین کرو!" طارق اسے غور سے دیکھتا ہوا بولا۔

"اچھا تو آج کی رات تمہارے لئے انتہائی خطرناک ہے۔۔۔۔ تم مار ڈالے جاؤ گے!"

"تمہیں کیسے معلوم ہوا!"

"بس کسی طرح معلوم ہو گیا ہے! میں نے تیمور صاحب اور ان کے منیجر کی گفتگو کسی طرح سن لی تھی!۔۔۔۔ تمہارے پیچھے بہتیرے آدمی لگے ہوئے ہیں!۔۔۔۔ منیجر نے تیمور صاحب کو بتایا تھا کہ تم کئی دنوں سے کیمپ میں سونے کی بجائے جنگل کے ایک پوشیدہ مقام پر سوتے ہو!۔۔۔۔ منیجر کو اس جگہ کا سراغ مل گیا ہے۔۔۔۔ اور آج رات۔۔۔۔ تم۔۔۔۔ ٹھک۔۔۔۔ ہاں!"

طارق چند لمحے خاموشی سے اسے دیکھتا رہا پھر آہستہ سے بولا۔ "یہ لوگ تمہیں کتنی تنخواہ دے رہے ہیں!"

"ڈیڑھ سو سے زیادہ۔۔۔۔ ایک سو ساٹھ روپے!" اکاؤنٹنٹ نے فخریہ لہجے میں کہا!

"ایک سو ساٹھ روپے۔۔۔۔! چچ چچ!" طارق نے افسوس ظاہر کیا! پھر آہستہ سے بولا "بھلا اتنی حقیر سی رقم جولیا کی محبت کا بار کیسے سنبھال سکے گی!"

"وہ اپنی محبت کا بار سنبھالے گی۔۔۔۔ میں اپنی محبت کا بار سنبھالوں گا! اسے بھی تو معقول تنخواہ ملتی ہے!" اکاؤنٹنٹ نے سنجیدگی سے کہا!

"تم بدھو ہو!" طارق معنی خیز انداز میں مسکرایا! "لیکن میں تمہارا بہت گہرا دوست ہوں لو۔۔۔۔ فی الحال یہ دو سو روپے رکھو! کل شام جولیا کو کسی شاندار تفریح گاہ میں لے جانا۔۔۔۔!"

"نہیں میں نہیں رکھتا! کیا تم مجھے بھکاری سمجھتے ہو!" اکاؤنٹنٹ برا مان گیا!

"نہیں۔۔۔۔ یہ بات نہیں ہے! یہ دراصل اس اطلاع کی قیمت ہے، جو تم نے مجھے اس وقت دی ہے۔۔۔۔ اور آئندہ بھی تمہارے لئے اچھی آمدنی کے امکانات موجود ہیں!"

"یعنی تم چاہتے ہو کہ میں ہمیشہ تمہارے لئے ان لوگوں کی کھوج میں رہا کروں!"

"تو اس میں تمہارا نقصان ہی کیا ہے!"

"نقصان تو کچھ بھی نہیں ہے! لیکن اگر انہیں معلوم ہو گیا۔۔۔۔ تو۔۔۔۔!"

"زیادہ سے زیادہ یہی ہوگا کہ تم وہاں سے نکال دیئے جاؤ گے اس صورت میں جب تک تمہیں دوسری نوکری نہ ملے مجھ سے ہر ماہ دو سو روپے لیتے رہنا..."

"چلو منظور ہے! لیکن میں یہ سب محض جولیا کے لئے کر رہا ہوں! اگر تمہارا ارادہ دھوکہ دینے کا ہو تو... میں ان روپیوں پر لعنت بھیجتا ہوں!"

"نہیں دوست۔ تم مطمئن رہو! ویسے تمہارا نام کیا ہے!"

"میرا نام عبدالمنان ہے... ہاں...!"

"اچھا دوست عبدالمنان... اس اطلاع کا بہت بہت شکریہ... پھر ملیں گے!" طارق اسے وہیں چھوڑ کر باہر نکل گیا!

(۹)

جنگل کی اجاڑ رات... کائنات کی رگ و پے میں سرائت کر گئی تھی... شاید ایک بجے کا وقت تھا... تاریکی کچھ اور زیادہ گہری ہو گئی تھی!... مطلع ابر آلود تھا ورنہ تاروں کی چھاؤں میں دیو پیکر اور فلک آسا درخت اتنے مہیب نہ معلوم ہوتے!...

طارق خطرے کی اطلاع مل جانے کے باوجود بھی وہیں تھا، جہاں اس نے اپنی پچھلی دو راتیں گذاری تھیں!...

یہاں کی زمین مسطح تھی جس کے چاروں طرف گھنی جھاڑیاں تھیں!... ایک جگہ پیال کا ڈھیر تھا اور اس پر ایک کمبل بچھا ہوا تھا! یہی اس کا بستر تھا!... آج یہاں طارق نے آگ بھی روشن کی تھی... اور وہ اپنے بستر ہی پر موجود تھا! لیکن سویا نہیں تھا! اچانک اس نے ہلکی سی سرسراہٹ سنی!... چونک کر اٹھا!... چند لمحے آواز کی طرف کان لگائے رہا... سرسراہٹ پھر سنائی دی!... وہ آہستگی سے بستر سے جھاڑیوں میں سرک گیا! دوسرے ہی لمحہ میں دو آدمی اپنے ہاتھوں میں بڑے بڑے کلہاڑے پکڑے ہوئے جھاڑیوں سے کھلی جگہ میں نکل آئے...

طارق کا بستر خالی تھا!... ایک طرف الاؤ جل رہا تھا اور اتنی روشنی تھی کہ قرب و جوار کی چیزیں بہ آسانی نظر آسکتی تھیں!... الاؤ کی سرخ روشنی میں ان دونوں کے چہرے حد درجہ بھیانک معلوم ہو رہے تھے!

اچانک کسی نے پیچھے سے ان دونوں پر حملہ کر دیا!... ان کے ہاتھوں سے کلہاڑے چھوٹ گئے... اور وہ دونوں اچھل کر بھاگے۔

"دیکھنا!..." طارق کی آواز اندھیرے میں گونجی... "یہ زندہ نہ جانے پائیں!"

کوئی اندھیرے میں گرا... ایک چیخ ابھری... اور پھر سناٹا چھا گیا!... کئی دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازوں سے جنگل گونج رہا تھا! تقریباً دس منٹ کے بعد سیٹی کی آواز سناٹے میں لہرائی... دور سے کسی نے اس کا جواب دیا... اور پھر سناٹا طاری ہو گیا!

"ناصر... ناصر...!" طارق کی آواز اندھیرے میں ابھری!

"طارق... میں ہوں... جہاں ہو وہیں ٹھہرو—!"

ناصر جلد ہی طارق کے پاس پہنچ گیا!

"کیا ہوا"... طارق نے پوچھا!

"یار... کیا بتاؤں! وہ دونوں صاف نکل گئے!"

"خیر پرواہ نہ کرو!" طارق بولا "میں نے انہیں پہچان لیا ہے۔ وہ نوٹی اور بار کر تھے! اگر نکل گئے ہیں تو یہ سمجھ لو کہ اب ہمیں ان کی شکلیں کبھی نہ دکھائی دیں گی!... میں نے یہ آگ اسی لئے روشن کی تھی کہ حملہ آوروں کی شکلیں دیکھ سکوں! آؤ واپس چلیں...!"

وہ دونوں پھر وہیں آ گئے جہاں آگ روشن تھی! لیکن وہاں قدم رکھتے ہی طارق کے منہ سے ہلکی سی تحیر آمیز چیخ نکلی... اور وہ بے تحاشہ پیال کے ڈھیر پر ٹوٹ پڑا... وہ دونوں ہاتھوں سے پیال اٹھا اٹھا کر ادھر اُدھر پھینک رہا تھا!... جب ساری پیال اپنی جگہ سے ہٹ گئی تو اس کے منہ سے ایک گندی سی گالی نکلی... اور وہ بھرائی ہوئی آواز میں دہاڑا۔

"آؤ... اچوٹ ہو گئی!"

"کیا ہوا...!"

طارق اسے کوئی جواب دیئے بغیر پاگلوں کی طرح اِدھر اُدھر دوڑنے لگا! ناصر بھی اسی کے ساتھ ہی ساتھ بھاگتا پھر رہا تھا! پھر وہ دونوں شکاریوں کے کیمپ تک آئے، جو ان کی کمین گاہ سے تقریباً ایک میل کے فاصلے پر تھا!... یہاں تین خیمے استادہ تھے!... لیکن ان پر خاموشی مسلط تھی! ان میں سے کسی میں بھی بیداری کے آثار نہیں پائے جاتے تھے!

"آخر تم کیا تلاش کر رہے تھے۔" ناصر نے پوچھا!

"اوہ... ایکس فائیو تھری نائین... میری ساری محنت برباد ہو گئی!" طارق ہانپتا ہوا بولا! پھر چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔ "اچھا!... خیر دیکھا جائے گا!... میں دیکھوں گا کہ تیمور کتنا چالاک ہے...!"

(۱۰)

عمران ٹھیک تین بجے رات کو فلیٹ میں داخل ہوا... فلیٹ کا دروازہ اندر سے بند نہیں تھا!... کمرے میں روشنی تھی اور محکمہ سراغرسانی کا سپرنٹنڈنٹ کیپٹن فیاض ایک آرام کرسی میں پڑا سو رہا تھا!

عمران نے لکڑی کی وہ چھوٹی سی پیٹی میز پر رکھ دی جسے وہ اپنے ساتھ لایا تھا! وہ تھوڑی دیر تک کھڑا فیاض کو گھورتا رہا پھر آگے بڑھ کر اسے جھنجھوڑنے لگا!... فیاض بیدار ہوتے ہی اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

"او فیاض صاحب! یہ کوئی سرائے ہے یا بھٹیار خانہ، تم اتنی رات گئے یہاں کیا کر رہے تھے!"

"تشریف رکھیے عبدالمنان صاحب!" فیاض نے بڑے تلخ لہجے میں کہا "میں اپنا فرض ادا کرنے پر مجبور ہوں!" فیاض نے جیب سے ہتھکڑیوں کا جوڑا نکال کر میز پر ڈال دیا!...

"کیا مطلب...!"

"مطلب بعد میں پوچھنا! دوستی اپنی جگہ پر ہے لیکن میں اپنا فرض ضرور ادا کروں گا!" فیاض کا لہجہ حد سے زیادہ خشک تھا!

"اب کچھ بکو گے بھی! یا یونہی بور کئے جاؤ گے!"

"تمہارا وارنٹ ہے... عبدالمنان کا وارنٹ... جو تیمور اینڈ بارٹلے کے یہاں اسسٹنٹ اکاؤنٹنٹ ہے... اس کے خلاف پانچ ہزار کے غبن کا الزام ہے!... تیمور اینڈ بارٹلے کے منیجر نے عبدالمنان کی تصویر بھی دی ہے!"

فیاض نے وارنٹ نکال کر عمران کے سامنے رکھ دیا! اس پر عمران کا فوٹو بھی چسپاں تھا!

"اوہ... میں سمجھا... تو شائد انہیں میری اصلیت معلوم ہو گئی ہے!" عمران آہستہ سے بڑبڑایا!

"تم مجھے الو نہیں بنا سکتے!" فیاض گرج کر بولا۔ "بڑے شرم کی بات ہے! ابھی تو میں کہتا تھا کہ آخر تمہارا خرچ کہاں سے چلتا ہے!"

"کیا بچاؤ کی صورت نہیں!" عمران نے بے بسی سے کہا!

"ہرگز نہیں! میں بالکل مجبور ہوں! فرض!"

"فرض ادا کرنے سے پہلے تمہیں میرا قرض ادا کرنا چاہیئے!..."

"میں بے تکی باتیں سننے کے موڈ میں نہیں ہوں!... میرا خیال ہے کہ تم چپ چاپ

میرے ساتھ چلے چلو ورنہ بات بڑھ جائے گی! تیمور کہہ رہا تھا کہ وہ اخبارات میں تمہارا فوٹو شائع کرائے گا!"

"واہ یار! اس سے بڑھ کر کیا بات ہو سکتی ہے! لوگ دیکھیں گے اور کہیں گے کہ یہ شخص صورت سے تو عبدالمنان نہیں معلوم ہوتا! ویسے فیاض صاحب!... میں نے اپنا کھیل اسی وقت ختم کر دیا ہے اور اب تمہاری آنکھیں کھولنے جا رہا ہوں۔ شہر میں پتہ نہیں کیا کیا ہوا کرتا ہے اور تمہارے محکمے کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگتی!"

عمران نے میز سے لکڑی کی وہ پیٹی اٹھائی جسے وہ اپنے ساتھ لایا تھا!... یہ ایک فٹ لمبی اور تقریباً نو انچ چوڑی تھی! اونچائی زیادہ سے زیادہ چھ انچ رہی ہو گی!

"یہ پیٹی..." اس نے کہا "ٹوکیو سے بذریعہ ہوائی ڈاک آئی ہے! اس پر تیمور اینڈ بارٹلے کا پتہ تحریر ہے اور یہ نمبر... پتہ نہیں یہ اس چیز کا نمبر ہے یا یہ پیٹی شمار میں اس نمبر کی ہے... ایکس فائیو! تھری نائین...! اب میں اسے کھولنے جا رہا ہوں! ہو سکتا ہے، وہ غبن کئے ہوئے روپے اسی میں سے برآمد ہو جائیں!"

اس نے جیب سے قلم تراش چاقو نکال کر پیٹی کی کیلیں نکالنی شروع کر دیں!

فیاض کچھ نہ بولا! وہ خاموشی سے اسے دیکھ رہا تھا! بار بار ایسے مواقع اسے نصیب ہوئے تھے۔ جب وہ عمران پر چڑھ دوڑا تھا، لیکن بعد میں اسے خفت اٹھانی پڑی تھی۔ عمران خلاف عادت اس وقت بہت زیادہ سنجیدہ تھا! اس نے ساری کیلیں نکال ڈالیں اور پھر دو عدد خوفناک قسم کی پھنکاروں کے ساتھ ڈھکن خود بخود اوپر اٹھتا چلا گیا!

"ارے باپ رے...!" عمران اچھل کر پیچھے ہٹ گیا!

اور فیاض نے میز پر چھلانگ لگائی! پیٹی میں سیاہ رنگ کے دو سانپ پھن اٹھائے کھڑے تھے!

"خدا کی قسم عمران...!" فیاض ہانپتا ہوا بولا "تم دیکھنا اپنا حشر!..."

"فیاض پیارے چوٹ ہو گئی!... خدا کی قسم اسے جان پر کھیل کر لایا... کلہاڑوں اور خوفناک آدمیوں کے نرغے سے نکال لایا... ارے توبہ...!"

"توبہ کے بچے!... ہتھکڑیاں لگاؤں گا!... تم سمجھتے ہو شاید میں مذاق کر رہا ہوں!"

مگر توبہ کا بچہ پہلے ہی باہر نکل چکا تھا... فیاض میز سے چھلانگ لگا کر اس کی طرف جھپٹا۔ لیکن عمران کو پا لینا... آسان کام تو نہیں تھا!۔

(11)

دوسری صبح کے اخبارات میں عمران کا فوٹو شائع ہوا تھا۔۔۔ اس کی حیثیت اشتہار کی سی تھی!

تیمور اینڈ بار ٹلے کی طرف سے مبلغ پانچ صد روپے کے انعام کا اعلان ان لوگوں کے لئے کیا گیا تھا، جو اس کا پتہ نشان بتا سکیں! نام عبدالستان تی تھا!۔۔۔ عمران نے اس اشتہار کو دیکھا اور خود کو سچ مچ عبدالستان محسوس کرنے لگا!۔۔۔

پچھلی رات وہ شروع ہی سے طارق کے پیچھے لگا رہا تھا! طارق سب سے پہلے شکاریوں کے کیمپ میں گیا تھا! پھر ناصر کو ساتھ لے کر ٹہلتا ہوا اس مقام پر پہنچا جہاں وہ شب بسری کیا کرتا تھا۔۔۔ وہاں پہنچ کر ایک بار اس نے ناصر سے بھی پیچھا چھڑایا!۔۔۔ اسے شکاریوں کے کیمپ کی طرف کسی کام سے بھیج دیا!۔۔۔ پھر عمران نے اسے ایک طرف جاتے دیکھا تھا! عمران صرف طارق ہی کی نقل و حرکت کی نگرانی کر رہا تھا۔ لہٰذا وہ بھی اس کے پیچھے چل پڑا تھا۔

بہر حال ایک جگہ رک کر طارق نے کانٹے دار جھاڑیوں کے جھنڈ سے وہ پیٹی نکالی تھی جسے عمران نے نہ جانے کیا سمجھ کر بڑے جوش و خروش کے ساتھ فیاض کے سامنے کھولنے کی کوشش کی تھی۔۔۔ اور نتیجے کے طور پر اس میں سے دو عدد سانپ برآمد ہوئے تھے۔ طارق نے اس پیٹی کو لا کر پیال کے ڈھیر کے نیچے چھپا دیا تھا اور خود اسی پر کمبل ڈال کر لیٹ گیا تھا!۔۔۔

پھر جس وقت طارق پر حملہ ہوا۔۔۔ عمران اس پیٹی کو پیال کے ڈھیر کے نیچے سے نکال کر چپ چاپ کھسک گیا!

طارق اور تیمور کی لڑائی کی وجہ اس کی سمجھ میں نہیں آئی تھی! لیکن ان سانپوں نے اسے بہت کچھ سمجھا دیا تھا۔ اسے یقین تھا کہ وہ پیٹی کسی نہ کسی طرح تیمور ہی کے پاس سے طارق تک پہنچی ہوگی! ورنہ اس میں زندہ سانپوں کی موجودگی سمجھ میں نہیں آسکتی اور پھر طارق نے اس پیٹی کو بہت احتیاط سے ایک جگہ چھپا رکھا تھا اور پھر شاید اسے اپنے بستر کے نیچے منتقل کرنے ہی کے لئے اس نے ناصر کو بھی ٹال دیا تھا! اس پیٹی کا راز؟ عمران اس کے متعلق گھنٹوں غور کرتا رہا!

وہ اس وقت شہر کے ایک غیر معروف سے ہوٹل کے ایک کمرے میں مقیم تھا!۔۔۔ تھوڑی سی تبدیلی اپنی ہیئت میں بھی کر لی تھی۔۔۔ سر کے بالوں کے الٹنے کا انداز بدل دیا تھا اور سوٹ اتار کر صرف پتلون اور جیکٹ پر اکتفاء کی تھی۔ آنکھوں پر تاریک شیشوں کی عینک تھی۔ مصنوعی مونچھیں بھی استعمال کرنی پڑی تھیں!۔۔۔ حالانکہ اسے اس بہروپئے پن سے سخت

نفرت تھی، لیکن اس وقت وہ کرتا بھی کیا وہ جانتا تھا کہ فیاض نے یہ سب کچھ محض اس لئے کیا ہے کہ وہ اسے سارے حالات سے باخبر رکھے!۔۔۔ لیکن یہ بھی ہو سکتا تھا کہ وہ اپنی دھمکی کو عملی جامہ بھی پہنا دیتا کیونکہ فی الحال عمران کے خلاف اس کے پاس کافی مواد موجود تھا۔۔۔ اور پھر یہ تو بعد کی بات ہوتی کہ اصلیت کیا تھی!۔۔۔

عمران ٹھیک آٹھ بجے رات کو ہوٹل سے نکل کر دولت پور جانے والی بس پر بیٹھ گیا!۔۔۔ اسی بس کے ذریعہ وہ دس میل کا راستہ طے کر کے شکاریوں کے کیمپ تک پہنچ سکتا تھا!۔۔۔ جب تک بس شہر سے باہر نہیں نکل آئی وہ بہت زیادہ محتاط رہا! وہ جانتا تھا کہ اس کی تلاش میں سرکاری اور غیر سرکاری دونوں ہی طرح کے لوگ ہوں گے۔۔۔!

دس میل کی مسافت طے کرنے کے بعد وہ بس سے اتر گیا! اب اسے گھنے جنگلوں میں تقریباً ڈیڑھ میل پیدل چلنا تھا!۔۔۔ کیمپ میں پہنچ کر وہ بے دھڑک ایک خیمے میں گھس گیا! یہاں چار آدمی اپنے بستروں پر پڑے گپیں مار رہے تھے! عمران کو دیکھ کر وہ اٹھ بیٹھے!

"ناصر بھائی کہاں ہیں!" عمران نے انتہائی برخوردارانہ انداز میں پوچھا!

"برابر والے خیمے میں!" ایک نے جواب دیا! لیکن وہ عمران کو شبہے کی نظر سے دیکھ رہا تھا! اس وقت عمران کی آنکھوں پر تاریک شیشوں والی عینک نہیں تھی! عمران الٹے پاؤں اس خیمے سے نکل کر برابر والے خیمے میں داخل ہو گیا! ناصر یہاں موجود تھا! اس کے علاوہ دو آدمی اور بھی تھے!

"ناصر بھائی!" عمران نے اسے مخاطب کیا اور ناصر اچھل کر کھڑا ہو گیا!

"تم کون ہو!"

"میں۔۔۔ الو ہوں!"۔۔۔ عمران نے بڑی سادگی سے جواب دیا!

"کیا مطلب۔۔۔!"

"الو کا مطلب الو ہی ہوتا ہے ناصر بھائی!" عمران نے جواب دیا!

اچانک ناصر اس پر ٹوٹ پڑا۔۔۔

"میں عبدالستان ہوں پیارے بھائی!" عمران اسے روکتا ہوا آہستہ سے بولا۔

"اوہ۔۔۔!" ناصر پیچھے ہٹ گیا! چند لمحے اسے غور سے دیکھتا رہا! پھر اس کا ہاتھ پکڑ کر خیمے سے باہر نکل آیا! دونوں خاموشی سے چلتے رہے! جب خیمے کافی پیچھے رہ گئے تو ناصر نے ایک جگہ رک کر کہا! "تم یہاں کیوں آئے ہو!"

"میں طارق سے ملنا چاہتا ہوں!"

"کیوں۔۔۔!"

"یہ تو میں صرف طارق ہی کو بتا سکتا ہوں!" عمران بولا!

"میں نہیں جانتا کہ طارق کہاں ہے!"

"تب میرا بیڑا غرق ہو گیا!" عمران نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا!

"ہاں! میں نے اخبار میں دیکھا تھا!" ناصر نے کہا "لیکن تم نے بھیس بڑے کمال کا بدلا ہے!"

"ارے یار میں کیا جانوں بھیس ویس!... یہ تو میرے ایک دوست کی کاریگری ہے، جو فلم کمپنی میں کام کرتا ہے...."

"مگر یہ تو بتاؤ کہ تم مجھے کیسے پہچانتے ہو!"

"یہ سب کچھ میں طارق کے سامنے ہی بتاؤں گا!"

"نہیں تم مجھے بتاؤ! ورنہ یہاں سے زندہ بچ کر نہیں جا سکتے!"

"یار یہ تو تم نے بڑی بیڈھب بات کہی!... اچھا چلو نہیں بتاتا، جو کچھ کرنا ہے کر لو!"

"تمہیں گلا گھونٹ کر مار ڈالوں گا!"

"مار بھی ڈالو یار! اس سے تو یہی بہتر ہے! ورنہ اگر پکڑا گیا تو پانچ ہزار روپے کہاں سے پیدا کروں گا! ان لوگوں کو شاید معلوم ہو گیا ہے کہ میں نے طارق کے لئے کچھ معلومات فراہم کی ہیں!... اس لئے مجھ پر یہ مصیبت نازل ہوئی ہے!"

"تم مجھے کیسے جانتے ہو! میرے سوال کا جواب دو---!"

"اچھا تم نہ بتاؤ طارق کا پتہ! میں جا رہا ہوں!" عمران نے بڑی سادگی سے کہا!

"تم نہیں جا سکتے!"

"مجھے کون روکے گا!" عمران نے آہستہ سے کہا!

"میں.... ! تم نہیں جا سکتے!"

"اچھا تو روک لو.... نہیں یوں نہیں!" عمران نے سنجیدگی سے کہا! "میں زیادہ سے زیادہ پندرہ گز کے اندر ہی اندر رہوں گا! تم مجھے پکڑ لو.... اگر میرے جسم میں بھی ہاتھ لگا سکو تو اپنا نام بدل دوں گا! چلو پکڑو!" یہ کہہ کر عمران نے ناصر کے سر پر ایک چپت رسید کر دی.... ! ناصر جھلا کر اس پر ٹوٹ پڑا.... وہ دونوں کھلے آسمان کے نیچے تھے اور تاروں کی چھاؤں میں ایک دوسرے کو بخوبی دیکھ سکتے تھے! عمران گویا ہوا میں اڑ رہا تھا! اپنے وعدے کے مطابق وہ ناصر کے قریب ہی قریب رہا! لیکن وہ کچھ اس انداز میں اچھل کود کر رہا تھا کہ ناصر اسے چھو بھی نہ سکا!

"یہ رہا!.... یہ آیا.... یہ گیا.... یہ بڑی چپت!" عمران نے پھر اس کے سر پر چپت رسید کی اور متواتر بکواس کرتا رہا۔

"یہ آیا.... یہ گیا.... یہ رہا.... پھر لو چپت!...."

ذرا سی دیر میں دس پندرہ چپتیں ناصر کے سر پر پڑ گئیں.... لیکن وہ اسے نہ پکڑ سکا!....

"بس کرو! ختم کرو!" ناصر ہانپتا ہوا بولا! "نہیں سنتے! تم سور کے بچے!"

"تم مجھے طارق کے پاس لے چلو!" عمران نے رکے بغیر کہا۔ "ورنہ اسی طرح چپتیں مار مار کر تمہیں ختم کر دوں گا!"

"لے چلوں گا.... لے چلوں گا!" ناصر نے ہانپتے ہوئے کہا!۔

(۱۲)

آج طارق نے دوسری جگہ ٹھکانا بنایا تھا! یہ ایک غار سا تھا.... اور اس کے اوپر کئی درختوں کی گھنی شاخیں جھکی ہوئی تھیں.... اندر اتنی جگہ تھی کہ تین چار آدمی بہ آسانی رات بسر کر سکتے تھے!

طارق قریب قریب تین یا چار منٹ سے عمران کو گھور رہا تھا اور عمران اس طرح سر جھکائے بیٹھا تھا جیسے کوئی فکر مند باپ اپنے بچوں کے درمیان بیٹھا ہو، ان کے مستقبل کے بارے میں سوچ رہا ہو!.... ناصر باہر نکلنے کے راستے کے سرے پر کھڑا تھا!.... دفعتاً طارق بولا!

"پہلے میں تمہیں بیوقوف سمجھا تھا! لیکن اب! میں تمہاری طرف سے مطمئن نہیں ہوں! اور میری بے اطمینانی کا مطلب تو تم سمجھتے ہی ہو گے!.... مجھے بتاؤ کہ تم نے ناصر کو کیسے پہچان لیا تھا! تم اسے کیا جانو!"

"مجھے جولیا نے بتایا تھا کہ ناصر تمہارا گہرا دوست ہے!"

"بس اتنا ہی نا! تم نے یہ کیسے جانا کہ یہی ناصر ہے....!"

"اس لئے کہ ان کی ناک کافی لمبی ہے اور ناک کے سوراخ بہت بڑے بڑے ہیں!.... ایسی ناک والا ہر آدمی مجھے ناصر معلوم ہوتا ہے....!"

"میرا وقت نہ برباد کرو! تم مجھے الو نہیں بنا سکتے!"

"اور تم مجھے یونہی الو بناتے چلے جاؤ گے!.... طارق صاحب! تم نے میرا کیریر برباد کر دیا! میں چوروں کی طرح منہ چھپائے پھر رہا ہوں!"

"تمہیں یہاں کس نے بھیجا ہے!" طارق نے سخت لہجہ میں پوچھا!

"اللہ میاں نے بھیجا ہے.... اب کہو!"

"کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ یہاں سے زندہ نکل سکو گے!"

"اچھا جی!" عمران ناک چڑھا کر بولا "کیا تمہارا دل بھی چپتیں کھانے کو چاہا ہے! طارق سلز میں آدمی نہیں بلکہ بھوت ہوں! میرے جاننے والے مجھے اسی نام سے یاد کرتے ہیں! یہ غار تم دونوں کا مقبرہ بن جائے گا اور میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ اپنے دونوں ہاتھوں کے علاوہ اور کچھ نہیں استعمال کروں گا!"

طارق شدید غصے کے باوجود بھی ہنس پڑا۔ اُسے اپنی طاقت پر بڑا گھمنڈ تھا! اسے عمران کی یہ بات ایسی لگی جیسے کوئی مچھر کسی ہاتھی کو چیلنج کر رہا ہو!

"تم ہنس رہے ہو طارق!" عمران بولا "لیکن میرے پاس زیادہ وقت نہیں! مجھے آج ہی رات کو پانچ ہزار روپے مہیا کرنے ہیں اور اس کے لئے میں تیمور ہی کی تجوری توڑنے کا ارادہ رکھتا ہوں وہ بھی کیا یاد کرے گا کہ کسی غریب کو ستایا تھا!"

"تم نے ابھی تک میری بات کا جواب نہیں دیا! تم ناصر کو کیسے پہچان گئے تھے!"

"لاحول ولا قوۃ پھر وہی ناصر... اچھا میں قسم کھاتا ہوں کہ میں نے ناصر کو قطعی نہیں پہچانا تھا! پہلے ایک دوسرے ٹینٹ میں جا گھسا تھا! وہاں معلوم ہوا کہ ناصر برابر والے ٹینٹ میں ہے! دوسرے ٹینٹ میں پہنچ کر میں نے صرف ناصر کا نام لیا تھا! اس کی طرف دیکھ کر خاص طور سے اسی کو مخاطب نہیں کیا تھا! یہ حضرت اپنا نام سنتے ہی اچھل پڑے اور میں سمجھ گیا کہ ناصر یہی ہیں!"

"میں اب بھی مطمئن نہیں ہو سکا!" طارق نے گردن جھٹک کر کہا!

"تب پھر ایک ہی صورت رہ جاتی ہے!" عمران نے ٹھنڈی سانس لے کر مایوسانہ انداز میں کہا "وہ یہ کہ ہم دونوں سر لڑائیں۔ اگر میرا سر پھٹ جائے تو میں جھوٹا اگر تمہارا سر پھٹ جائے تو ہم دونوں الو کے پٹھے!"

طارق پھر خاموش ہو کر اسے گھورنے لگا!

"تم میرے پاس کیوں آئے ہو!" اس نے تھوڑی دیر بعد پوچھا!

"محض یہ معلوم کرنے کے لئے کہ تم مجھے تیمور کے گھر کا نقشہ سمجھا سکو گے یا نہیں! اتنا تو مجھے معلوم ہے کہ اس کی تجوری اس کی خواب گاہ میں ٹھیک اس کے سرہانے رکھی رہتی ہے!"

"تو تم سچ مچ اس کی تجوری توڑو گے!"

"طارق! میں جھوٹ بہت کم بولتا ہوں!"

"میں تمہیں اس کی رائے نہ دوں گا کہ تم اس کی تجوری میں ہاتھ بھی لگاؤ!"

"میں رائے لینے نہیں آیا... طارق صاحب!" عمران نے ناخوشگوار لہجے میں کہا! "میرا نام عبدالمنان ہے، جو کچھ سوچتا ہوں کر ڈالتا ہوں۔ ویسے میں نے ابھی تک شادی کرنے کے متعلق

نہیں سوچا!"

"میری بات تو سنو! تمہیں صرف پانچ ہزار روپے چاہئیں نا! وہ میں تمہیں دے دوں گا!"

"تم مجھے پانچ ہزار روپے دو گے!" عمران نے مضحکہ اڑانے والے انداز میں قہقہہ لگا کر کہا!

"یقیناً دے سکتا ہوں! میرے لئے یہ کوئی ایسی بڑی بات نہیں ہے!"

"اسی لئے غاروں اور جھاڑیوں میں چھپتے پھر رہے ہو!" عمران پھر ہنس پڑا اور طارق کو ایک بار پھر غصہ آ گیا! لیکن وہ خاموشی سے اپنی جگہ پر بیٹھا رہا! اس کی تیز اور عقابی نظریں عمران کو تول رہی تھیں۔

"میں نہیں سمجھ سکتا کہ تم کیا بلا ہو!" اس نے کچھ دیر بعد کہا!

"نہ سمجھو تو بہتر ہے!" عمران لاپروائی سے بولا! "نہ جانے کتنے ہی حسرت لئے ہوئے دنیا سے چلے گئے!"

"سمجھوتے کی بات کرو اور مجھے اپنے متعلق بتاؤ!" طارق نے نرم لہجے میں کہا "ہم دونوں کو چاہئے کہ ایک دوسرے کو سمجھنے کی کوشش کریں! اس کے بغیر ہم ایک دوسرے کے قریب نہیں ہو سکتے!"

عمران اسے اس انداز میں دیکھنے لگا جیسے وہ طارق کے الفاظ جملوں میں صداقت تلاش کر رہا ہو!

"لیکن اگر تم نے اس کے باوجود بھی مجھے دھوکا دیا تو میں کس سے فریاد کروں گا!" اس نے تھوڑی دیر بعد کہا!

"میں دھوکا کس طرح دوں گا!"

"یہی کہ اگر تم نے میرے حالات سے پولیس کو باخبر کر دیا تو.....!"

طارق ہنسنے لگا.... پھر بولا "بھلا مجھے پولیس سے کیا سروکار.... میرا اپنا پیشہ بھی قانون کی نظر میں باعزت تو نہیں!"

"تمہارا پیشہ!" عمران نے حیرت سے کہا! "میں نہیں سمجھا!"

"ہاں.... آں.... پولیس میری دوست نہیں ہو سکتی!"

"یار جب تم خود بھی نہیں کھلتے تو مجھے پاگل کتے نے کاٹا ہے!"

"میں ڈاکے ڈالتا ہوں! اب سمجھے!"

"سمجھ گیا.... اور میں بھی....! ڈاکے تو خیر نہیں ڈالتا!.... لیکن تجوری توڑنے میں اپنا جواب نہیں رکھتا.... اور ہاتھ کی صفائی.... ایسی کہ دن دہاڑے بیچ بازار سے ہاتھی غائب کر دوں اور کسی کو خبر تک نہ ہو!"

"یہ بات....!" طارق آنکھیں پھاڑ کر بولا! لیکن اس کے لہجے سے ابھی تک بے یقینی ظاہر ہو رہی تھی!

"ہاں دوست یہی بات ہے!"

"مجھے یقین کیسے آئے!"

"یقین!.... اچھا تو سنو جس وقت ناصر پر چھینکیں پڑ رہی تھیں! اسی وقت اس کے کوٹ کی اندرونی جیب سے اس کا پرس نکل کر میری جیب میں آگیا تھا!...."

ناصر بوکھلا کر اپنی جیب ٹٹولنے لگا اور اس کے منہ سے ایک ہلکی سی تحیر آمیز آواز نکلی!

"گھبراؤ نہیں!.... اپنا پرس سنبھالو!" عمران نے جیب سے پرس نکال کر ناصر کے آگے پھینک دیا!

"واہ یار!" طارق نے تحسین آمیز انداز میں کہا۔

"یہی نہیں! اچھا تم بتاؤ کیا میں نے ابھی تک تمہارے جسم کو ہاتھ لگایا ہے.... یاد کر کے بتاؤ!"

"نہیں تو.... کیوں؟"

"تمہارا پرس بھی میرے پاس ہے!"

"کیا؟" طارق بھی اپنی جیبیں ٹٹولنے لگا! لیکن اتنی دیر میں اس کا پرس بھی اس کے سامنے پھینک دیا گیا!

"اچھا دوست!" طارق نے ایک طویل سانس لے کر کہا! "ہماری دوستی کافی کارآمد ثابت ہو سکتی ہے۔"

"بس تم مجھے اس کے گھر کا اندرونی نقشہ سمجھا دو!" عمران نے کہا۔

"فضول ہے! اس سے کوئی خاص فائدہ نہیں ہوگا! بڑی رقمیں کوئی بھی گھر میں نہیں رکھتا! تجوری میں سے اگر تم نے دو چار ہزار روپے نکال بھی لئے تو کیا ہوگا۔ کتنے دن کھاؤ گے!.... آدمی کو ہمیشہ لمبا ہاتھ مارنا چاہئے!"

"ارے یار تو کچھ بتاؤ بھی نا!" عمران نے مضطربانہ انداز میں پہلو بدل کر کہا!

"سال بھر میں ہم تینوں کروڑ پتی ہو جائیں گے!" طارق نے کہا۔

"یار طارق جلدی بتاؤ! اب اگر تم نے خواہ مخواہ بات کو طول دیا تو میں اپنا گلا گھونٹ لوں گا!"

"عنقریب بندرگاہ پر تیمور اینڈ بارٹلے کا مال اترے گا!.... اس میں سے تمہیں کچھ پیٹیاں اڑانی ہوں گی۔"

"ارے یہ کتنی بڑی بات ہے! ہزاروں آدمیوں کی آنکھوں میں دھول جھونک کر نکال لو!

اگر بندرگاہ پر کامیاب نہ ہو سکا تو وہاں سے گودام تک کے راستے میں یقینی طور پر یہ کام ہو جائے گا! یار تم عبدالمنان کو کیا سمجھتے ہو!"

"لیکن ان پیٹیوں کی شناخت!" طارق کچھ سوچتا ہوا بولا! "ان سب پر ایکس فائیو تھری نائین لکھا ہوا ہوگا!"

"ہاں ذرا ایک منٹ!" عمران جیب سے اپنی نوٹ بک اور پنسل نکالتا ہوا بولا "نمبر لکھو ہاں.... کیا.... ایکس تھری نائین....!"

"نہیں! ایکس.... فائیو.... تھری.... نائین!"

"بس تو سمجھ لو کہ پیٹیاں غائب ہو گئیں!" عمران نوٹ بک اور پنسل جیب میں ڈالتا ہوا بولا۔ "مگر ان پیٹیوں میں ہوگا کیا!"

"ان میں سانپوں کی کھالیں نہیں ہوں گی!"

"اچھا تو پھر کیا زندہ سانپ ہوں گے!" عمران نے پوچھا!

"نہیں یار.... یہ ابھی نہ پوچھو! بس انہیں اڑالاؤ۔ پھر ہم دیکھیں گے کہ ان میں کیا ہے!"

"یعنی تمہیں بھی معلوم نہیں ہے!"

"ہاں یہی سمجھ لو!"

"تم بتانا نہیں چاہتے!" عمران نے کہا "خیر نہ بتاؤ! میں اپنے دوستوں پر ہمیشہ اعتماد کرتا ہوں! مجھے یقین ہے کہ تم نہ جانتے ہو گے، لیکن کسی نہ کسی چیز کا شبہ ضرور ہوگا! کیوں کیا غلط کہہ رہا ہوں!"

"بہت کچھ ہو سکتا ہے! بھائی عبدالمنان!.... غیر قانونی طور پر برآمد کی ہوئی کوئی بھی چیز!.... میرا مطلب یہ ہے کوئی بہت قیمتی چیز!.... سونا.... جواہرات....!"

"مگر یہ طریقہ خطرناک ہے!.... اگر وہ پیٹیاں گم ہو جائیں تو!"

"ٹھیک ہے! اسے بس ایک طرح کا جوا سمجھ لو! وہ پیٹیاں.... ایسی کمپنیوں کی طرف سے بھیجی جاتی ہیں، جو سانپ کی کھالوں کی تجارت کرتی ہیں!.... بھلا کون سوچ سکتا ہے کہ کوئی قیمتی چیز اتنی لاپروائی سے بھی بھیجی جا سکتی ہے—!"

"مگر تمہارے بیان سے ثابت ہوتا ہے کہ ان نمبروں کے علاوہ اور بھی مختلف نمبروں کی پیٹیاں ہوتی ہوں گی! جن میں سے مجھے صرف ایکس فائیو تھری نائین نمبر کی پیٹیاں غائب کرنی ہوں گی!"

"یقیناً تمہیں وہاں مختلف نمبروں کی پیٹیاں ملیں گی!.... یہ نمبر دراصل کھالوں کی اقسام کے ہوتے ہیں!"

"لیکن تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ وہی پیٹیاں گھپلے والی ہیں جن پر ایکس فائیو تھری نائین لکھا ہوا ہوتا ہے!"

"تم خواہ مخواہ بحث نکال بیٹھے ہو!" طارق بڑبڑایا!

"کچھ اور نہ سمجھنا پیارے!" عمران جلدی سے بولا "میں صرف اپنا اطمینان کرنا چاہتا ہوں! کہیں ایسا نہ ہو کہ میں سانپوں کی کھالیں ڈھوتا رہ جاؤں! مجھے بڑی کوفت ہو گی!"

"بات یہ ہے کہ ایکس فائیو تھری نائین نمبر کی پیٹیاں کبھی گودام میں نہیں جاتیں! تیمور اور منیجر خاص طور سے ان کی نگرانی کرتے ہیں اور کسی کو پتہ نہیں چلنے پاتا کہ وہ پیٹیاں کہاں گئیں!"

"اوہو!" عمران نے کہا "بس مجھے یقین آ گیا! ان میں ضرور کچھ گھپلا ہے! اچھا پیارے! بس تم مجھے ایک دن پہلے بتا دینا کہ کب مال اترے گا!"

کچھ دیر کے لئے وہ خاموش ہو گئے! پھر طارق نے ناصر سے کہا۔

"یار ذرا..... وہ اسکاچ کی بوتل تو نکالنا..... اس دوستی کی خوشی میں کچھ ہو جائے!"

"بس دوست مجھے تو معاف ہی رکھو!" عمران نے کہا!

"کیوں۔ کیوں؟" طارق اور ناصر ایک ساتھ بولے!

"استاد نے ہمیں یہ سکھایا ہی نہیں! ان کا قول تھا کہ جس دن عورت یا شراب کے نزدیک بھی گئے..... اسی دن گردن پھنس جائے گی!..... یہ سب تو صرف شریف آدمیوں کے مشاغل ہیں!"

"گہرے ہو یار!" طارق اس کے شانے پر ہاتھ مار کر بولا۔ "مگر پھر وہ جولیا کا قصہ!" اس پر عمران نے بڑے زور سے قہقہہ لگایا اور کافی دیر تک ہنستے رہنے کے بعد بولا!

"وہ سب بکواس تھا! تم مجھے اپنے کام کے آدمی معلوم ہوئے تھے۔ اس لئے میں تم سے بے تکلف ہونا چاہتا تھا!"

"کمال ہے!" طارق اسے تحسین آمیز نظروں سے دیکھتا ہوا بولا۔

"صورت سے بالکل بیوقوف معلوم ہوتے ہو..... اور یہی تمہارے اونچے ہونے کی دلیل ہے! کہیں مجھے تمہاری شاگردی نہ اختیار کرنا پڑے!"

"ارے ارے..... بھلا یہ ہیچمدان عبدالمنان کس قابل ہے!"

"واقعی تم کس قابل ہو! کے آئی ڈبل ایس..... کس قابل!" طارق ہنس کر بولا۔

"اور کیا؟"

"اور تم بھیس بدلنے میں اپنا ثانی نہیں رکھتے!"

(۱۳)

کیپٹن فیاض الجھنوں کا شکار تھا..... اسے بارہا عمران کے ساتھ کام کرنے کا اتفاق ہوا تھا۔ لیکن اس قسم کے حالات کبھی نہیں پیش آئے تھے کبھی ایسا نہیں ہوا تھا کہ اسے عمران کا وارنٹ گرفتاری جیب میں ڈال کر اس کی تلاش میں سرگرداں رہنا پڑتا۔

فی الحال اس کے پاس دو کیس تھے! ایک تو بوڑھے کروڑپتی ارشاد کا معاملہ اور دوسرا عمران۔ عمران والا کیس تو خیر اس نے خود ہی اپنے ہاتھ میں لیا تھا ورنہ وہ تو قطعی سول پولیس کا کیس تھا!

ان دونوں کی دوستی بڑی عجیب تھی! فیاض بھی عمران کے لئے اپنے دل میں بے پناہ خلوص محسوس کرتا تھا اور کبھی اس سے اتنی نفرت ہو جاتی تھی کہ اس کا تصور بھی گراں گزرتا۔

عمران نے اس سے تیمور اینڈ بارٹلے والوں کی کسی غیر قانونی حرکت کا تذکرہ کیا تھا! لیکن اس کی نوعیت ہی نہیں بتائی تھی۔ اس کے بعد ہی ارشاد والا واقعہ سامنے آیا۔ اس کا کچھ نہ کچھ تعلق تیمور اینڈ بارٹلے والوں سے بھی تھا!..... پھر ایک ایسی کار میں بم کا دھماکہ ہوا جو تیمور اینڈ بارٹلے کی فرم سے تعلق رکھتی تھی!..... اس میں چار آدمی زخمی ہوئے! تیمور اینڈ بارٹلے والوں نے کہا کہ وہ کار ان کے یہاں سے چرائی گئی تھی۔ زخمی ہونے والوں نے بھی اس کا اعتراف کیا کہ حقیقتاً وہ اس کار کو چرا لے جانا چاہتے تھے لیکن وہ اس سے واقف نہیں تھے کہ کار میں کسی جگہ بم چھپا ہوا ہے۔ اس کے بعد ہی تیسرا شگوفہ کھلا یعنی عمران پر فرم کی طرف سے غبن کا الزام عائد کر کے پولیس کی مدد طلب کی گئی ان سب باتوں کے پیش نظر فیاض نے اپنی تمام تر توجہ اس فرم پر مرکوز کر دی! جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ پانچویں حیرت انگیز حقیقت اس کے سامنے آ گئی! وہ یہ کہ بوڑھے ارشاد کا بھی کافی سرمایہ فرم میں لگا ہوا تھا..... اب معاملہ اور زیادہ الجھ گیا۔

فیاض نے ایک بار پھر تیمور کو اپنے آفس میں طلب کیا! تیمور نے اپنے منیجر کو بھیج دیا خود نہیں آیا.....

فیاض بہت زیادہ جھلایا ہوا تھا!..... کیونکہ ارشاد والے معاملے میں پوچھ گچھ کے دوران میں ان لوگوں نے یہ نہیں بتایا تھا کہ ارشاد بھی فرم کے حصے داروں میں سے تھا!..... وہ تو اتفاقاً ہی تفتیش کے دوران میں اس کی نظروں سے چند کاغذات گذرے جن سے اسے ارشاد کی شراکت کا علم ہو گیا۔ ورنہ شاید یہ نکتہ تاریکی ہی میں رہتا۔

فیاض منیجر پر برس پڑا۔

"مجھے اس کا جواب چاہئے کہ یہ بات چھپائی کیوں گئی!" اس نے کہا!

"جناب آپ نے اس کے متعلق پوچھا کب تھا!" منیجر نے جواب دیا!

"یہ بات بہر حال میرے سامنے آنی چاہئے تھی!"

"میں نہیں سمجھ سکتا کہ کس طرح.... اس سے آپ کی تفتیش کا کیا تعلق ہو سکتا ہے!.... یہ ایک کاروباری بات تھی!... اب آپ نے پوچھا ہے تو ہم بتا سکتے ہیں کہ ارشاد صاحب بھی فرم کے حصہ داروں میں سے تھے!"

"کتنے کے حصہ دار تھے!"

"مجھے زبانی یاد نہیں کاغذات دیکھ کر بتایا جا سکتا...."

اس کے بعد فیاض کی گاڑی پھر ٹھپ ہو گئی!... اگر اس نے یہ بات فیاض کو پہلے نہیں بتائی تھی تو اس پر کسی اعتراض کی گنجائش نہیں تھی! یہ حرکت غیر قانونی نہیں کہی جا سکتی تھی!... اچانک فیاض کو کار والا حادثہ یاد آ گیا اور اس نے گفتگو کا رخ اس کی طرف موڑ دیا۔

"کار کی چوری کی رپورٹ پہلے ہی کیوں نہیں لکھائی گئی تھی!"

"جب علم ہوا تو لکھائی گئی۔ وہ کار بہت کم استعمال میں رہتی تھی!"

"یہ بات بھی ختم ہو گئی.... اور فیاض کو اسے دو چار دھمکیاں دے کر رخصت کر دینا پڑا۔"

"میں جانتا ہوں!.. سب سمجھتا ہوں" فیاض نے کہا" بس وقت کا انتظار ہے! تم جا سکتے ہو۔"

لیکن اس کے فرشتوں کو بھی کسی خاص بات کا علم نہیں تھا، ویسے سب سے بڑی خاص بات یہی تھی کہ عمران اپنا وقت یونہی نہیں برباد کر رہا تھا!

(۱۴)

مگر فیاض کی اس دھمکی نے تیمور اور اس کے منیجر کو بہت کچھ سوچنے پر مجبور کر دیا۔ دونوں کافی دیر سے کسی مسئلے پر گفتگو کر رہے تھے!

"اس دھمکی کا مطلب یہ ہے کہ انہیں شبہ ہو گیا ہے!" تیمور نے کہا!

"جب یہ بات طارق کو معلوم ہو گئی ہے تو پولیس کیسے لاعلم رہ سکتی ہے۔" منیجر بولا۔

"خیر طارق کی بات چھوڑو! اس نے بہت قریب سے دیکھا ہے میرا خیال ہے کہ اسے بھی صرف شبہ ہی ہوا ہے، حقیقت نہیں معلوم!"

"اس کی تو فکر نہ کیجئے۔" منیجر نے کہا" جس دن بھی داؤ چل گیا صاف ہو جائے گا!"

"اور اس اکاؤنٹنٹ کے بارے میں کچھ معلوم ہوا...." تیمور نے پوچھا!

"اکاؤنٹنٹ!" منیجر کچھ سوچنے لگا.... پھر تھوڑی دیر بعد بولا۔ "میرا خیال ہے کہ وہ بھی

طارق ہی کے آدمیوں میں سے کوئی تھا.... اور سنئے.... ڈکٹا فون کا ایک سیٹ میرے کمرے میں بھی ملا ہے!"

"میرا خیال ہے کہ طارق کسی منظم گروہ سے تعلق رکھتا ہے۔ ورنہ مجھے اس طرح چیلنج کرنے کی ہمت نہیں کر سکتا تھا!" تیمور بولا!

"مجھے یقین نہیں ہے کہ طارق اب تک زندہ ہو!" منیجر کچھ سوچتا ہوا بولا "ٹونی اور زبار کر کی ناکامی کے باوجود بھی وہ نہ بچ سکا ہو گا۔"

"کیوں! کس طرح!" تیمور نے مضطربانہ انداز میں پوچھا!

"میں ابھی آپ کو نہیں بتانا چاہتا تھا! لیکن تذکرہ آ ہی گیا ہے، تو سنئے!.... مجھے پہلے ہی سے یقین تھا کہ طارق کو اصلیت کا علم نہیں ہے! وہ صرف اتنا جانتا ہے ایکس فائیو تھری نائین نمبر کی پیٹیاں گودام میں نہیں جاتیں اور اسی سے اس نے اندازہ کیا ہو گا کہ ان پیٹیوں میں کوئی خاص چیز ہوتی ہے! ظاہر ہے کہ ایکس فائیو تھری نائین کا نمبر اس کے لئے خاص کشش رکھتا ہو گا! اس نفسیاتی نکتے کو سامنے رکھتے ہوئے میں نے ایک حرکت کی اور وہ سو فی صدی کامیاب رہی! ایکس فائیو! تھری نائین کی ایک خالی پیٹی میں دو زہریلے سانپ پیک کئے اور اس پیٹی کو اپنے کمرے میں چھپا دیا شام کو آفس سے جاتے وقت اسے کمرے سے نکالا! ناصر آفس کے باہر موجود تھا.... میں نے خاص طور سے اسے پیٹی کا نمبر دکھانے کی کوشش کی لیکن اس انداز میں کہ اسے تصنع کا شبہ نہ ہو سکے! ناصر پیٹی کو میرے ہاتھ میں دیکھتے ہی وہاں سے کھسک گیا اور میں کار میں بیٹھ کر چل پڑا کچھ ہی دیر بعد میں نے محسوس کیا کہ ایک موٹر سائیکل میری کار کا تعاقب کر رہی ہے!.... موٹر سائیکل پر طارق تھا! میں نے رفتار تیز کر دی! گھر تک پہنچنے کے لئے مجھے ایک ویران سڑک سے گزرنا پڑتا ہے.... وہیں طارق کی موٹر سائیکل کار کے برابر چلنے لگی۔ اس نے مجھ سے کار روکنے کو کہا!.... میری کار اور موٹر سائیکل ساتھ ہی رکیں.... اور طارق نے جھپٹ کر پیٹی اٹھالی، جو کار کی پچھلی سیٹ پر پڑی ہوئی تھی!.... اس کے ایک ہاتھ میں ریوالور تھا پیٹی پر قبضہ کر لینے کے بعد اس نے تحکمانہ لہجے میں کہا" بس اب جاؤ کوئی حرکت کرو گے تو بیدریغ گولی مار دوں گا!" بہر حال میں وہاں سے روانہ ہو گیا۔ ٹونی اور بار کر پہلے ہی سے اس کے پیچھے لگے ہوئے تھے! میں نے انہیں سمجھا دیا تھا کہ وہ اسے پیٹی کھولنے کا موقع ہی نہ دیں! میں چاہتا تھا کہ وہ جنگل میں اپنی کمین گاہ میں پہنچ کر اسے کھولے اور پھر اندھیرے میں اسے سنبھلنے کا بھی موقع نہ مل سکے۔"

"مگر وہ تو اس وقت تک زندہ تھا۔" تیمور نے کہا!

"جی ہاں.... اور مجھے.... یقین ہے کہ اس نے اس وقت تک اسے کھولا نہیں تھا۔ ٹونی اور

بار کرنے یہی رپورٹ دی ہے!...."

"پھر ٹونی اور بار کر سے اس پر حملہ کروانے کی کیا ضرورت تھی۔" تیمور نے پوچھا!

"میں نے ان گدھوں سے یہ ہرگز نہیں کہا تھا کہ وہ اس پر حملہ کریں۔ مقصد صرف یہ تھا کہ وہ اس بچی کو بے اطمینانی اور جلدی کی حالت میں چھوڑے اور ان سانپوں کا شکار ہو جائے..... دراصل ان دونوں نے محض اپنے بچاؤ کے لئے اس پر حملہ کیا تھا۔ انہیں شبہ ہو گیا تھا کہ طارق وہاں ان کی موجودگی سے آگاہ ہے! لہٰذا قبل اس کے کہ وہ ان پر ہاتھ ڈالتا انہوں نے خود اسی پر حملہ کر دیا...."

"اور اس کے بعد بھاگ کھڑے ہوئے!" تیمور نے طنزیہ لہجہ میں کہا!

"یقیناً... اگر اس قسم کا کوئی حملہ میری اسکیم کے مطابق ہوتا تو، ضرور کامیاب ہوتا!"

تھوڑی دیر تک خاموشی رہی پھر تیمور نے پوچھا!

"شکاریوں میں سے کون کون اس کے ساتھ ہے!"

"بظاہر تو کوئی بھی نہیں ہے! حتیٰ کہ ناصر بھی یہی کہتا ہے کہ وہ فرم کا ملازم ہے اور فرم کے مفاد کے مقابلے میں اپنی اور طارق کی دوستی کی بھی پرواہ نہیں کرے گا!"

"شکاریوں سے طارق کے متعلق پوچھ گچھ کی تھی!"

"جی ہاں! وہ لاعلمی ظاہر کرتے ہیں! انہوں نے اسے حملے کی رات کے بعد سے اب تک نہیں دیکھا--!"

"ناصر کیمپ میں موجود ہے!"

"جی ہاں!"

"لیکن!" تیمور کچھ سوچتا ہوا بولا۔ "ٹونی اور بار کر کے بیان کے مطابق حملے والی رات کو ناصر بھی طارق کے ساتھ تھا!۔"

"جی ہاں اور مجھے ان دونوں کے بیان پر یقین ہے!... فی الحال میں نے ناصر کو ڈھیل دے رکھی ہے.... اس بار کا مال اتروالوں پھر اس سے بھی سمجھ لوں گا!"

"گویا تمہیں یقین ہے کہ طارق مر گیا ہوگا!" تیمور نے مسکرا کر پوچھا!

"جی ہاں، مجھے یقین ہے!"

"کیا وہ سانپ اتنے زہریلے تھے کہ طارق پانی بن کر بہہ گیا ہوگا!.... آخر اس کی لاش کیا ہو گئی!.... تمہارے بیان کے مطابق اگر ناصر طارق کا ساتھی ہے تو اس نے طارق کی موت کی اطلاع شکاریوں کو کیوں نہیں دی!.... ظاہر ہے کہ وہ اس کی کمین گاہ سے واقف رہا ہوگا!"

"اونہہ!" منیجر نے لاپروائی سے اپنے شانوں کو جنبش دی۔ "اگر وہ زندہ بھی ہے تو کیا ہوا.... میں اسے ٹھکانے لگا دینے کا ذمہ لیتا ہوں!"

"اتنی دیر بعد ایک بات کام کی کہی ہے تم نے! خیر!.... بتاؤں ان تذکروں کو.... میں یہ کہنا چاہتا تھا کہ اس بار مال اتارنے میں احتیاط برتی جائے!... طارق کی وجہ سے نہیں کہہ رہا.... بلکہ پولیس.... کیپٹن فیاض کی دھمکی کچھ نہ کچھ معنی ضرور رکھتی ہے!"

(۱۵)

عمران ٹھیک نو بجے رات کو طارق کی کمین گاہ میں داخل ہوا آج اس کا حلیہ کچھ اور تھا! طارق اسے دیکھتے ہی کلہاڑا ٹیک کر اٹھا!

"بچھڑان.... عبدالمنان میری جان....!" عمران نے سینے پر ہاتھ رکھ کر جھکتے ہوئے کہا!

"ہائیں!.... یہ تم ہو!" طارق نے متحیرانہ انداز میں کہا۔

"سو فیصدی میں ہی ہوں!"

"یار تم آدمی ہو یا شیطان!"

"شیطانوں کو آدمی اور آدمیوں کو شیطان معلوم ہوتا ہوں! باقی سب خیریت ہے!"

"کیا رہا!"

"بتاتا ہوں! تم فکر نہ کرو! پہلے مجھے کافی پلاؤ! بہت تھک گیا ہوں!"

طارق نے کافی کا برتن انگیٹھی پر رکھ دیا.... اور اپنے پائپ میں تمباکو بھرتا ہوا بولا!

"اگر تم نے کوئی بری خبر سنائی تو میں بہت بری طرح پیش آؤں گا۔ کیونکہ تم نے آج مجھے یہاں سے نہیں نکلنے دیا! اگر اس بار کی پیٹیاں ہمارے ہاتھ نہ آئیں تو بہت برا ہوگا.... ہو سکتا ہے کہ پھر آئندہ وہ کوئی دوسرا طریقہ اختیار کریں!"

"میں تمہاری طرح الاڑی.... نہیں.... اکاڑی.... کیا کہتے ہیں اسے.... آہا.... اناڑی۔ اناڑی... میں تمہاری طرح اناڑی نہیں ہوں ہمیشہ پکا کام کرتا ہوں!"

"پیٹیاں اڑا دیں تم نے!" طارق سیدھا ہو کر بیٹھتا ہوا بولا!

"بس اڑی ہی سمجھو!"

"کیا مطلب....!"

"میں انہیں ان کے گھر تک پہنچا آیا ہوں!"

"صاف صاف بتاؤ!" طارق جھنجھلا گیا!

"صاف صاف بتا رہا ہوں!"

"عبدالمنان...!" طارق غرایا!

"ارے تو بگڑتے کیوں ہو! پہلے مجھے کافی پی لینے دو! پھر اطمینان سے بتاؤں گا۔"

"میں بہت برا آدمی ہوں!" طارق نے کلہاڑے کے دستے کو مضبوطی سے پکڑتے ہوئے کہا۔

"غلط کہتے ہو تم!... صورت سے میاں آدمی معلوم ہوتے ہو! اگر داڑھی رکھ لو تو ہم جیسے لوگ بھی تمہارا احترام کریں۔ چلو کافی پلاؤ یار.... کیا تمہیں مجھ پر اعتبار نہیں ہے!"

"انڈیل کر پی لو....!" طارق نے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔ عمران نے محسوس کیا کہ اس کا بایاں ہاتھ کلہاڑے کے دستے پر ہے اور داہنا جیب میں! وہ جانتا تھا کہ طارق ریوالور بھی رکھتا ہے.... لیکن وہ بڑی بے پروائی سے کپ میں کافی انڈیلنے لگا!

کافی کی دو تین چسکیاں لینے کے بعد اس نے کہا۔ "کل پندرہ پیٹیاں ہیں۔ میں نے اچھی طرح شمار کیا تھا.... مگر یار مجھے وزن کچھ زیادہ نہیں معلوم ہوا۔"

"کیا تم نے اٹھا کر دیکھا تھا!" طارق نے پوچھا!

"نہیں! اٹھانے والوں کی شکلیں دیکھی تھیں!... بوجھ اٹھانے والے کی شکل ہی دیکھ کر وزن کا اندازہ ہو جاتا ہے... غالباً تم سمجھ گئے ہو گے!"

"ہاں! میں سمجھ گیا ہوں! لیکن تم نے تو کہا تھا کہ میں انہیں راستے ہی سے غائب کر دوں گا!"

"ہاں میں جادوگر ہوں نا! چھو کیا اور معاملہ صاف! یار طارق تم نے عقل تو نہیں بیچ کھائی!... معلوم ہوتا ہے کہ تم نے چھو منتر والے جاسوسی ناول بہت پڑھے ہیں!"

"تو پھر کیا جھک مارتے رہے ہو!" طارق پھر جھلا گیا!....

"چلو یہی سمجھ لو.... لیکن میں ابھی تھوڑی دیر میں تمہاری آنکھیں کھول دوں گا!"

طارق کچھ نہ بولا! وہ تیز نظروں سے عمران کو گھور رہا تھا!.... عمران سر جھکائے کافی پیتا رہا پھر پیالہ خالی کرنے کے بعد اسے زمین پر پٹخ کر آستین سے ہونٹ خشک کرنے لگا!

"میں سمجھا!" طارق غرایا! "تمہاری نیت میں فتور آ گیا ہے اور تم اکیلے ہی ہضم کرنا چاہتے ہو!"

"بس اب چپ رہو! ورنہ مجھے بھی غصہ آ جائے گا.... اور مجھے غصہ آنے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ میں ہفتوں ہسپتال میں پڑا رہوں!"

"بتاؤ! وہ پیٹیاں کہاں ہیں!" طارق نے کسی سانپ کی طرح پھپکار کر ریوالور نکال لیا!

"ارے.... ارے.... واہ یار.... نیکی اور پوچھ پوچھ.... لا حول شائد میں غلط بول رہا ہوں! وہ کیا محاورہ ہے نیکی کا پھل.... نہیں.... کیا کہتے ہیں.... تم ہی بتاؤ.... میں کونسا محاورہ

استعمال کرنا چاہتا ہوں اس موقع پر.... موقع کا کوئی شعر یاد نہیں ہے۔ ورنہ وہی سنا تا....!"

"پیٹیاں کہاں ہیں؟" طارق گرج کر بولا!

"وہ بعد کو پوچھنا.... پہلے محاورہ.... آہا.... یاد آ گیا.... نیکی برباد گناہ لازم.... لو دوسرا بھی یاد آ گیا.... غالباً حاتم طائی کا محاورہ ہے.... نیکی کر دریا میں ڈال.... ویسے اردو کے ایک مصنف نے شادی کر دریا میں ڈال بھی لکھا ہے.... جو بھی پسند آئے اس موقع کے لئے منتخب کر لو!"

"تم نہیں بتاؤ گے!"

"سنو! جیفرسن روڈ پر کھاد بنانے کے کارخانے کے قریب ایک عمارت ہے.... اس کے علاوہ وہاں اور کوئی عمارت نہیں ہے.... وہ پیٹیاں اسی عمارت میں ہیں!"

"ریگل لاج میں!" طارق جلدی سے بولا "اوہ.... وہ عمارت تیمور ہی کی ہے!...."

"میں ابھی ایک گھنٹہ پہلے ان دونوں کو اسی عمارت میں چھوڑ کر آیا ہوں!" عمران نے کہا۔

"پیٹیاں وہیں ہیں!" طارق نے پوچھا!

"ہاں.... ہاں.... ہاں! اور وہ دونوں بھی وہیں ہیں! ان کے علاوہ اور کوئی نہیں ہے! ہم انہیں دن دہاڑے لوٹ سکتے ہیں!"

"اس غلط فہمی میں نہ رہنا!" طارق نے سنجیدگی سے کہا۔ "تیمور اور منیجر دونوں ہی خطرناک آدمی ہیں!.... دولت نے انہیں بظاہر شریف بنا رکھا ہے! لیکن وہ مردار خور گیدڑوں سے بھی بدتر ہیں!.... خصوصاً تیمور کے ہاتھ میں اگر ریوالور ہو تو وہ دیوانہ ہو جاتا ہے....!"

"ارے چھوڑو بھی! ابھی تم بھی تو دیوانے ہو گئے تھے! پھر کیوں جیب میں رکھ لیا ریوالور، ارے ہم وہ ہیں کہ توپوں کے رخ پھیر دیں....! چلو اٹھو! اگر اسی وقت ساری پیٹیاں سمیٹ نہ لوں تو منہ پر تھوک دینا! یا مجھ سے کہنا میں چاند پر تھوکوں گا اور وہ الٹ کر خود میرے منہ پر آ جائے گا.... محاورہ....!"

"محاورہ نہیں! کام کی بات کرو! تمہاری اسکیم کیا ہے!"

"دونوں کو پکڑ کر خوب اچھی طرح مرمت کریں گے اور ان کی آنکھوں کے سامنے ساری پیٹیاں نکال لائیں گے! کیا تم یہ سمجھتے ہو وہ اس کی رپورٹ پولیس کو دے سکیں گے!"

"کچھ کہا نہیں جا سکتا! مجھے یقین نہیں ہے کہ وہ دونوں اس عمارت میں تنہا ہی ہوں گے!"

"اچھا تو تم ہی اپنی اسکیم بتاؤ!" عمران نے کہا!

"میری اسکیم! فی الحال کوئی بھی نہیں ہے! ان پیٹیوں کا اس عمارت تک پہنچ جانا اچھا نہیں ہوا.... نہ تم نے خود کچھ کیا اور نہ مجھے کرنے دیا۔"

"تم کیا جانو کہ میں نے کیا کیا ہے! میری جگہ ہوتے تو آنکھیں نکل پڑتیں۔"

"اور کیا کیا ہے تم نے....!"

"گر کی باتیں تو میں اپنے باپ کو بھی نہ بتاؤں گا! میں نے تم سے بیٹیوں کا وعدہ کیا ہے! وہ تمہیں اس وقت سے لے کر تین بجے کے اندر اندر مل جائیں گی! دل چاہے میری مدد کرو نہ دل چاہے نہ کرو۔ میں تم سے اس کے لئے بھی نہ کہوں گا بس دور سے تماشہ دیکھتے رہنا! گیارہ بجے تک کھاد کے کارخانے کی آخری شفٹ چلتی ہے۔ اس کے بعد وہ بند کر دیا جاتا ہے ہمیں اس کے بند ہونے کا انتظار کرنا پڑے گا! بہر حال میں ٹھیک بارہ بجے اس عمارت میں داخل ہو جاؤں گا.... سمجھے!"

"وہاں پہنچ کر کیا کرو گے!"

"انڈے دوں گا!" عمران جھنجھلا گیا۔ "تمہیں اس سے کیا سروکار کہ میں کیا کروں گا! بیٹیاں تم مجھ سے لینا! اگر تمہیں ان دونوں سے خوف معلوم ہوتا ہو تو باہر ہی میرا انتظار کرنا! میں تمہیں مجبور نہیں کروں گا۔ اگر میں مارا جاؤں تو دم دبا کر بھاگ آنا بس۔"

"تم مجھے بزدل سمجھتے ہو!" طارق غرایا!

"باتیں تو بزدلوں کی سی کرتے ہو!...."

"چلو اٹھو!" طارق اس کا بازو پکڑ کر کھینچتا ہوا بولا!

"مگر میں ناصر کو نہیں لے جاؤں گا!"

"کیوں!"

"بیوقوف آدمی ہے! کام بگڑ جائے گا! وہ تمہاری طرح ذہین اور معاملہ فہم نہیں ہے!"

"ہوں! تو چلو!"

"تمہاری موٹر سائیکل کہاں ہے!" عمران نے پوچھا!

"چلو وہ بھی مل جائے گی!"

طارق نے اپنا ریوالور لوڈ کیا! کچھ زائد کارتوس بھی جیب میں ڈالے اور وہ دونوں غار سے نکل آئے.... طارق نے موٹر سائیکل ایک جگہ جھاڑیوں میں چھپا رکھی تھی!

تھوڑی دیر بعد موٹر سائیکل کی تیز آواز جنگل کے سناٹے میں گونج رہی تھی!

منزل مقصود تک پہنچنے میں صرف ایک گھنٹہ صرف ہوا.... اور موٹر سائیکل سڑک کے کنارے ایک نالے میں اتار دی گئی! یہاں چاروں طرف سناٹا تھا.... کھاد کی فیکٹری بند ہو چکی تھی.... ان اطراف میں اس فیکٹری اور ریگل لاج کی طرف بڑھتے لگے!.... باہر کی طرف کھلنے والی کسی بھی کھڑکی میں روشنی نہیں دکھائی دے رہی تھی!

"یہاں کتے ضرور ہوں گے!" طارق بولا۔

"ہیں! لیکن صرف دو عدد اور وہ اندر اپنے بستروں پر دراز ہوں گے! لیکن ان میں سے ایک بھی بھونکنا نہیں جانتا! وہ صرف کاٹنے والے کتے ہیں.... خیر آؤ!"

عمران نے آگے بڑھ کر ایک کھڑکی کے شیشے توڑے اور اندر ہاتھ ڈال کر چٹخنی نیچے گرا دی! پھر کھڑکی کھول کر وہ دونوں اندر کود گئے چاروں طرف تاریکی تھی! عمران نے جیب سے ٹارچ نکالی اور وہ اس کی مدھم سی روشنی میں آگے بڑھتے چلے گئے۔ ابھی تک انہیں ٹارچ کی روشنی کے علاوہ اور کوئی دوسری روشنی نہیں دکھائی دی تھی! وہ خاموشی سے مختلف کمروں سے گزرتے رہے!

اچانک وہ بے تحاشہ چونکے کیونکہ اب وہ جس کمرے سے گزر رہے تھے وہ یک بیک روشن ہو گیا تھا!

"تم دونوں اپنے ہاتھ اوپر اٹھالو!" کسی نے پشت سے کہا اور عمران دھڑام سے پیچھے کی طرف چاروں خانے چت گرا.... طارق اس کی اس حرکت پر بوکھلا گیا کیونکہ اس نے فائر کی آواز بھی نہیں سنی تھی! دو ریوالوروں کی نالیں اس کی طرف اٹھی ہوئی تھیں۔

"تم اسے دیکھو!" تیمور نے منیجر سے کہا.... اشارہ عمران کی طرف تھا!

منیجر ریوالور کا رخ اس کے سینے کی طرف کئے ہوئے آگے بڑھا! تیمور طارق کی طرف متوجہ تھا! عمران نے اپنے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر منیجر کو خاموش رہنے کا اشارہ کیا! عمران اس وقت عبدالمنان کے حلیے میں نہیں تھا! ورنہ شائد طارق نے پہلے اس کا خاتمہ کر دیا جاتا۔ بہر حال عمران کی اس بے تکلفانہ اشارے بازی پر منیجر بوکھلا ضرور گیا تھا! وہ ریوالور کی نال اس کے سینے کی طرف اٹھائے حیرت سے پلکیں جھپکا رہا تھا! عمران نے مسکرا کر اسے آنکھ ماری اور برابر مسکراتا رہا۔ منیجر بھی خواہ مخواہ مسکرا پڑا۔ لیکن پھر اس حماقت کا احساس ہوتے ہی فوراً سنجیدہ ہو گیا۔

"نہیں پہچانا!" عمران نے بے تکلفانہ انداز میں کہا "اس سالے کو بڑی مشکل سے پھانس کر لایا ہوں!"

عمران نے یہ بات اتنی اونچی آواز میں کہی تھی کہ طارق اور تیمور بھی چونکے بغیر نہ رہ سکے اور طارق نے عمران کو ایک گندی سے گالی دی---!

"تم کون ہو!" منیجر نے نرم لہجے میں پوچھا! اس کا ریوالور والا ہاتھ خود بخود نیچے جھک گیا۔ وہ غیر ارادی طور پر عمران کے قریب آ گیا تھا!

اچانک عمران نے لیٹے ہی لیٹے دونوں پیر جوڑ کر اس کے پیٹ پر رسید کر دیئے اور وہ ایک بھیانک چیخ کے ساتھ تیمور پر جا پڑا!.... دونوں فرش پر ڈھیر ہو گئے!

"طارق سنبھالو انہیں!" عمران چیخا۔

طارق اس سے پہلے ہی ہوشیار ہو چکا تھا.... اور پھر ان دونوں کو فرش سے اٹھنا نہ نصیب ہوا.... طارق اور عمران نے گھونسے مار مار کر ان کے حواس درست کر دیے! دونوں کے ریوالور ان سے بہت دور پڑے ہوئے تھے!

"اب انہیں باندھ دو!...." عمران نے کہا! "ریشم کی ڈور میری جیب میں موجود ہے!"

ان دونوں میں بالکل سکت نہیں رہ گئی تھی! اس دوران میں ان کے منہ سے ایک لفظ بھی نہیں نکلا تھا!

طارق اور عمران نے ان کے ہاتھ پیر باندھ کر ایک طرف ڈال دیا!

"یار.... میں تو ڈر ہی گیا تھا!" طارق نے شکایت آمیز لہجے میں کہا!

"استاد مانتے ہو یا نہیں!" عمران نے کہا!

"مانتا ہوں! میں نے تو پہلے ہی کہا تھا کہ مجھے تمہاری شاگردی اختیار کرنی پڑے گی۔" پھر طارق ایک کرسی پر بیٹھ کر پائپ میں تمباکو بھرنے لگا!

"تم یہیں ٹھہرو!" عمران نے اس سے کہا! "میں ذرا دیکھوں کہ وہ پیٹیاں کہاں ہیں!"

"نہیں ہیں! وہ یہاں نہیں ہیں!" دفعتاً تیمور حلق پھاڑ کر چیخا!

"عبدالمنان کبھی غلط بات نہیں کہتا!"

"عبدالمنان....!" دونوں کے منہ سے بیک وقت نکلا۔

"جی ہاں! ملاحظہ فرمائیے!" عمران نے اپنی مصنوعی مونچھیں اکھاڑیں اور ناک پر سے پلاسٹک کا خول بھی اتار دیا اور پھر مسکرا کر بولا "اب آپ لوگ چوڑی والے تماشائیوں کی طرح تالیاں بجائیے!"

وہ ان تینوں کو وہیں چھوڑ کر کمرے سے نکل گیا! ان دونوں کے ریوالور بھی وہ اپنے ساتھ ہی لیتا گیا تھا!

"کیوں تیمور صاحب! اب کیا خیال ہے!" طارق نے پائپ سلگا کر آرام کرسی میں نیم دراز ہوتے ہوئے کہا۔

"تم کیا کرنا چاہتے ہو!" تیمور نے کہا!

"میں تو صرف وہ پیٹیاں لے جاؤں گا اور تم لوگوں کا کیا حشر ہوگا اس کا فیصلہ میرا ساتھی کرے گا!"

"ان پیٹیوں میں کیا ہے؟" تیمور نے پوچھا!

"جو کچھ بھی ہو! مجھے اس سے بحث نہیں ہے!"

"ان پیٹیوں میں لاکھوں روپے کا مال ہے!" تیمور کے ہونٹوں پر شیطانی مسکراہٹ نا چنے لگی!

"لیکن تم اس سے فائدہ اٹھانے کی ہمت بھی نہیں کر سکو گے! جانتے ہو! ان میں کیا ہے!"

"جواہرات یا سونا....!" طارق نے لاپروائی سے جواب دیا!

اس پر تیمور اور اس کا منیجر بیساختہ ہنس پڑے!

"بھولے لڑکے!" تیمور نے سنجیدگی سے کہا۔ "تم جلد باز ہو! میں جانتا ہوں کہ طاقتور اور دلیر ہو یہ بھی جانتا ہوں کہ شہر میں ڈالے جانے والے بڑے ڈاکوں میں تمہارا ہاتھ ضرور ہوتا ہے! لیکن.... تم ان پیٹیوں سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتے! کیونکہ ان میں کوکین ہے.... اور کوکین فروخت کر لینا آسان کام نہیں ہے.... اس کے لئے تنظیم ضروری ہے....!"

"کوکین!" طارق کے ہاتھ سے پائپ چھوٹ پڑا.... "نہیں! تم مجھے دھوکا دینے کی کوشش کر رہے ہو!"

"وہ مر دود گیا ہے! ابھی تم خود دیکھ لینا!"

طارق کا منہ لٹک گیا! ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ خود کو بیوقوف محسوس کر رہا ہو!

"بولو! کرتے ہو معاملہ!" تیمور نے اسے خاموش دیکھ کر کہا "اس پورے مال کے نفع پر چوتھا حصہ تمہارا.... اور یہ چوتھا حصہ پچاس ہزار روپے سے کسی طرح کم نہ ہوگا!...."

طارق کچھ نہ بولا!

"چلو کھول دو ہمیں! تم اس راز سے واقف ہو گئے ہو، لہذا تمہیں حصہ دار تو بنانا ہی پڑے گا!"

"لیکن اگر تم اپنے وعدے سے پھر گئے تو!"

"تمہارے ہاتھ ہر وقت ہماری گردنوں تک پہنچ سکیں گے! کیونکہ تم ہمارے راز سے واقف ہو گئے ہو!"

"ہاں اچھا! ٹھیک ہے!" طارق انہیں کھولنے کے لئے اٹھا ہی تھا کہ عمران کمرے میں داخل ہوا!

"یار عبدالمنان!" اس نے جھینپی ہوئی ہنسی کے ساتھ کہا۔

"ساری محنت برباد ہو گئی!"

"کیوں کیا ہوا....؟"

طارق نے تیمور سے جو کچھ سنا تھا دہرا دیا! اور پھر بولا "نفع کا چوتھا حصہ کم نہیں ہوگا! اس میں سے آدھا تمہارا.... اور آدھا میرا چلو کھولو انہیں!"

"مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے! مگر ٹھہرو! اس طرح ان کی بات پر یقین کر لینا ٹھیک نہیں ہے! ان سے باقاعدہ تحریری اعترافنامہ حاصل کیا جائے اسے ہم اپنے پاس رکھیں گے تاکہ

ہمیشہ نفع کی رقم ہمیں ملتی رہے....“

”ہم کوئی تحریر ہرگز نہیں دیں گے!“ تیمور غرایا!

”تم کیا تمہارے باپ بھی دیں گے! میں طارق کی طرح بھونا نہیں ہوں سمجھے!... میں کوکین کی فروخت کا بھی انتظام کر سکتا ہوں! نہیں طارق انہیں اٹھا کر اس کمرے میں لے چلو، جہاں لکھنے کی میز ہے!... جلدی کرو یار... چلو بھی!“

ان دونوں کو اٹھا کر دوسرے کمرے میں لایا گیا! یہاں فون بھی موجود تھا!... اور لکڑی کی پندرہ عدد پیٹیاں ایک ڈھیر کی صورت میں پڑی ہوئی تھیں!

”تمہارا جو دل چاہے کرو!“ تیمور چیخا! ”لیکن ہم سے کوئی تحریر ہرگز نہیں لے سکتے!“

عمران ہنسنے لگا پھر اس نے طارق سے کہا!

”ذرا اپنا ریوالور تو نکالنا.... انہیں اپنے بھیجے راز اگلنے پڑیں گے!“

طارق نے ریوالور نکال کر عمران کی طرف بڑھا دیا! عمران نے بائیں ہاتھ میں ریوالور پکڑا اور داہنے ہاتھ سے طارق کے جبڑے پر ایک زور دار گھونسہ رسید کر دیا!

”ارے.... ارے.... یہ کیا....!“ طارق فرش پر ڈھیر ہوتا ہوا چیخا!

”نفع کی رقم کا چوتھا حصہ! اس کا آدھا مجھے دے سکتے ہو تو دے دو!“ عمران نے اسے اٹھنے کا موقع نہیں دیا! اس پر بڑی تیزی سے گھونسوں تھپڑوں اور لاتوں کی بارش کرتا رہا!

”ابے کیا پاگل ہو گیا ہے....!“ طارق نے اس کی گردن پکڑنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا!

”نہیں! نہ آدھا.... نہ چوتھائی! یہ ساری کوکین میں ہضم کروں گا! مجھ سے جو بچے گی وہ میرے بال بچے کھائیں گے!“ عمران نے کہا اور اس کا ہاتھ مروڑ کر اسے اوندھا کر دیا۔ پھر پشت پر گھٹنا ٹیک کر جیب سے ریشم کی تیسری ڈور نکالی! اور دیکھتے ہی دیکھتے اس کے ہاتھ پشت پر باندھ دیئے۔ اس دوران میں طارق کے منہ سے گالیوں کا طوفان امنڈ تا رہا۔ تیمور اور منیجر بے تحاشہ ہنستے رہے!

”کیوں طارق اب کیسی رہی!“ تیمور نے جلے بھنے لہجے میں کہا ”تم نے جو کنواں اپنے مالک کے لئے کھودا تھا اس میں خود بھی گر گئے!“

”یہ بات تم نے پتے کی کہی ہے۔ تیمور صاحب!“ عمران سر ہلا کر بولا!

پھر وہ فون کی طرف بڑھا اور کسی کے نمبر ڈائیل کر کے ماؤتھ پیس میں بولا۔

”ہیلو! انٹیلی جنس بیورو.... کیپٹن فیاض کہاں ہیں! گھر پر.... اچھا شکریہ!“ عمران ڈس کنکٹ کر کے دوسرے نمبر ڈائیل کرنے ہی جا رہا تھا کہ تینوں بیک وقت چیخے۔

”تم یہ کیا کرنے جا رہے ہو!“

”اس کوکین کی تقسیم کا انتظام! آخر میں اکیلے کتنی کھاؤں گا!“ عمران نے انتہائی سنجیدگی سے جواب دیا.... اور کیپٹن فیاض کے نمبر ڈائیل کرنے لگا!

”تمہیں اس سے کیا فائدہ پہنچے گا!“ تیمور گھگھیایا! ”چلو نفع کی آدھی رقم پر معاملہ طے کر لو!“

”طے کرنے کی کیا ضرورت ہے! نفع کی پوری رقم ہر حال میں میری ہے!“ عمران نے کہا۔ پھر ماؤتھ پیس میں بولا ”ہیلو! کیا سو رہے تھے! ہاں ہاں! میں ہی بول رہا ہوں میری جان عبدالمنان! یعنی علی عمران۔ ایم-ایس-سی، پی-ایچ-ڈی گوروا سپور.... ہیلو! ہاں! آؤ.... گرفتار کر لو مجھے! مسٹر تیمور بھی یہاں موجود ہیں اور ان کے منیجر بھی.... اور ایک تیسرا مرغ جس کی تمہیں عرصہ سے تلاش تھی.... وہی جس نے تین ماہ گذرے بینک آف چاکا میں ڈاکہ ڈالا تھا اس کا نام طارق ہے.... وہاں کی تجوریوں پر پائے جانے والے انگلیوں کے نشانات اور طارق کی انگلیوں کے نشانات میں تم کوئی فرق نہیں پاؤ گے.... اچھا تم پتہ نوٹ کرو میں کہاں سے بول رہا ہوں!.... جیفرسن روڈ.... کھاد کی فیکٹری کے سامنے ریگل لاج ہے.... یہ عمارت تیمور ہی کی ملکیت ہے!.... یہ تینوں مجھے بے تحاشہ گالیاں دے رہے ہیں! اس لئے فوراً آؤ.... اس وقت میرے قبضے میں لاکھوں روپے کی کوکین ہے.... ہاں میری جان! کیوں مزہ آ گیا نا.... جلدی آؤ.... کئی راتوں سے پوری نیند نہیں نصیب ہوئی.... ہری اپ!“

”تت.... تو.... تم....!“ تیمور ہکلا کر رہ گیا!

”ہاں میں علی عمران! عرف عبدالمنان.... جو چاہو سمجھ لو! تم نے میرا نام تو پہلے ہی سنا ہو گا“ کمرے پر سکوت طاری ہو گیا۔

(۱۶)

دوسرے دن شام کو کیپٹن فیاض عمران کے فلیٹ میں داخل ہوا عمران اپنے نئے نوکر کو ڈارون کا مسئلہ ارتقا سمجھا رہا تھا! اور وہ اتنا منہمک تھا کہ اسے فیاض کے آنے کی خبر نہ ہوئی یا ہو گئی ہو عمران کی بات عمران ہی جانے! بہر حال اس کے انداز سے یہی ظاہر ہو رہا تھا کہ اسے فیاض کی آمد کا علم نہیں ہے!

وہ اپنے ان پڑھ نوکر سے کہہ رہا تھا! ”اب لیمارک اور ڈارون کے نظریات ارتقا کا فرق سمجھنے کی کوشش کرو! سمجھنے کی کوشش کرو گے!“

”جی ہاں صاحب!“ نوکر نے سعادت مندانہ انداز میں کہا! ”لیکن ایک صاحب آئے ہیں۔“

"چلو۔۔۔ سوپر۔۔۔ فیاض!" عمران دروازے کی طرف مڑ کر مسرت آمیز لہجے میں چیخا۔

"بھئی میں مخل ہوا!" فیاض مسکرا کر بولا "تم اس وقت اپنی زندگی کا ایک اہم کام انجام دے رہے تھے! بہرحال میں تمہیں ایک حیرت انگیز خبر سنانے آیا ہوں!"

"ہائیں کیا بچہ ہوا ہے تمہارے!" عمران پر مسرت لہجے میں چیخ کر کھڑا ہو گیا!

فیاض صرف برا سامنہ بنا کر رہ گیا! لیکن اس نے جیب سے ایک لفافہ نکال کر عمران کے سامنے ڈال دیا۔

عمران لفافے سے خط نکال کر بلند آواز میں پڑھنے لگا۔

"فیاض صاحب!

میں ارشاد آپ سے مخاطب ہوں! اخبارات میں تیمور اینڈ بارٹلے والوں کے جرائم کے متعلق پڑھنے کے بعد آپ کو یہ خط لکھ رہا ہوں۔ میں بھی اس فرم کا ایک حصہ دار تھا! لیکن ان کے غیر قانونی بزنس میں میری شراکت نہیں تھی! عرصے سے مجھے ان لوگوں پر شبہ تھا! لیکن میں کھل کر کوئی بات نہیں کہہ سکتا تھا کیونکہ میرے پاس اپنے دعوے کی دلیل میں کوئی ٹھوس ثبوت نہیں تھا! مجھے بعض ذرائع سے صرف اتنا معلوم ہو سکا تھا کہ وہ غیر قانونی طور پر منشیات کی درآمد اور برآمد کرتے ہیں! میں نے اپنا سرمایہ اس فرم سے نکالنے کی کوشش کی لیکن تیمور کے ہتھکنڈوں نے مجھے اس میں کامیاب نہ ہونے دیا! میں پولیس سے بھی شبے کا اظہار کر سکتا تھا۔ لیکن ظاہر ہے کہ مجھ سے ثبوت ضرور مانگا جاتا!۔۔۔ لہٰذا میں نے کافی غور و خوض کے بعد پولیس کو اس فرم کی طرف سے متوجہ کرنے کے لئے یہ سارا ڈرامہ مرتب کیا تھا! ہڈیوں کے ڈھانچے کی حقیقت تو آپ پر واضح ہو چکی ہے! اس کے علاوہ اور دوسری باتیں بھی سو فیصدی مہمل تھیں! راضیہ کے وینٹی بیگ میں میں نے ہی سانپ رکھوایا تھا! اور وہ سانپ قطعی بے ضرر تھا! میں جانتا تھا کہ وہ اس دن یقینی طور پر شور و ہنگامہ مچ جائے گا! بہرحال میں اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا! لیکن آپ کی کامیابی قابلِ رشک ہے! یہ سب کچھ کر ڈالنے کے باوجود بھی مجھے یقین نہیں تھا کہ پولیس ان کی غیر قانونی حرکتوں کا سراغ بھی پا لے گی! بہرحال میری طرف سے مبارکباد قبول فرمایئے میں دو تین دن بعد ارشاد منزل میں واپس آجاؤں گا!"

خط ختم کر کے عمران نے برا سامنہ بنایا پھر بولا۔ "یہ کھوسٹ یہی سمجھتا ہے کہ اس کی اس

حرکت کی بناء پر کامیابی ہوئی ہے! حالانکہ میں نے بہت پہلے تم سے کہا تھا!۔۔۔ تمہیں یاد ہوگا کہ میں نے تم سے کہا تھا کہ ارشاد والے معاملے کی جتنی زیادہ پبلسٹی ہو اتنا ہی اچھا ہے اور راضیہ کے وینٹی بیگ والے سانپ کی تشہیر خاص طور سے کی جائے!۔۔۔ کیونکہ مجھے پہلے ہی شبہ ہو گیا تھا کہ ارشاد اس طرح کسی خاص واقعے کی طرف اشارہ کرنا چاہتا ہے جس میں تیمور اینڈ بارٹلے والے ملوث ہیں!۔۔۔ تیمور اینڈ بارٹلے والوں کی کسی غیر قانونی حرکت کی طرف میں نے ارشاد کی اس حرکت سے پہلے ہی اشارہ کیا تھا۔۔۔ اور خدا کرے تمہاری عقل پر اتنے پتھر پڑیں کہ تم دوسری شادی کر کے اپنے موجودہ عہدے سے مستعفی ہو جاؤ!۔۔۔ تم میری گرفتاری کا وارنٹ لائے تھے۔۔۔ خدا تمہیں غارت کرے۔۔۔!"

فیاض خاموش ہی رہا! پھر تھوڑی دیر بعد بولا۔ "آخر ارشاد تنہا کیوں رہتا ہے!"

"ہاں! کیوں؟۔۔۔ یہ کوئی خاص بات نہیں۔ اسے آدمیوں سے زیادہ بلیاں، خرگوش، کتے اور پرندے پسند ہیں! آدمیوں میں صرف نوکر پسند ہوں گے، جو اس کی ہر بات بے چون و چرا تسلیم کر لیتے ہوں گے!۔۔۔"

"مگر مجھے اس کے لئے کچھ نہ کچھ تو کرنا ہی پڑے گا!" فیاض نے کہا!

"کچھ اپنے لئے بھی کرو سوپر فیاض!" عمران سنجیدگی سے بولا۔ "کوکین کی اسمگلنگ کے سلسلے میں ابھی تمہیں کسٹم میں بھی ایک پارٹی کا پتہ لگانا ہے۔۔۔ جس کی مدد کے بغیر تیمور کامیاب ہو ہی نہیں سکتا تھا! یقیناً اس پارٹی کے لوگ ایکس فائیو تھری نائین کی پیٹیوں کو انسپکشن سے بچائے رکھتے ہوں گے!۔۔۔"

"وہ سب ہو چکا ہے! تیمور کو سب کچھ اگلنا پڑا ہے۔ تین آدمی کسٹم سے بھی گرفتار کئے جا چکے ہیں!" فیاض نے کہا۔

"اچھا تو بس اب کھسک جاؤ! میں طلسم ہوشربا پڑھنے جا رہا ہوں!"

عمران نے کہا اور برا سامنہ بنا کر سر کھجانے لگا!

ختم شد

پیشرس

اس بار خطوط کی تعداد بھی پہلے سے زیادہ ہے۔ مشورے، تنقید اور تنقیص یکساں انداز کی باتیں۔ لہٰذا ان کے بارے میں کیا لکھوں۔ البتہ ایک صاحب نے کراچی سے مجھے للکارا ہے کہ میں خوابِ غفلت میں پڑا ہوا ہوں۔ قوم کو سدھارنے کی کوشش بھی کروں۔ آپ کا فرمانا بجا کہ میرے ہاتھ میں قلم ہے لیکن قوم اس قلم سے صرف کہانیوں کا نزول چاہتی ہے۔ اگر کبھی ایک آدھ جملہ کسی مثال کے طور پر بھی قلم سے رپٹ گیا تو قوم جھپٹ پڑتی ہے۔ "آخر آپ کو سیاست میں پڑنے کی کیا ضرورت ہے۔" اور میں ہکا بکا رہ جاتا ہوں کہ قوم کو کیا جواب دوں۔ کیونکہ جواب دینے کے سلسلے میں ایک ضخیم کتاب لکھنی پڑ جائے گی۔ پہلے تو قوم کو یہ بتانا پڑے گا کہ سیاست ہے کیا چیز، پھر عرض کرنا پڑے گا کہ میرے اس حقیر جملے کو اس کسوٹی پر پرکھیے۔ اگر اس میں ذرہ برابر بھی سیاست پائی جاتی ہو تو جو لیڈر کی سزا وہ میری سزا...... اور پھر بھائی اگر ملک میں سیاست دانوں کی کمی پائی جاتی ہو تو تھوڑا بہت کشٹ بھی اٹھا لیا جائے۔ مجھے تو بس کہانیاں لکھنے دیجئے۔ میری لیڈری آپ بھی تسلیم نہیں کریں گے۔ پھر خواہ مخواہ قوم کا وقت برباد کرنے سے کیا فائدہ۔ قوم کے لئے اس کے علاوہ اور کچھ نہیں کر سکتا کہ دعا کروں۔ "اے اللہ، اس قوم کو ایک آزاد اور منفرد قوم کی حیثیت سے ہمیشہ قائم رکھیو۔" آخر میں ان صاحب نے پوچھا ہے کہ لیڈر کی صحیح تعریف کیا ہے؟ بڑا بے ڈھب سوال کیا ہے آپ نے۔ میرے پاس اس کا کوئی جواب نہیں البتہ اکبر الٰہ آبادی نے اپنے زمانے کے لیڈر کی تعریف یوں کی ہے۔

یوسف کو نہ دیکھا کہ حسیں بھی ہے جواں بھی
شاید نرے لیڈر تھے زلیخا کے میاں بھی

(1)

عمران نے جھلا کر ریسیور پٹخ دیا...... اسے اس فون سے نفرت ہو گئی تھی.... تین چار دن سے وہ بیکار بیٹھا مکھیاں مار رہا تھا۔ اس پر کچھ تو "بیکاری" سوار تھی اور کچھ فون.... فون یوں سوار تھا کہ شہر کی ایک لڑکی نے اس سے فون پر محبت شروع کر دی تھی.... وقت بے وقت رنگ کر کے اسے خواہ مخواہ بور کرتی تھی۔

عمران نہیں جانتا تھا کہ وہ کون ہے۔ کیسی ہے۔ کہاں رہتی ہے.... بس اس نے اس سے فون پر محبت شروع کر دی تھی۔

اس وقت تو عمران کو خاص طور پر غصہ آیا تھا۔ اس نے رنگ کر کے "ہیلو!" کہا۔ پھر جلدی سے بولی۔ "اوہ ڈیڈی ادھر آ رہے ہیں!" اور سلسلہ منقطع کر دیا۔ پہلے تو عمران کا دل چاہا کہ ریسیور اپنے سر پر مار لے لیکن پھر اسے کپ پر ہی پٹخنے پر اکتفا کرنی پڑی۔

شاید آدھے ہی منٹ بعد گھنٹی پھر بجی.... عمران سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ پھر وہی ہو گی۔ اس نے ریسیور اٹھا لیا۔

"ہیلو!" دوسری طرف سے مترنم سی آواز آئی۔

"ہائیں! پھر؟" عمران آنکھیں پھاڑ کر بولا۔

"جی ہاں! ابھی گئی تھی شاید ڈیڈی اس طرف آئیں گے۔"

"خدارا مجھے اپنے ڈیڈی ہی کا نام اور پتہ بتا دیجئے!" عمران نے گھگھیا کر کہا۔

"ہرگز... نہیں! اوہ... آپ میری محبت کا خون کریں گے۔ میں آپ کو اچھی طرح جانتی ہوں۔"

"ابے او.... سلیمان!" عمران حلق پھاڑ کر چیخا۔

"جی!" فون سے آواز آئی۔

"آپ سے نہیں۔" عمران جھنجھلا کر بولا۔ "میں اپنے نوکر کو پکار رہا تھا۔"

دوسری طرف سے چیخنے کی آواز آئی۔ پھر کہا گیا۔ "آپ اتنے بیدرد کیوں ہیں!"

عمران نے ریسیور سلیمان کو تھما دیا۔۔۔ سلیمان سمجھا شاید کہیں سے اس کا فون آیا ہے۔

اس نے ماؤتھ پیس میں کہا۔ "جی!"

پھر حیرت سے آنکھیں پھاڑے ہوئے کچھ دیر تک سنتا رہا۔ اس کے چہرے پر بوکھلاہٹ کے آثار تھے۔۔۔ اس نے پھنسی پھنسی سی آواز میں کہا۔

"جی صاب! میں سلیمان بول رہا ہوں۔"

"پتہ نہیں دوسری طرف سے کیا کہا گیا تھا۔ بہرحال جب وہ ریسیور رکھنے لگا تو اس کا ہاتھ بری طرح کانپ رہا تھا۔

"کیوں بے۔۔۔ یہ کون تھی؟" عمران نے گرج کر پوچھا۔

"صاحب! میں کیا جانوں؟"

"صاحب کے بچے تم نے نامحرم عورتوں سے عشق لڑا لڑا کر میرا فون نجس کر دیا ہے۔"

"ارے۔۔۔ اللہ قسم صاحب۔۔۔ میں تو جانتا بھی نہیں!"

"پھر وہی بکواس! ازوری اور چیدہ سوری۔۔ ررر۔۔ سوری اور زینہ چوری۔۔۔ کیا کہتے ہیں بے؟"

"چوری اور سینہ زوری!" سلیمان جلدی سے بولا۔

"ہاں پھر۔۔۔ بول۔۔۔"

"میں نہیں جانتا صاحب کہ کون تھی۔"

"ہائیں تو کیا اور جنوں ہیں؟" عمران آنکھیں پھاڑ کر بولا۔

"نہیں صاحب۔۔۔ قسم لے لیجئے۔"

"شوپنہار کو پڑھا ہے تو نے؟"

"نہیں صاحب۔۔۔!"

"نطشے کو۔۔۔؟"

"کون سے نقشے کو؟"

"بالکل جاہل ہے۔۔۔ ابے نقشے نہیں نطشے۔۔۔ جرمن فلاسفر۔۔۔ نطشے۔۔۔"

"صاحب۔۔۔ آپ کچھ بھول گئے ہیں!" سلیمان جلدی سے بولا۔

"کیا بھول گیا ہوں!"

"یہی کہ آپ آج مجھے دن بھر کی چھٹی دے دیں گے۔۔۔ کل آپ نے وعدہ کیا تھا۔"

"دفع ہو جاؤ۔۔۔ لیکن کان کھول کر سن لے۔۔۔ عشق و شق کا چکر چھوڑ دے۔۔۔ ابھی تیرے بال بچے بھی نہیں ہوئے ہیں۔۔۔ برباد ہو جاؤ گے۔۔۔ گٹ آؤٹ!"

سلیمان سر کھجاتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔

آج کل عمران فلیٹ میں تنہا تھا۔۔۔ روشی نے دوسرا فلیٹ لے لیا تھا۔۔۔ اور اب وہیں رہتی تھی۔۔۔ عمران جیسے آدمی کو برداشت کرلینا ہر ایک کے بس کا روگ نہیں ہوتا۔

عمران نے اپنے گھر کی شکل مہینوں سے نہیں دیکھی تھی۔۔۔ رحمان صاحب کا حکم تھا کہ اسے گھر میں گھسنے ہی نہ دیا جائے۔۔۔ ویسے وہ ادھر سے گذرتا ضرور تھا۔ پھاٹک پر رک کر چوکیدار کو غالب کے دو چار اشعار سناتا۔۔۔ کنفیوشس کے اقوال دہراتا اور خودی کا فلسفہ سمجھاتا ہوا گذر جاتا۔ البتہ اس کے خاص نوکر سلیمان نے اس کا ساتھ نہیں چھوڑا۔۔۔ رحمان صاحب کی ملازمت ترک کر کے وہ بھی عمران کے پاس پہنچ گیا تھا۔

روشی کے چلے جانے کے بعد عمران نے "ادارہ شادی و طلاق" کا بورڈ ہٹوا دیا تھا اور اب اس کی جگہ ایک سادہ بورڈ نے لے لی تھی۔۔۔ جب وہ فلیٹ میں داخل ہونے لگتا تو اس پر چاک سے لکھ دیتا۔

"علی عمران ایم ایس سی، پی ایچ ڈی (آکسن)"

جب فلیٹ سے کہیں باہر جانے لگتا تو اسے مٹا کر لکھ دیتا۔

"سلیمان (اس نالائق کے پاس کوئی ڈگری نہیں ہے)"

پڑوسی دیکھتے اور ہنستے۔۔۔ سلیمان میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ وہ اسے مٹا دیتا۔

محکمہ سراغرسانی کا سپرنٹنڈنٹ کیپٹن فیاض اسی حیص بیص میں پڑا ہوا تھا کہ عمران کا تعلق ہوم ڈیپارٹمنٹ سے ہے بھی یا نہیں!۔۔۔

ویسے وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ عمران کے لئے کوئی خاص جگہ پیدا کی گئی ہوگی۔۔۔ اور اس

کی دانست میں ہوم سیکرٹری سر سلطان ایسے نہیں تھے کہ عمران جیسے خر دماغ آدمی کو منہ لگاتے۔

بہر حال یہ کسی کو بھی نہیں معلوم تھا کہ آج کل عمران کا ذریعہ معاش کیا ہے.... اور خود عمران؟.... عمران کا خیال یہ تھا کہ ذریعہ معاش سرے سے کوئی چیز ہی نہیں ہے۔ اگر کوئی لڑکی فون پر پیچھے پڑ جائے تو ذریعہ معاش کا پس ماندہ کسی یتیم خانے ہی کے ہاتھ لگ سکتا ہے.... فون کی گھنٹی پھر بجی۔

اور اس نے ریسیور اٹھا کر ہانک لگائی۔ "میں عمران کا باپ رحمان بول رہا ہوں۔"

لیکن اب جو غور سے سنا تو وہ کسی لڑکی کی آواز نہیں تھی.... بلکہ شاید کہیں سے غلط کنکشن ہو گیا تھا.... دو آدمی گفتگو کر رہے تھے۔ اور عمران ایک ایک لفظ سن رہا تھا۔

ایک طرف سے بولنے والا یقیناً کسی تکلیف میں مبتلا تھا کیونکہ اس کے منہ سے بار بار کراہ نکل جاتی تھی۔

"میں نے....!" آواز آئی "بدقت تمہیں فون کیا ہے.... اوف.... اوہ.... میرے ہاتھ پیر ایک کرسی میں جکڑے ہوئے ہیں۔"

"پھر تم نے نمبر کیسے ڈائیل کئے؟" دوسری آواز آئی۔

پہلی آواز۔ "اوہ.... بمشکل تمام کرسی سمیت کھسکتا ہوا میز تک آیا.... میز پر پڑی ہوئی ایک پنسل دانتوں میں دبائی.... اور اسی سے نمبر ڈائیل کئے.... ریسیور کو سر سے پہلے ہی میز پر گرا لیا تھا اور اب وہ جس پوزیشن میں ہے اس سے مجھے تمہاری آواز صاف سنائی دے رہی ہے.... اور میری گردن ٹوٹی جا رہی ہے.... میں نہیں جانتا کہ.... یہ عمارت کہاں ہے...."

دوسری آواز "تم وہاں پہنچے کس طرح؟...."

پہلی آواز.... "میری گردن ٹوٹ رہی ہے.... یہ پھر بتاؤں گا.... کچھ کرو.... کمرے کی ساری کھڑکیاں اور دروازے بند ہیں.... ٹھہرو!"

دوسری آواز "لیکن جب یہی نہیں معلوم کہ عمارت کہاں ہے؟"

"پہلی آواز "ارے سنو بھی تو ٹھہرو! میں تمہیں اس فون کا نمبر بتاتا ہوں۔"

آواز آنی بند ہو گئی۔ لیکن عمران ریسیور کان سے لگائے رہا۔

کچھ دیر بعد آواز آئی.... "اس کا نمبر تھری ون ایٹ سکس ناٹ ہے.... ڈائرکٹری میں

دیکھو کہ یہ نمبر کس کا ہے.... پتہ چل جائے گا لیکن اب یہاں فون مت کرنا.... کیونکہ میں ریسیور کو کسی طرح بھی کپ پر رکھ کر سلسلہ منقطع نہیں کر سکتا۔"

دوسری آواز "اچھا!.... میں کوشش کرتا ہوں۔"

سلسلہ منقطع ہو گیا.... عمران نے جھپٹ کر ٹیلیفون ڈائرکٹری اٹھائی۔

نمبر کی تلاش آسان کام نہیں تھا.... پھر بھی وہ بڑی تیزی سے ورق گردانی کرتا رہا....

اسی دوران میں فون کی گھنٹی پھر بجی.... اور عمران نے ریسیور اٹھا لیا۔

"ہیلو!" دوسری طرف سے آواز آئی.... اور یہ اسی لڑکی کی آواز تھی۔

عمران برا سا منہ بنا کر بولا "ہیلو! یتیم خانہ.... انجمن سادات!"

"اوہ.... معاف کیجئے گا" دوسری طرف سے آواز آئی.... اور یہ سلسلہ منقطع کر دیا گیا۔

عمران ریسیور رکھ کر پھر ڈائرکٹری کی ورق گردانی کرنے لگا۔ اور اس بار اسے وہ نمبر مل گیا لیکن اس کی حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی جب اس نے دیکھا کہ وہ نمبر.... ہوم ڈیپارٹمنٹ کے سیکرٹری سر سلطان کے نجی ٹیلیفون کا ہے۔

عمران بڑی تیزی سے اپنا سر سہلانے لگا.... اتنے میں فون کی گھنٹی پھر بجی اور عمران سر سہلاتے سہلاتے ہاتھ روک کر اپنے سر پر طمانچے مارنے لگا۔

اس بار اس نے ریسیور نہیں اٹھایا۔ گھنٹی بجتی رہی اور وہ باہر جانے کے لئے لباس تبدیل کرتا رہا.... آخر گھنٹی بجنی بند ہو گئی اور عمران میز پر سے فلیٹ ہیٹ اٹھا کر باہر آیا۔

لیکن وہ اس وقت بھی سائن بورڈ پر سے اپنا نام مٹانا نہیں بھولا۔ چونکہ سلیمان اندر موجود نہیں تھا۔ اس نے اپنا نام مٹا کر اس کا نام لکھنے بجائے لکھ دیا "اللہ کا فضل ہے۔"

پھر فلیٹ کو مقفل کر کے وہ پیدل ہی اس طرف چل پڑا جہاں اس نے ایک گیراج کرائے پر لے رکھا تھا۔

گیراج سے اپنی ٹو سیٹر نکالی اور سر سلطان کے بنگلے کی طرف روانہ ہو گیا۔

(۲)

آج سر سلطان کی طبیعت کچھ مضمحل سی تھی۔ اس لئے وہ آفس نہیں گئے تھے وہ اس وقت برآمدے ہی میں ایک آرام کرسی پر نیم دراز اخبارات کے صفحات الٹ پلٹ رہے تھے۔ آج کی

خبریں پڑھ چکے تھے۔ دو ایک چھوٹے موٹے مضامین بھی دیکھ ڈالے تھے اور اب ایڈیٹر کے نام پڑھنے والوں کے خطوط سے گزر کر اشتہارات دیکھ رہے تھے کہ عمران کی ٹو سیٹر کمپاؤنڈ میں داخل ہوئی۔ اور پھر جب انہوں نے عمران کو دیکھا تو ان کے چہرے پر حیرت کے آثار نظر آنے لگے۔

"تم یہاں کیسے؟" انہوں نے پوچھا۔ عمران ابھی برآمدے میں بھی داخل نہیں ہو پایا تھا۔

"میں یہ پوچھنے کے لئے حاضر ہوا ہوں کہ آپ کے پاس پڑوس میں کوئی بنگلہ تو خالی نہیں ہے؟"

"کیا؟" سر سلطان اسے چند لمحے گھورتے رہے پھر بولے "تم مجھ سے سنجیدگی سے گفتگو کیا کرو۔ ورنہ دونوں کان اکھاڑ لوں گا۔"

"خدا کی قسم میں بالکل سنجیدہ ہوں جناب! اور میری یہ پیشن گوئی ہے کہ آپ مستقبل قریب میں کسی پریشانی میں مبتلا ہونے والے ہیں۔"

"میں نہیں سمجھا.... بیٹھ جاؤ....!"

"بیٹھنے کا وقت نہیں ہے جناب! ہمیں جلدی کرنی چاہئے۔"

"عجیب آدمی ہو! کیا بک رہے ہو؟"

"آپ کا فون نمبر تھری ون ایٹ سکس ناٹ ہے نا!"

"ہاں یہی ہے!.... لیکن...."

"کوئی بنگلہ خالی ہے.... یقیناً ہوگا...."

"جب تک پوری بات نہیں بتاؤ گے....!" سر سلطان جملہ پورا کرنے کی بجائے اسے گھورنے لگے۔ انہیں عمران کے انداز گفتگو پر حیرت تھی۔ اس نے آج تک ان سے اس طرح بے تکلفی سے گفتگو نہیں کی تھی۔

عمران کم سے کم الفاظ میں ٹیلیفون کا واقعہ دہرانے کی کوشش کرنے لگا۔

"مجھے حیرت ہے.... کہیں کسی نے کسی سے مذاق نہ کیا ہو....!" سر سلطان نے کہا۔

"آپ کے دشمنوں کی کمی نہیں ہے.... اس کا اعتراف تو آپ کو ہوگا۔"

"ہاں.... آں ٹھیک ہے.... لیکن ایک ہی نمبر کے دو فون.... یہ ناممکن ہے.... ویسے میرے بنگلے کی پشت ہی پر ایک بنگلہ خالی ہے۔"

"تو پھر جلدی کیجئے.... شاید ہمیں اس کا قفل توڑنا پڑے۔"

"اس کی کنجی میرے پاس ہی ہے۔" سر سلطان نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"وہ میرے ایک عزیز کی ملکیت ہے.... اور کرائے کے لئے خالی ہے!"

"فون بھی ہے!.... وہاں!"

"نہیں.... اب تو نہیں ہے! پہلے کبھی تھا۔"

"اچھا تو میں بنگلے کی پشت پر چلتا ہوں۔" عمران اٹھتا ہوا بولا۔

سر سلطان اٹھ کر اندر چلے گئے.... عمران بنگلے کی پشت پر آیا۔

دوسرے بنگلے کا فاصلہ زیادہ نہیں تھا.... عمران نے ٹیلیفون کے تاروں پر نظر ڈالی.... اور.... ہونٹوں کو دائرے کی شکل دے کر سر ہلانے لگا۔ اتنے میں بنگلے کی کنجی اس کے پاس پہنچ گئی۔ سر سلطان خود نہیں آئے تھے۔ کنجی ایک نوکر کے ہاتھ بھجوا دی تھی۔

"صاحب سے کہو وہ خود تشریف لائیں۔" عمران نے کہا۔

"میں کیسے کہوں صاحب؟" نوکر بولا۔

"ٹھہرو!" عمران نے جیب سے نوٹ بک نکالی۔ اس پر کچھ لکھا اور کاغذ پھاڑ کر نوکر کے ہاتھ میں دیتا ہوا بولا۔ "نہیں کہہ سکتے تو یہ انہیں دے دینا.... جلدی کرو۔"

نوکر چلا گیا.... عمران مضطربانہ انداز میں وہیں ٹہلتا رہا۔ اس کے چہرے پر الجھن کے آثار تھے.... اور وہ بار بار اس تار کی طرف دیکھنے لگتا تھا جو سر سلطان کے بنگلے کے تار کے کھمبے سے دوسرے بنگلے کی دیوار تک پھیلا ہوا تھا۔

اسے تقریباً تین یا چار منٹ تک سر سلطان کا انتظار کرنا پڑا! سر سلطان آئے ضرور.... مگر کچھ جھنجھلائے ہوئے سے معلوم ہو رہے تھے۔

"میں پھر کہتا ہوں کسی نے مذاق کیا ہوگا۔" انہوں نے کہا۔

"مگر یہ ملاحظہ فرمائیے!" عمران اوپر کی طرف انگلی اٹھا کر بولا۔ "اس سلسلے کا کیا مطلب ہو سکتا ہے.... آپ کے دائرے پول سے یہ کنکشن کیسا؟"

"اوہ.... ہو!" سر سلطان کے ہونٹ حیرت سے کھل گئے۔ پھر وہ عمران کی طرف خالی الذہنی کے سے انداز میں دیکھتے رہنے کے بعد بولے "بڑی عجیب بات ہے!"

"بس اب آئیے...." عمران دوسرے بنگلے کی طرف بڑھتا ہوا بولا۔

وہ دونوں چکر کاٹ کر بنگلے کے برآمدے کے سامنے پہنچے اور جیسے ہی وہ آگے بڑھے.....
ایک بار پھر سلطان کی آنکھوں سے حیرت جھانکنے لگی۔

"ہیں..... یہاں تو قفل پڑا ہوا تھا!" وہ بڑبڑائے۔

عمران ان کی طرف دھیان دیے بغیر آگے بڑھتا چلا گیا..... اب سر سلطان کی رفتار بھی تیز ہو گئی تھی۔ عمران نے صدر دروازے پر رک کر اس کے بولٹ کو غور سے دیکھا اور جیب سے رومال نکال کر اپنے ہاتھ پر لپیٹ لیا۔ پھر اسی ہاتھ سے دروازے کو دھکا دیتا ہوا اندر داخل ہو گیا۔ سر سلطان خاموش تھے۔

"ذرا ان نشانات کے خیال رکھیے گا۔" عمران نے گرد آلود فرش کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ جس پر کسی کے پیروں کے نشانات بہت واضح تھے۔

شاید یہ بنگلہ بہت دنوں سے خالی تھا۔ کیونکہ اس کی دیواریں بھی گرد آلود تھیں۔

عمران پیروں کے نشانات دیکھتا ہوا آگے بڑھتا رہا۔ حتیٰ کہ وہ ایک کمرے کے دروازے پر ختم ہو گئے۔ عمران رک گیا کیونکہ دروازہ بند تھا۔ اس نے مڑ کر سر سلطان کی طرف دیکھا جو اسے پہلے ہی سے گھور رہے تھے۔

"کیا..... ؟ آپ میرے متعلق کوئی غلط بات سوچ رہے ہیں!" عمران نے پوچھا۔

"نہیں..... لیکن..... دروازہ کھولو!"

"آپ کی اجازت ہے!" عمران نے آہستہ سے بڑبڑا کر اسی ہاتھ سے دروازے کو دھکا دیا جس پر رومال لپٹا ہوا تھا۔

دروازہ کھل گیا اور سر سلطان عمران کو ایک طرف ہٹا کر مضطربانہ انداز میں اندر داخل ہو گئے۔ پھر دونوں ہی تحیر آمیز نظروں سے کمرے کا جائزہ لے رہے تھے۔ کسی کے منہ سے ایک لفظ بھی نہیں نکلا۔

میز کے قریب ایک کرسی الٹی پڑی تھی اور اس کے نیچے بہت سا تازہ خون تھا۔ رسی کے ٹکڑے ادھر ادھر پھیلے ہوئے تھے۔

"لیکن..... لاش..... ؟" سر سلطان نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"لاش!..... " عمران کچھ سوچتا ہوا بولا۔ "پتہ نہیں..... لیکن اس نے کسی کو آپ کے فون

کا نمبر بتایا تھا..... لہٰذا یہ آپ کے خلاف کسی قسم کی سازش ہی ہو سکتی ہے۔"

"میرے خلاف..... ؟"

"جی ہاں! بہتر یہی ہے کہ آپ پولیس کو فون پر مطلع کر دیں۔ میں یہیں ہوں۔ آپ جائیے..... لیکن یہاں کوئی ٹیلیفون موجود نہیں ہے۔ شاید وہ جلدی میں دیوار والا کنکشن الگ نہیں کر سکے..... یہ چیز آپ کے حق میں بہتر ہوئی ہے۔"

"کیا چکر ہے بھئی! میں کچھ نہیں سمجھ سکتا۔" سر سلطان نے اکتائے ہوئے انداز میں کہا۔

"آپ فون کر دیجیے! کیا آپ کو مجھ پر اعتماد نہیں ہے؟"

سر سلطان چند لمحے کچھ سوچتے رہے..... پھر وہاں سے چلے گئے۔

عمران تھوڑی دیر تک بے حس و حرکت کھڑا کچھ سوچتا رہا۔ پھر میز کے قریب آ کر اس پر جھک پڑا..... معلوم نہیں وہ کیا دیکھ رہا تھا۔

اچانک وہ چونک پڑا۔ یقیناً وہ دوڑتے ہوئے قدموں ہی کی آواز تھی اور کوئی اسی طرف آ رہا تھا۔ عمران تیزی سے دروازے کی جانب بڑھا۔

یہ سر سلطان تھے..... دروازے کے قریب آ کر وہ اچانک رک گئے اور اب ان کے اضطرار زدہ چہرے پر خفت کے آثار بھی تھے جیسے انہیں احساس ہو کہ اس طرح دوڑنا ان کی سی شخصیت کے آدمی کو زیب نہیں دیتا۔

"واقعی..... عمران!" وہ ہانپتے ہوئے بولے۔ "سازش۔"

"کیا ہوا؟"

"لاش!"

"کہاں؟"

"میرے پائیں باغ میں..... چلو!" وہ پھر تیزی سے مڑ گئے۔

عمران ان کے پیچھے دوڑ رہا تھا۔ آج سے پہلے کبھی اسے سر سلطان کو اس حال میں دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوا تھا۔ کسی زمانہ میں ان کا فوجی کیریئر بھی رہ چکا تھا..... اور اب بڑھاپے میں بھی وہ کم از کم اتنے کمزور دل تو نہیں ہو سکتے تھے کہ ایک لاش دیکھ کر اس طرح بدحواس ہو جاتے۔

عمران ان کے ساتھ دوڑتا ہوا پائیں باغ میں آیا اور یہاں اس نے گلاب کی جھاڑیوں میں

ایک لاش دیکھی چونکہ وہ اوندھی پڑی ہوئی تھی۔ اس لئے وہ چہرہ نہ دیکھ سکا۔ لیکن پشت میں گھسے ہوئے خنجر کا دستہ تو بہر حال صاف نظر آ رہا تھا۔

عمران سر سلطان کی طرف مڑا جو کسی معصوم بچے کی طرح کھڑے پلکیں جھپکا رہے تھے.... ان کے ستے ہوئے چہرے پر بدحواسی کی کوئی علامت باقی نہیں رہ گئی تھی۔

"آپ نے فون نہیں کیا؟" عمران نے پوچھا۔

"نہیں۔ اسکی نوبت ہی نہیں آئی" سر سلطان نے اپنے خشک ہونٹوں پر زبان پھیر کر کہا "لیکن"

عمران اس "لیکن" کے بعد والے جملے کا منتظر رہا۔ مگر سر سلطان نے اس سے آگے اور کچھ نہیں کہا۔

"آپ شائد کچھ کہنا چاہتے تھے۔" عمران بولا۔

"میری سمجھ میں نہیں آ رہا کہ میں کیا کروں۔" سر سلطان دونوں ہاتھوں سے سر پکڑ کر لان پر بیٹھ گئے اور آنکھیں بند کر لیں۔

"میں نے آج سے قبل کبھی آپ کو اس حال میں نہیں دیکھا۔ آخر آپ پریشان کیوں ہیں؟ یہاں صرف لاش کی موجودگی یہ ثابت نہیں کر سکتی کہ آپ قتل کے مرتکب ہوئے ہیں۔"

"ہم ادھر ہی سے گزر کر وہاں گئے تھے۔" سر سلطان نے کہا۔

"جی ہاں!"

"لیکن یہ لاش اس وقت یہاں نہیں تھی۔"

"نہ رہی ہو گی۔" عمران نے لاپرواہی سے کہا "میں دراصل آپ کی پریشانی کی وجہ معلوم کرنا چاہتا ہوں۔"

"اوہ.... مجھے فون کر دینا چاہئے۔" سر سلطان نے اٹھتے ہوئے کہا۔

عمران انہیں بہت غور سے دیکھ رہا تھا وہ لڑکھڑاتے ہوئے قدموں سے برآمدے کی طرف چلے گئے۔

(۳)

پولیس کی کارروائی ختم ہو جانے کے بعد عمران نے سر سلطان سے کہا "آپ کچھ چھپا رہے ہیں!"

"کیا چھپا رہا ہوں؟" سر سلطان دفعتاً چونک پڑے اور ان کے چہرے کی زردی بڑھ گئی۔

"مقتول آپ کے لئے گمنام تھا؟"

"قطعی گمنام تھا۔"

"پھر سمجھ میں نہیں آتا کہ مجرم کی اس حرکت کا کیا مقصد ہو سکتا ہے!.... ظاہر ہے کہ آپ پر شبہ بھی نہیں کیا جا سکتا۔"

سر سلطان خاموش رہے اور عمران کہتا رہا "اگر آپ کے خلاف کسی قسم کی سازش ہے تو اسے دوسری شکل میں ہونا چاہئے تھا۔ یعنی آپ اس صورت میں مقتول سے نہ صرف واقف ہوتے بلکہ دوسروں کو بھی اس کا علم ہوتا کہ آپ کے اور اس کے تعلقات اچھے نہیں تھے۔"

"ٹھیک ہے!"

"پھر آپ کی پریشانی فضول ہے۔"

"میں کیا بتاؤں.... کہ...." وہ پھر کچھ کہتے کہتے رک گئے۔

اور عمران موضوع بدل کر بولا.... "اب میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں۔"

"تم.... میں خود نہیں بتا سکتا کہ تم اس سلسلے میں کیا کر سکو گے۔"

"ممکن ہے کچھ کر ہی سکوں۔ لیکن اسی صورت میں جب کہ آپ مجھے کسی معاملے میں بھی اندھیرے میں نہ رکھیں۔" عمران نے کہا۔

سر سلطان کچھ سوچنے لگے۔ پھر انہوں نے کہا۔ "دیکھو عمران!.... میں اس سے زیادہ اور کچھ نہیں چاہتا کہ تم قاتل کو ڈھونڈ نکالو۔"

"میں اس کے لئے حاضر ہوں۔ لیکن اس صورت میں بھی آپ میرے کچھ سوالات کے جواب دینے پر مجبور ہوں گے.... میں اس بے تکلفی کی معافی چاہتا ہوں۔"

"کوئی بات نہیں!" سر سلطان نے مسکرانے کی کوشش کی۔ وہ آہستہ آہستہ خود پر قابو پا رہے تھے.... دیر ہوئی لاش وہاں سے اٹھ چکی تھی اور پولیس والے بھی جا چکے تھے۔

"اس دوران میں آپ کا کسی سے جھگڑا ہوا ہے؟" عمران نے پوچھا۔

"نہیں قطعی نہیں۔"

"کیا آپ کی ترقی کے سلسلے میں کسی دوسرے کی حق تلفی ہوئی ہے؟"

"نہیں یہ بات بھی نہیں ہے۔"

"پھر بتائیے قاتل کیسے پکڑا جا سکتا ہے۔" عمران نے تشویش آمیز لہجے میں کہا۔ "نہ آپ کسی کے دشمن نہ کوئی آپ کا دشمن۔ مقتول آپ کے لئے اجنبی۔ ایک ایسے مکان میں اسے قتل کیا گیا جس کی کنجی آپ ہی کے پاس تھی اور پھر اسے آپ کے پائیں باغ میں ڈال دیا گیا آپ خود سوچئے..... میں کسی الجھن میں پڑ سکتا ہوں؟"

سر سلطان کچھ نہیں بولے۔ عمران بڑے غور سے ان کا چہرہ دیکھ رہا تھا۔ اسے یقین تھا کہ وہ کچھ نہ کچھ ضرور چھپا رہے ہیں۔

عمران نے کہا۔

"آپ کے ٹیلیفون کے تار کے کھمبے سے کنکشن لیا گیا تھا اور فون..... اب آپ سوچئے کہ وہاں آخر ٹیلیفون کا ڈرامہ کھیلنے کی کیا ضرورت تھی!..... اگر آپ سوچیں تو اسی نتیجے پر پہنچیں گے کہ قاتل بھی چاہتا تھا..... کیا نام..... جی ہاں..... مطلب یہ کہ قاتل چاہتا تھا کہ مرنے سے پہلے مقتول کسی نہ کسی کو فون ضرور کر دے..... اس کے لئے اس نے آپ کا فون نمبر منتخب کیا آہا..... اچھا اب میں کچھ نہ پوچھوں گا..... ابھی میرے ہاتھ میں ایک کارڈ موجود ہے..... یعنی وہ آدمی جسے فون کیا گیا تھا..... میری ہی طرح غالباً اسے بھی ڈائرکٹری میں آپ کا نمبر دیکھ کر حیرت ہوئی ہو گی..... یا نہ ہوئی ہو..... خدا جانے....."

"لیکن تم اسے تلاش کیسے کرو گے..... تمہیں کیا معلوم کہ مقتول نے کس نمبر پر رنگ کیا تھا۔"

"جی ہاں یہ تو نہیں معلوم مگر..... دیکھئے..... میں کوشش کروں گا۔"

اس کمرے میں عمران اور سر سلطان کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا لیکن اس کا یہ مطلب تو نہیں تھا کہ گھر کے دوسرے افراد کو اس حادثے کی کوئی فکر ہی نہ رہی ہو۔ اس کمرے سے ملحقہ سارے کمروں سے لوگوں کی آوازیں آ رہی تھیں تقریباً سبھی پریشان رہے ہوں گے۔

لیکن وہ یہاں اس کمرے میں آنے کی ہمت نہیں کر سکتے تھے..... کیونکہ سر سلطان ان لوگوں میں سے تھے جن کے متعلق کہا جاتا ہے کہ ناک پر مکھی بھی نہیں بیٹھنے دیتے۔

"اچھا تو اب مجھے اجازت دیجئے.....!" عمران نے سر سلطان کی طرف دیکھے بغیر کہا۔

"اچھی بات ہے۔" سر سلطان نے اٹھ کر اس کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

جیسے ہی وہ اٹھے ان کے کپڑوں سے ایک چھوٹی سی تصویر نکل کر فرش پر گر پڑی..... اور وہ

بڑی پھرتی سے اسے اٹھانے کے لئے جھکے..... عمران کا ہاتھ مصافحے کے لئے پھیلا ہی رہ گیا..... لیکن تصویر پر اس کی نظر پڑ ہی گئی۔ حالانکہ سر سلطان نے اسے اٹھانے میں جلدی کی تھی۔

عمران کو ایسا محسوس ہوا جیسے سر سلطان ذہنی فتور میں مبتلا ہوں..... یہ تصویر الو کی تھی..... کیمرہ فوٹو..... الو کی تصویر جسے شاید سر سلطان اپنے کپڑوں میں چھپائے ہوئے تھے۔

انہوں نے عمران کی طرف چوروں کی طرح دیکھا اور جھینپتے ہوئے انداز میں مسکرا پڑے۔

"اپنے معاملات..... آدمی خود ہی سمجھ سکتا ہے....." عمران آہستہ سے بڑبڑایا "ایسے ہی واقعات میری کھوپڑی الٹ دیتے ہیں۔ میں پاگل ہو جاتا ہوں۔ پھر لوگوں کو مجھ سے شکایت ہوتی ہے۔"

"کیا بات ہے؟"

"میں اس تصویر کے متعلق کچھ پوچھنا چاہتا ہوں کیونکہ اس کی پشت پر خون کا چھوٹا سا دھبہ موجود ہے اور شاید کچھ تحریر بھی ہے۔"

سر سلطان نے ایک لمبی سی سانس لی اور آرام کرسی میں گر گئے۔

"بتا سکتا ہوں۔ لیکن تم مجھے پاگل سمجھو گے!" انہوں نے تھوڑی دیر بعد کہا۔

"میں وعدہ کرتا ہوں کہ نہ سمجھوں گا۔" عمران نے کسی ایسے نا سمجھ بچے کے سے انداز میں کہا جو ہر حال میں اپنی بات منوا لینے پر تل گیا ہو۔

سر سلطان نے وہ تصویر اس کی طرف بڑھا دی..... عمران ان کے قریب ہی ایک کرسی پر بیٹھ کر اسے دیکھنے لگا..... تصویر کی پشت پر خون کا دھبہ بہت نمایاں تھا..... اور ابھی اس کی رنگت میں زیادہ تبدیلی نہیں واقع ہوئی تھی..... اور وہ تحریر..... معنی خیز بھی تھی..... اور مضحکہ انگیز بھی..... صرف تین لفظ تھے..... "رات..... کا..... شہزادہ"

"کسی ذہین بچے کی شرارت"..... عمران سر سلطان کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔

"لیکن مجھے یہ تصویر اسی لاش پر رکھی ہوئی ملی تھی۔" سر سلطان نے کہا۔

"آج وہ بچہ رات کو سوتے وقت ضرور ڈرے گا۔" عمران سنجیدگی سے بولا..... پھر الوؤں کی طرح دیدے نچا کر کہنے لگا۔ "جناب والا!..... اگر یہ لاش پر ملی تھی..... تو آپ اسے اب تک چھپائے کیوں رہے..... میں حقیقتاً اب صرف یہی معلوم کرنا چاہتا ہوں۔"

"کیا تم بھی مجھ پر کسی قسم کا شبہ کر سکتے ہو؟" سر سلطان نے کہا۔

عمران کرسی کا ہتھا کھٹکھٹاتا رہا۔ کچھ بولا نہیں۔ لیکن وہ اب بھی سر سلطان کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔

"بس اب جاؤ!" دفعتاً سر سلطان نے اکتائے ہوئے لہجے میں کہا۔ "میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں یہ بات کہاں سے شروع کروں!"

"اگر آپ کی سمجھ میں نہیں آتا...... تو پھر مجھے ہی شروع کرنے کی اجازت دیجئے۔" عمران نے کہا۔

"کیا؟"

"اس تصویر کے متعلق...... میں اپنی یادداشت پر زور دے سکتا ہوں۔"

"تو کیا تم اسکے بارے میں کچھ جانتے ہو!" یک بیک سر سلطان سیدھے ہو کر بیٹھ گئے۔

"یقیناً...... "

"کیا جانتے ہو......؟"

"یہی کہ دنیا کا ایک پراسرار ترین آدمی آپ کے پیچھے پڑ گیا ہے۔"

"کون؟...... تم اس کے متعلق کیا جانتے ہو؟"

"دیکھئے...... اب میں جا رہا ہوں۔" عمران اٹھتا ہوا بولا۔ "اس کے متعلق پھر کبھی گفتگو کروں گا۔ ہو سکتا ہے کہ میں اس آدمی تک پہنچ ہی جاؤں۔ جسے مقتول نے فون کیا تھا...... میرا دعویٰ ہے کہ وہ آپ کے بنگلے کے آس پاس ہی منڈلا رہا ہوگا۔"

عمران کو توقع تھی کہ سر سلطان اسے ضرور روکیں گے لیکن سر سلطان نے بیٹھے ہی بیٹھے الوداعی مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔

حقیقت یہ تھی کہ عمران اس تصویر کے متعلق کچھ بھی نہیں جانتا تھا۔ ویسے اس نے اپنی دانست میں اڑنے کی کوشش کی تھی۔ اس کا خیال تھا کہ وہ سر سلطان سے تصویر کے بارے میں سب کچھ اگلوا لے گا۔ لیکن سر سلطان اس معاملے میں بالکل ہی ٹھس ثابت ہوئے۔ عمران نے کسی پراسرار آدمی کا تذکرہ کر کے تھوڑی دیر کے لئے ان کے چہرے پر حیرت کے آثار ضرور پیدا کر دیئے تھے۔ لیکن وہ خود سے کچھ کہنے کی بجائے عمران کے آگے بڑھنے کا انتظار کرتے رہے...... اور عمران...... عمران کو سمجھنا آسان کام نہیں تھا وہ چلتے چلتے رک کر بولا۔

"لاش کی تصویریں حاصل کر کے مجھ بھجوا دیجئے گا...... میں نہیں چاہتا کہ کیپٹن فیاض سے اس مسئلے پر الجھوں...... آپ جانتے ہی ہوں گے کہ ہم دونوں کے تعلقات کتنے احمقانہ ہیں۔"

پھر وہ جواب کا انتظار کئے بغیر کمرے سے نکل گیا۔

(۴)

عمران کا خیال سو فیصدی درست نکلا۔ سر سلطان کے بنگلے سے تھوڑے ہی فاصلے پر ایک آدمی نظر آیا جو اس طرح کھڑا تھا جیسے اسے کسی کا انتظار ہو۔ لباس سے خوشحال معلوم ہوتا تھا۔

عمران کی کار اس کے قریب سے گزر گئی۔ عمران سوچ رہا تھا۔ ممکن ہے یہ وہ آدمی نہ ہو کیونکہ ایسے حالات میں جب کہ پولیس وہاں سے ایک لاش لے گئی تھی اس کا وہاں ٹھہرنا مشکل ہی ہوتا...... لیکن اس سلسلے میں کوئی واضح رائے نہیں قائم کی جا سکتی تھی...... ہو سکتا ہے وہ پولیس کی کارروائی ختم ہو جانے کے بعد وہاں پہنچا ہو...... اسے اس کا علم ہی نہ ہو سکا ہو کہ تھوڑی دیر قبل وہاں کیا ہو چکا ہے۔

یہ غریب آدمیوں کی بستی تو تھی نہیں کہ لوگ گھنٹوں سڑک پر کھڑے ہو کر اس واقعہ کے متعلق چہ میگوئیاں کرتے...... یہاں اس طبقے کی آبادی نہیں تھی جس کے افراد کسی آوارہ کتے کی اچانک موت پر بھی افسوس کرنے کے لئے اکٹھا ہو جاتے ہیں۔

یہاں سے پولیس تھوڑی دیر قبل ایک آدمی کی لاش لے گئی تھی! لیکن اب ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے کوئی بات ہی نہ ہوئی ہو...... بس تھوڑی دیر کے لئے مکانوں کی کھڑکیاں کھلی تھیں۔ کچھ لوگ سڑک پر نکل آئے تھے...... اور پھر کچھ بھی نہیں...... گویا پرندوں کے جھنڈ پر کسی شکاری نے گولی چلائی...... ایک گرا...... دوسرے اڑ گئے...... اس کے بعد نیچے وہی زمین اوپر وہی نیلا آسمان...... اور دونوں کے درمیان وہی ازلی سناٹا......

عمران کی کار اس آدمی سے زیادہ دور نہیں گئی تھی۔ رفتار پہلے ہی سے کم تھی۔ عمران ایک دوراہے پر اسے روک کر دو بنگلوں کی درمیانی جگہ میں اس طرح بیک کرنے لگا جیسے غلط راستے پر نکل آنے کے بعد واپس ہونا چاہتا ہو۔ مگر اس کی کار دوبارہ سڑک پر نہیں آئی۔ عمران اسے روک کر نیچے اتر آیا۔ گلی کے موڑ پر پہنچ کر اس نے دیکھا کہ وہ آدمی اب بھی وہیں کھڑا ہے لیکن اب وہ تنہا نہیں تھا اور نہ اب اس کے انداز میں پہلے کی سی بے فکری تھی...... وہ ایک دوسرے

آدمی سے گفتگو کر رہا تھا۔ ان کے قریب ہی ایک شاندار کار کھڑی تھی۔

عمران نے انہیں کار میں بیٹھتے دیکھا اور کار مخالف سمت میں مڑ گئی.... عمران بڑی تیزی سے اپنی کار کی طرف جھپٹا۔ اس نے انجن نہیں بند کیا تھا مگر اس سے یہ غلطی بے خیالی میں سرزد ہوئی تھی۔ دیدہ دانستہ ایسا نہیں کیا گیا تھا۔

اس کی کار دوسری کار کے تعاقب میں روانہ ہو گئی.... لیکن اس اسٹیج پر بھی اسے یقین نہیں تھا کہ وہ صحیح راستے پر ہے۔ کسی بھی معاملے کی سراغرسانی کی ابتداء ایسے ہی غیر یقینی حالات سے ہوتی ہے۔ محض شبہے کی بناء پر غلط راستے بھی اختیار کر لئے جاتے ہیں۔ کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ وہ غلط راستہ ہی سراغرساں کو اس کی منزل تک پہنچا دیتا ہے.... یعنی وہ حقیقتاً غلط راستہ نہیں ہوتا.... اور پھر عمران تو اس کا قائل تھا کہ جیسے کوئی مشّاق ستار پر الٹے سیدھے ہاتھ چلاتے چلاتے کوئی دھن نکال لیتا ہے۔ اسی طرح ایک سراغرساں کی بے مقصد بھاگ دوڑ بھی آخر کار اسے منزل تک پہنچا ہی دیتی ہے۔

وہ اگلی کار کا تعاقب کرتا رہا۔

اب وہ شہر کے سب سے زیادہ بارونق حصے میں تھا۔ کار نگاڈو کی کپاؤنڈ میں داخل ہوئی.... یہ یہاں کے بہت بڑے ہوٹلوں میں سے تھا اور اب عمران نے دوسرے آدمی کو قریب سے دیکھا۔ یہ نگاڈو کے منیجر کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا.... عمران کی کار بھی کپاؤنڈ میں داخل ہو چکی تھی۔

وہ ان کے پیچھے ہی پیچھے ہوٹل میں داخل ہوا.... عمران سمجھا تھا کہ شاید منیجر اپنے کمرے ہی میں جائے گا۔ لیکن وہ اور اس کا ساتھی ڈائننگ ہال ہی میں ایک خالی میز کے گرد بیٹھ گئے.... دو کرسیاں خالی تھیں۔

عمران تیر کی طرح ان کی طرف گیا اور بڑے بے تکلفانہ انداز میں کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا.... ان دونوں نے اس کی اس حرکت کو حیرت اور غصے کی نظر سے دیکھا.... جواب میں عمران بھی حیرت سے منہ کھولے انہیں باری باری سے گھور رہا تھا۔ اس کے انداز سے ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے اسے اچانک اپنی کسی غلطی کا احساس ہو گیا ہو۔ پھر قبل اس کے کہ وہ دونوں کچھ کہتے عمران بڑی سنجیدگی سے بولا۔

"اور پھر جب آپ نے ٹیلیفون ڈائریکٹری کی ورق گردانی کی تو اسے وہ نمبر مل گیا....

لیکن وہ نمبر ہوم سیکرٹری سر سلطان کا تھا.... کیوں کیا میں غلط کہہ رہا ہوں؟"

منیجر کا ساتھی منہ کھول کر کرسی کی پشت سے ٹک گیا.... اس کی آنکھوں سے خوف جھانکنے لگا تھا۔ عمران نے یہ تبدیلی اچھی طرح محسوس کی۔

لیکن منیجر نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا "آپ کون ہیں اور کیا چاہتے ہیں؟"

"میں آپ دونوں کا بھلا چاہتا ہوں.... اور درویش کی صدا کیا ہے!" عمران نے جواب دیا۔

"میرا خیال ہے کہ میں نے اس سے پہلے آپ کو کبھی نہیں دیکھا۔" منیجر غرایا....

"اگر آپ نے دیکھا بھی ہوتا تو کیا فرق پڑتا.... ہونے والی باتیں ہو کر ہی رہتی ہیں.... مثلاً اس پنسل پر دانتوں کے نشان موجود ہیں جسے دانتوں میں دبا کر آپ کے نمبر ڈائیل کئے گئے تھے۔ اور یہ طے شدہ بات ہے کہ مقتول مرنے سے پہلے ایک کرسی میں جکڑا ہوا تھا.... اور وہ سر سلطان کے پڑوس کے ایک خالی بنگلے میں تھا۔ یہ بات بھی معلوم ہو گئی ہے کہ تار سر سلطان کے وائر پول سے دوسرے بنگلے تک لے جایا گیا تھا.... آہا آپ نہیں سمجھے، پھر سے سمجھئے یوں...."

"میں نہیں سمجھا کہ آپ کیا کہہ رہے ہیں!" منیجر نے بات کاٹ دی۔ لیکن اب اس کی آواز میں کپکپاہٹ تھی۔

"میں یہ کہہ رہا ہوں کہ آپ اس وقت وہاں پہنچے تھے جب لاش اٹھ چکی تھی!"

"کیسی لاش؟" منیجر کے ساتھی نے تھوک نگل کر پوچھا۔

"ابھی لاش یعنی میرا مطلب یہ ہے کہ وہ خراب نہیں ہوئی تھی۔" عمران نے جواب دیا۔

"آپ ہمارا وقت برباد کر رہے ہیں!" منیجر نے سنبھالا لیا "اجنبیوں سے بے تکلف ہونے کی کوشش کرنا بدتمیزی ہے۔"

"صرف اسی صورت میں جناب!" عمران دیدے نچا کر بولا "جب وہ اجنبی عورتیں ہوں۔"

"آپ براہ کرم یہاں سے اٹھ جائیے.... ورنہ...." منیجر اسے گھورنے لگا۔

"اچھا اب سنئے...." عمران نے سنجیدگی سے کہنا شروع کیا "شاید آپ کو علم نہیں کہ بڑے افسروں اور وزراء کے ٹیلیفون.... عام ٹیلیفونوں سے مختلف ہوتے ہیں.... یعنی ایکسچینج میں ان کے نمبر سے ایک چھوٹا سا گھنٹی پر نمبر بھی اٹیچ ہوتا ہے.... یعنی ادھر آپ نے ان کے نمبر ڈائیل

گئے اور ادھر وہاں آپ کے نمبر کھٹا کھٹ چھپ گئے.... اسی طرح دونوں طرف کے نمبر چھپ جاتے ہیں.... اب آپ غالباً سمجھ گئے ہوں گے.... کہ میں سید ھا یہیں کیسے پہنچ گیا.... "

عمران نے یہ گپ کچھ اس انداز میں ہانکی کہ اچانک منیجر کے چہرے پر زردی پھیل گئی.... اس کے ساتھی کی حالت تو اس سے بھی زیادہ ابتر تھی.... ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے اس کے پھیپھڑوں میں مزید سانسوں کے لئے جگہ ہی نہ رہ گئی ہو۔

"آپ کون ہیں؟" منیجر نے خوفزدہ آواز میں پوچھا۔

"کیا اب بھی یہ بتانے کی ضرورت باقی رہتی ہے کہ میں کون ہو سکتا ہوں؟...."

"پولیس!...."

"سو فیصدی.... جناب!" عمران سر ہلا کر بولا "اب آپ جو کچھ بھی کہیں گے.... سوچ سمجھ کر کہیں گے۔"

"میں نہیں جانتا.... کہ یہ سب کیسے ہوا...." منیجر آہستہ سے بڑبڑایا۔

"کیا ہم کہیں تنہائی میں نہیں چل سکتے!" عمران نے کہا "آپ بھی معزز آدمی ہیں.... میں نہیں چاہتا کہ یہ بات عام آدمیوں میں پھیلے۔"

"اوہ.... آپ کا بہت بہت شکریہ!" منیجر جلدی سے بولا "میرے آفس میں چلئے۔"

وہ تینوں وہاں سے اٹھ کر منیجر کے آفس میں آ گئے۔

عمران نے خود ہی گفتگو چھیڑ دی۔ ان کے بولنے کا انتظار نہیں کیا۔

"اسے دوسرے بنگلے میں ہلاک کر کے لاش سر سلطان کی کمپاؤنڈ میں ڈال دی گئی تھی.... آپ کو فون کرنے کے لئے سر سلطان کے نمبر استعمال کئے گئے.... میں تو آپ کو یہ بھی بتا سکتا ہوں کہ مقتول نے فون پر آپ سے کیا کہا تھا...."

منیجر کچھ نہیں بولا۔

عمران اس کے چہرے پر نظر جمائے ہوئے تھا۔ پھر اس نے کچھ دیر بعد پوچھا۔

"مقتول کون تھا؟"

"نگارو کا ایک حصہ دار.... مسٹر کرار...." منیجر نے مردہ سی آواز میں جواب دیا۔

"کرار اور حصہ دار کا قافیہ مجھے پسند آیا.... بہر حال.... مگر.... جناب وہ چکر کیا تھا؟"

"میں کسی چکر سے واقف نہیں!" منیجر نے کہا "نہ یہ جانتا ہوں کہ وہ وہاں پہنچے کس طرح؟"

"بلاشبہ آپ یہ نہیں جانتے کہ مقتول وہاں کیسے پہنچا تھا.... لیکن چکر سے تو آپ واقف ہیں اس سلسلے میں آپ جھوٹ بول کر کامیاب نہیں ہو سکتے کیونکہ میں اس گفتگو کے ایک ایک لفظ سے واقف ہوں جو آپ دونوں کے درمیان فون پر ہوئی تھی۔"

منیجر پھر خاموش ہو گیا۔

"بتا دینے میں آپ کا فائدہ ہے۔" عمران نے کہا "دوسری صورت میں آپ اپنی خطرناک پوزیشن سے تو واقف ہی ہیں۔ کیونکہ معاملہ ہوم ڈیپارٹمنٹ کے سیکرٹری کا ہے۔"

منیجر سر جھکائے گہری گہری سانسیں لیتا رہا۔

"ہاں.... جلدی کیجئے.... میرے پاس وقت کم ہے.... ورنہ آپ کو اس کا جواب بھی دینا پڑے گا کہ لاش سر سلطان کی کمپاؤنڈ میں کیوں ڈالی گئی تھی.... اور شاید آپ کے فرشتے بھی اس کا جواب نہ دے سکیں۔ ویسے آپ یہ تو جانتے ہوں گے کہ کسی بات کو اگلوانے کے سلسلے میں پولیس والے جہنم کے فرشتوں سے کم نہیں ہوتے! گونگے، بہرے اور اندھے، صرف ان کے ہاتھ مشینوں کی طرح چلتے رہتے ہیں۔ وہ نہ بول سکتے ہیں نہ سن سکتے ہیں۔ اور نہ دیکھ سکتے ہیں۔"

"لیکن.... کیا یہ ضروری ہے کہ آپ میرے بیان پر یقین ہی کر لیں!"

"اس کا فیصلہ میں خود کروں گا۔" عمران نے نرم لہجے میں کہا "آپ نہیں کر سکتے.... لیکن میں آپ کی زبان سے کچھ نہ کچھ سننا ضروری سمجھتا ہوں۔"

منیجر تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا۔ پھر اس نے کہا "کرار صاحب ایک آدمی کے چکر میں تھے۔ ان کا خیال تھا کہ اگر انہوں نے اس آدمی پر قابو پا لیا تو مالا مال ہو جائیں گے۔"

"وہ آدمی کون ہے؟"

"یہ انہوں نے نہیں بتایا تھا.... البتہ میں یہ جانتا ہوں کہ کرار صاحب کی زندگی کا بیشتر حصہ جنوبی افریقہ میں گزرا تھا.... اور وہ آدمی وہیں سے تعلق رکھتا تھا۔"

"کیا وہ آج کل یہیں ہے؟" عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں! کرار صاحب نے تو یہی بتایا تھا۔"

"کہاں ہے؟.... کون ہے؟"

"یہ تو مجھے نہیں معلوم کہ وہ کون ہے.... لیکن اتنا جانتا ہوں کہ اس کا قیام سیٹھ داؤد کے مہمان خانے میں ہے.... شاید آپ کو علم ہو کہ سیٹھ داؤد کی تجارت افریقہ میں بھی ہے اور یہاں اکثر ان کے پاس افریقی تاجر آتے رہتے ہیں.... اس کے لئے انہوں نے خاص طور سے ایک مہمان خانہ بنا رکھا ہے۔"

"ہوں...." عمران صرف سر ہلا کر رہ گیا.... وہ کچھ سوچ رہا تھا.... پھر اس نے کچھ دیر بعد پوچھا "کرار نے آپ کو اس کا نام یا حلیہ تو یقیناً بتایا ہوگا۔"

"جی نہیں! نہ میں نے پوچھا اور نہ انہوں نے بتایا۔ ویسے میں انہیں بہت قریب سے جانتا تھا۔ وہ کیمیا گری کے خبط میں مبتلا تھے.... اور مجھے اس موضوع سے ذرہ برابر بھی دلچسپی نہیں، کیونکہ یہ چیز بالکل منشیات کی طرح آدمی کے وجود سے چمٹ جاتی ہے۔ کرار صاحب ویسے بھی کافی دولت مند تھے۔ لیکن سونا بنانے کا خبط ان پر بری طرح سوار تھا جو میں گھنٹے دے چکا!"

"اچھا.... مجھے کرار صاحب کا پتہ نوٹ کرا دیجئے۔" عمران نے جیب سے نوٹ بک نکالتے ہوئے کہا۔

"تیرہ مارسٹن روڈ.... وہ وہاں تنہا رہتے تھے۔"

"ان کے اعزہ...."

"مجھے تو ان کے کسی بھی عزیز کا علم نہیں۔ انہوں نے بھی کسی کا تذکرہ ہی نہیں کیا۔"

"آپ کی تعریف...." عمران نے منیجر کے ساتھی کی طرف دیکھ کر کہا۔

"میرے اسسٹنٹ.... مسٹر تنویر۔"

"اچھا صرف ایک سوال اور...." عمران نوٹ بک بند کر کے جیب میں رکھتا ہوا بولا۔ "کیا کرار صاحب نے آپ سے کہا تھا کہ اس شخص پر قابو پانے کے لئے اسے آپ کی مدد کی بھی ضرورت پیش آسکتی ہے۔"

"جی ہاں! انہوں نے کہا تھا.... ان کا خیال تھا کہ وہ بہت خطرناک اور انتہائی چالاک آدمی ہے.... اور ایک بڑا مجرم بھی.... لہٰذا میں ان کی مدد کرنے پر تیار تھا۔ کیونکہ مجھے مجرموں سے ذرہ برابر بھی ہمدردی نہیں ہوتی۔"

"خوب!" عمران مسکرایا.... "آپ کو تو پولیس آفیسر ہونا چاہئے تھا.... اچھا جناب بہت

شکریہ!.... ہو سکتا ہے کہ.... میں پھر آپ کو تکلیف دوں۔"

"میں ہر خدمت کے لئے حاضر ہوں...." منیجر نے بڑے خلوص سے کہا۔

(۵)

تھوڑی ہی دیر بعد عمران کی کار مارسٹن روڈ کے تیرھویں بنگلے کی کمپاؤنڈ میں داخل ہوئی۔ بنگلہ شاندار تھا اور پائیں باغ کی حالت سے کرار کی خوش مذاقی ظاہر ہو رہی تھی۔

عمران کی کار پورٹیکو میں پہنچے ہی رکی۔ ایک قوی ہیکل آدمی داہنے بازو کے کمرے سے نکل کر باہر برآمدے میں آگیا.... اس پر نظر پڑتے ہی عمران نے ایک طویل سانس لی.... عمران اس سے اچھی طرح واقف تھا۔ یہ پچو تھا.... ایک پیشہ ور مکا باز.... جس کا شمار شہر کے بدمعاشوں میں ہوتا تھا.... وہ بھی عمران سے نہ صرف واقف تھا بلکہ احسان مند بھی تھا.... ایک بار عمران نے اسے ایک مشہور قمار باز گروہ کے پنجے سے رہائی دلائی تھی.... ورنہ وہ ایک بڑی رقم کے ساتھ اپنی زندگی سے بھی ہاتھ دھو بیٹھتا۔

عمران کو کار سے اترتے دیکھ کر وہ اس کی طرف لپکا۔

"ارے.... آپ ہیں...." اس نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا "یعنی آپ ادھر کیسے بھول پڑے۔"

"ہاں.... میں ایک ضرورت سے آیا ہوں۔" عمران اس کے ساتھ برآمدے میں داخل ہوتا ہوا بولا۔

"میرے لائق کوئی خدمت.... عمران بابو!.... میں ساری زندگی آپ کا احسان یاد رکھوں گا اور ساتھ ہی ساتھ یہ بھی کہتا رہوں گا کہ آپ اپنی صلاحیتیں بیکار ضائع کر رہے ہیں اگر آپ صرف تھوڑی سی توجہ دیتے تو دنیا کے اچھے مکا بازوں میں آپ کا شمار ہو سکتا تھا۔ مجھے آپ کے وہ گھونسے بھی نہ بھولیں گے جو آپ نے رکسٹن کے گروہ پر برسائے تھے۔"

"کچھ لوگ کہتے ہیں کہ میں بین بڑی اچھی بجا سکتا ہوں!" عمران نے سنجیدگی سے کہا "لیکن فی الحال اس تذکرے کو رہنے ہی دو۔ مرنے سے قبل میں ایک بار اس مسئلے پر ضرور غور کروں گا کہ مجھ میں کس قسم کی صلاحیتیں زیادہ ہیں۔"

"آپ جو کچھ بھی فرمائیے.... میں ہر کام کے لئے حاضر ہوں۔"

"تم کرار کے ملازم ہو۔"

"جی ہاں! میں انہیں مکا بازی سکھاتا ہوں.... آپ تشریف رکھیے!.... آپ کے لیے کافی بنوادوں یا کولڈ ڈرنک....!"

عمران ایک آرام کرسی پر بیٹھتا ہوا بولا۔ "کیا کرار صاحب پچھلی رات.... مگر ٹھہرو.... کیا تم مستقل طور پر یہیں مقیم ہو۔"

"جی ہاں! کرار صاحب مجھ پر بہت مہربان ہیں.... انہوں نے مجھے ایک کمرہ دے رکھا ہے.... اور میرے آرام کا خیال رکھتے ہیں۔"

"پچھلی رات وہ بنگلے ہی میں تھے۔" عمران نے پوچھا۔

"کیوں؟ کیا بات ہے؟" پچو بے اختیار چونک پڑا۔

"میری بات کا جواب دو پچو!"

"جی ہاں!.... مگر نہیں.... وہ صرف ساڑھے نو بجے رات تک یہاں تھے.... اس کے بعد سے شاید اب تک واپس نہیں آئے۔"

"یہ کوئی ایسی تشویشناک بات بھی نہیں! کیوں؟" عمران نے سوال کیا۔

"جی نہیں!.... وہ اکثر تین تین دن تک یہاں نہیں آتے! مگر آپ یہ کیوں پوچھ رہے ہیں؟ کیا انہیں کوئی حادثہ پیش آگیا ہے۔"

"پچو! تم فی الحال صرف میرے سوالات کا جواب دو۔ اس کے بعد جو کچھ بھی پوچھو گے بیدریغ بتادوں گا۔"

"بہتر ہے۔"

"کیا کرار صاحب کو کوئی حادثہ پیش آسکتا تھا؟"

"جی دیکھیے!.... بات دراصل یہ ہے.... مجھ میں اتنی ہمت نہیں ہے کہ آپ سے کچھ چھپا سکوں.... لیکن اتنا آپ جانتے ہوں گے کہ بعض معاملات میں برے آدمی بھی ضمیر رکھتے ہیں۔"

"ہاں میں جانتا ہوں اور تمہاری اس صفت سے بھی واقف ہوں کہ تم وعدہ خلافی نہیں کرتے.... تم نے مجھ سے ایک بار وعدہ کیا تھا کہ اب اچھے آدمیوں کی طرح زندگی بسر کرو گے.... اور تم اس پر قائم ہو.... لیکن.... ہاں! میرا خیال ہے کہ تم کرار صاحب کو ان کے

احسان کے عوض کسی الزام سے بچانا چاہتے ہو!"

"جی ہاں!" پچو اطمینان کی سانس لے کر بولا "بالکل یہی بات ہے۔"

"لیکن پچو.... تمہیں یہ سن کر افسوس ہوگا کہ آج دوپہر کو کرار صاحب قتل کردیے گئے۔"

"ہیں؟" پچو اچھل کر دو تین قدم پیچھے ہٹ گیا۔

"ہاں ان کا قتل پر اسرار حالات میں ہوا ہے۔"

"میرے خدا...." پچو مضطربانہ انداز میں اپنی پیشانی رگڑنے لگا۔

"اسلئے یہ پوچھنا ضروری ہے۔ ممکن ہے تمہیں انکے متعلق کچھ معلوم ہو۔" عمران نے کہا۔

"کیا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ اس قتل میں میرا ہاتھ ہے؟"

"تم پھر غلط سمجھے۔ میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ تم اپنے وعدہ کے مطابق عرصہ سے باعزت طور پر زندگی بسر کررہے ہو.... میرا مطلب یہ ہے کہ کرار صاحب کو اس حادثے کا اندیشہ پہلے سے رہا ہوگا۔"

"کیوں؟ ایسا تھا یا نہیں؟"

"میرا خیال ہے کہ تھا۔" پچو کچھ سوچتا ہوا بولا۔ "انہوں نے مجھ سے کسی غیر ملکی کا تذکرہ کیا تھا جو شاید سیٹھ داؤد کے مہمان خانے میں مقیم ہے۔"

"وہ تذکرہ کس قسم کا تھا؟"

"ان کا کہنا تھا کہ اگر وہ کسی طرح قابو میں آجائے تو بہت بڑا مالی فائدہ حاصل ہوسکتا ہے!"

"کیا کرار ہی ایسا آدمی تھا؟"

"جی نہیں! اس سے پہلے میں نے ان کی زبان سے اس قسم کی گفتگو کبھی نہیں سنی تھی۔ حالانکہ مجھے ان کے ساتھ رہتے ہوئے چھ ماہ کا عرصہ گزر چکا ہے.... انہوں نے مجھے بتایا تھا کہ وہ غیر ملکی ایک بہت بڑا مجرم بھی ہے۔"

"نام تو بتایا ہوگا۔"

"جی نہیں! انہوں نے کہا تھا کہ شاید انہیں اس سلسلے میں میری مدد کی ضرورت پیش آئے۔"

عمران سوچ میں پڑ گیا.... جب پچو جیسا خطرناک آدمی کرار کے پاس موجود تھا تو اسے داؤد کے غیر ملکی سے مدد طلب کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ پچو اس کے لیے آگ کے سمندر میں

بھی چھلانگ لگا دیتا..... اور پھر بلو پڑھا لکھا آدمی تھا۔ یہ چیز کرار کے بھی علم میں بھی رہی ہوگی۔ لہٰذا یہ سوچنا ہی فضول ہے کہ بلو ٹیلیفون ڈائریکٹری میں کرار کے بتائے ہوئے نمبر نہ تلاش کر پاتا..... مگر ہو سکتا ہے کہ یہاں فون ہی نہ ہو۔

"کیا یہاں فون ہے؟" عمران نے بلو سے پوچھا۔

"جی ہاں!"

عمران پھر سوچنے لگا۔ یہاں فون بھی موجود ہے۔ پھر آخر اس نے مدد کے لئے نگارو کے منیجر ہی کو کیوں رنگ کیا..... اس کا مطلب یہی ہو سکتا ہے کہ نگارو کا منیجر بھی اس معاملے سے گہری دلچسپی رکھتا ہے..... یہ اور بات ہے کہ بات بگڑ جانے پر وہ اس سے بے تعلقی ظاہر کرے۔

"تم سے کرار صاحب کس قسم کی مدد چاہتے تھے؟" عمران نے بلو کو پھر مخاطب کیا۔

"کیا آپ خود ہی نہیں سوچ سکتے کہ وہ مجھ سے کس قسم کی مدد چاہتے رہے ہوں گے..... میں ابھی آپ کو بتا چکا ہوں کہ وہ کسی خطرناک آدمی کے چکر میں تھے۔"

"انہوں نے تمہیں اپنا پلان بھی بتایا ہوگا۔"

"جی نہیں..... میں پلان سے واقف نہیں تھا..... البتہ یہ ضرور جانتا ہوں کہ ایک آدمی نے ان کی توجہ اس افریقی تاجر کی طرف مبذول کرائی تھی۔"

"کس نے؟"

"نگارو کے منیجر..... نے۔"

"اوہ.....!" عمران نے ایک طویل سانس لی..... اور بلو کی آنکھوں میں دیکھنے لگا۔

تھوڑی دیر تک وہ خاموش رہے۔

پھر بلو نے عمران پر سوالات کی بوچھاڑ کر دی اور عمران نے اسے سب کچھ بتا دیا علاوہ اس کے کہ وہ نگارو کے منیجر سے پہلے ہی مل چکا تھا۔

"اچھا بلو!" عمران بولا "یہ بتاؤ..... مگر اچھی طرح سوچ کر! کیا کرار نے تم سے خاص طور پر اس بات کا تذکرہ کیا تھا کہ وہ یہ سب کچھ نگارو کے منیجر کی ایماء پر کر رہا ہے۔"

"ٹھہریئے! واقعی اس کے متعلق مجھے سوچنا پڑے گا کہ یہ بات کیسے نکلی تھی..... مگر کیا آپ نگارو کے منیجر پر بھی اس سلسلے میں کسی قسم کا شبہ کر رہے ہیں؟"

"اب تم میری بات کا جواب دو۔ لیکن تمہیں اس کا جواب بھی دینا پڑے گا کہ تم نے یہ کیوں پوچھا ہے؟"

"میں یقیناً جواب دوں گا..... مجھے یہ کوئی گہری سازش معلوم ہوتی ہے ہاں دیکھئے مجھے یاد آیا کہ کرار صاحب کے منہ سے یہ بات غالباً غیر ارادی طور پر نکل گئی کہ اس معاملے میں نگارو کے منیجر کا بھی ہاتھ ہے..... لیکن اس کے بعد انہوں نے اس طرح اسے ٹالنے کی کوشش کی تھی جیسے اس بات کی کوئی اہمیت نہ ہو۔"

"شکریہ بلو!" عمران سر ہلا کر بولا..... "اب تم کیا کہنا چاہتے ہو؟"

"یہی کہ کرار صاحب بے داغ آدمی نہیں تھے..... ان کا دامن بھی جرم کے دھبوں سے پاک نہیں تھا..... اور یہ بات شاید مجھے آج سے پندرہ دن پہلے معلوم ہوئی تھی..... وہ شراب کے اسمگلر تھے اور نگارو کا منیجر بھی اس جرم میں برابر کا شریک تھا۔"

"تمہیں یہ بات کیسے معلوم ہوئی بلو؟"

"ایک رات وہ بہت زیادہ نشے میں تھے۔ اسی حالت میں انہوں نے سب کچھ اگلنا شروع کر دیا تھا۔ شاید اس رات نگارو کے منیجر سے کسی بات پر ان کا جھگڑا ہو گیا تھا..... غالباً آپ سمجھ گئے ہوں گے۔"

"بالکل سمجھ گیا..... بلو!..... ایک بار پھر شکریہ..... یہاں تمہارے علاوہ اور کون ہے؟"

"تین نوکر.....!"

"کرار کے کسی رشتہ دار سے واقف ہو؟"

"میرا خیال ہے کہ ان کا کوئی رشتہ دار نہیں..... لیکن میں وثوق سے نہیں کہہ سکتا۔ انہوں نے کبھی کسی کا تذکرہ نہیں کیا۔"

"میں اس کے متعلق نوکروں سے گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔"

"ٹھہریئے! میں انہیں بلاتا ہوں۔"

بلو چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ تین نوکروں کے ساتھ واپس آیا۔ لیکن ان سے بھی عمران کو کرار کے اعزہ کے متعلق کچھ نہ معلوم ہو سکا۔ تقریباً پندرہ یا بیس منٹ تک وہ ان سے سوالات کرتا رہا۔

پھر اس نے بلو سے کہا کہ وہ بنگلے کی تلاشی لینا چاہتا ہے۔ ظاہر ہے کہ بلو اس پر اعتراض

نہیں کر سکتا تھا... کیونکہ خود اسے اپنی گردن بھی اس کیس میں پھنستی نظر آ رہی تھی۔

(۲)

دن دو بجے ہی عمران پھر سر سلطان کے بنگلے میں جا پہنچا... سر سلطان چند دوسرے آفیسروں کے ساتھ لان پر بیٹھے ہوئے تھے۔ ان میں عمران کے والد مسٹر رحمان بھی تھے۔ مسٹر رحمان سی بی آئی کے ڈائرکٹر جنرل تھے۔

سر سلطان عمران کو دیکھتے ہی ان لوگوں سے معذرت کر کے اٹھ گئے۔

پھر وہ عمران کو اپنے ساتھ ڈرائنگ روم میں لائے۔

"کیوں؟ کیا خبر ہے؟ تمہارے باپ نے تمہیں دیکھ کر بہت برا سا منہ بنایا تھا۔" سر سلطان نے مسکرا کر کہا۔

"باپ ہر حال میں باپ ہوتا ہے۔ خواہ بیٹے کو اس کا منہ بنانا پسند ہو یا ناپسند ہو! خبر یہ ہے جناب کہ مرنے والے کا نام کرور تھا اور قیام گاہ مارسٹن روڈ پر ہے۔ تیرھواں بنگلہ۔ مقتول ذی حیثیت آدمی تھا۔"

"تم واقعی ہیروں میں تولے جانے کے قابل ہو۔" سر سلطان نے کہا "سی بی آئی والے ابھی تک کچھ بھی نہیں معلوم کر سکے۔"

"وہ شراب کا اسمگلر تھا... مگر الو نے اس کی زندگی اسمگل آؤٹ کر دی۔"

"کیا مطلب؟"

"کیا آپ مجھے جنوبی افریقہ کے متعلق کچھ بھی نہیں بتائیں گے؟" عمران نے بڑی معصومیت سے پوچھا۔ لیکن سر سلطان اس طرح اچھل پڑے جیسے بچھو نے ڈنک مارا ہو۔

"آخر آپ اس سے ڈرتے کیوں ہیں؟" عمران نے اندھیرے میں تیر پھینکا... لیکن وہ تیر ٹھیک نشانے پر بیٹھا... کیونکہ سر سلطان کا چہرہ دفعتاً زرد ہو گیا تھا۔

"تم سچ مچ حیرت انگیز صلاحیتوں کے مالک ہو!" وہ مضطربانہ انداز میں بولے!... "مجھے تم پر بہت اعتماد ہے... اگر تم میرے بیٹے ہوتے...."

"ہاں... تب میں سو فیصد نالائق ہوتا... کوئی غلط بات نہ کہہ دیجئے گا... بیٹا ہونا ہی تو بہت بُری بات ہے۔"

"عمران بیٹے! میں سخت الجھن میں ہوں... مجھے یقین ہے کہ تم نہ صرف میری مدد کرو گے بلکہ رازداری بھی برتو گے۔ میں ایک بہت بڑے بلیک میلر کے چکر میں پڑ گیا ہوں۔"

عمران ایک کرسی پر ٹک گیا۔

"میں نے اسے آج تک نہیں دیکھا۔" سر سلطان نے کہا "تمہیں علم ہے کہ میں پہلے فرانس کے سفارت خانے میں تھا اور پیرس میں میرا قیام تقریباً سات برس تک رہا ہے۔ وہیں مجھے اس پراسرار آدمی سے دوچار ہونا پڑا۔ پتہ نہیں کس طرح اسے میرا ایک راز معلوم ہو گیا۔ ایسا راز جس کے ظاہر ہو جانے پر کسی طرف کا نہ رہوں گا۔ بہرحال پیرس ہی کے دوران قیام میں مجھے اس بات کا علم ہوا کہ کوئی اور بھی اس راز سے واقف ہے۔ مجھے بذریعہ ڈاک اس کے متعلق ایک خط موصول ہوا... اور اس خط کے ساتھ الو کی تصویر بھی تھی۔ جس کی پشت پر "رات کا شہزادہ" تحریر تھا... خط میں اس راز پر تفصیلی روشنی ڈالی گئی تھی... پھر بعد میں ایک کام کے لئے کہا گیا تھا جو سفارت خانے ہی سے متعلق تھا اور دھمکی دی گئی تھی کہ اگر وہ کام نہ ہوا تو میرا راز طشت ازبام ہو جائے گا... خیر بہرحال وہ کام ایسا نہیں تھا جس سے میرا یا سفارت خانے کا کوئی نقصان ہوتا... وہ کام کر دیا گیا... پھر وہ مجھ سے اس کے بعد بھی اکثر چھوٹے موٹے کام لیتا رہا۔ ہر بار مجھے اس کی طرف سے لفافہ موصول ہوا کرتا تھا... جس میں الو کی تصویر ضرور ہوا کرتی تھی لیکن اب... اب وہ شاید آج کل یہیں مقیم ہے اور مجھ سے بہت بڑا کام لینا چاہتا ہے... ایسا کام جس سے ملک و قوم کا وقار خطرے میں پڑ سکتا ہے... پہلے اس نے مجھے خط لکھا... لیکن میری طرف سے کوئی جواب نہ پا کر یہ حرکت کر بیٹھا... وہ مجھے خوفزدہ کرنا چاہتا ہے... یعنی اگر میں اپنے راز کی پرواہ نہ کروں تب بھی وہ دوسرے ذرائع سے کام نکال لے گا۔ اس کا مطلب یہی ہو سکتا ہے کہ یہ مجھے جان سے مار دینے کی دھمکی ہے۔ یعنی جس طرح وہ میرے پڑوس میں ایک واردات کر کے دن دہاڑے لاش میری کیاری میں ڈال گیا... اسی طرح مجھے بھی ختم کر سکتا ہے... کیوں... کیا خیال ہے؟"

سر سلطان خاموش ہو کر عمران کی طرف دیکھنے لگے۔

"ظاہر ہے!" عمران بولا "آپ مجھے اپنا وہ راز نہیں بتائیں گے!"

"ہرگز نہیں... کبھی نہیں!"

"اچھا تو یہی بتا دیجئے کہ وہ اب آپ سے کیا کام لینا چاہتا ہے؟"

"میں یہ بھی نہیں بتا سکتا.... تم اسے پوچھ کر کیا کرو گے..... لیکن تمہیں یہ کیسے معلوم ہوا کہ اس کا تعلق جنوبی افریقہ سے ہے۔"

"بس معلوم ہو گیا.... کیا یہ غلط ہے؟"

"نہیں.... میں نے پیرس ہی میں اس کے لئے افواہ سنی تھی۔"

"افواہ....؟"

"ہاں.... بات دراصل یہ ہے کہ اس زمانے میں پیرس کے کئی متمول خاندانوں پر اسی ال کا منحوس سایہ تھا.... اور لوگ اسے وہاں الوہی کے نام سے یاد کرتے تھے۔ لیکن مجھے ایک بھی ایسا آدمی نہیں ملا جس نے اسے کبھی دیکھا ہو۔"

"اس کے متعلق آپ کی ذاتی رائے کیا ہے؟"

"ظاہر ہے کہ میں ایک بلیک میلر کے متعلق کیسی رائے رکھوں گا۔"

"میرا مطلب آپ نہیں سمجھے.... میں پوچھتا ہوں آپ کی دانست میں اس میں کچھ دم بھی ہوگا یا بھس ہی بھس بھرا ہوگا.... کہیں کھودا پہاڑ اور نکلا چوہا کے مصداق نہ ہو.... مگر اس سے کیا.... وہ یقیناً ایک مجرم ہے اور اتنا ہی کافی ہے۔"

"تم نے اس وقت جو تصویر دیکھی تھی.... وہ مجھے اسی لاش پر رکھی ہوئی ملی تھی!" سر سلطان نے کہا۔

"میں سمجھ گیا تھا!" عمران نے کہا "کیونکہ اس کی پشت پر ایک چھوٹا سا خون کا دھبہ تھا.... کیا آپ یہ تصویر مجھے دے سکتے ہیں؟"

"تصویر.... ہاں لے جاؤ.... مگر عمران اسے تلاش کر لینا بڑا مشکل کام ہوگا۔"

"اسے آپ مجھ پر چھوڑ دیجئے.... میں سی بی آئی کا کوئی اعلیٰ تربیت یافتہ جاسوس نہیں ہوں۔"

"لیکن سنو! کسی کو یہ بات معلوم نہ ہونے پائے کہ وہ تصویر لاش پر ملی تھی.... یا اس بلیک میلر کا کچھ تعلق میری ذات سے بھی ہے۔"

"آپ مطمئن رہیے۔ ایک بار پھر عرض کروں گا کہ میرا تعلق سی بی آئی سے نہیں ہے.... ہاں آپ نے مقتول کی تصویریں منگوالیں یا نہیں!"

"وہ کل صبح تک تمہیں مل جائیں گی۔"

"اچھا تو اب اجازت دیجئے!" عمران نے کہا اور سر سلطان کے جواب کا انتظار کئے بغیر باہر نکل گیا.... الوہی کی تصویر اسے مل گئی تھی۔

(۷)

شہر کی سڑکیں، رنگین روشنیوں سے جگمگا رہی تھیں رات بڑی خوشگوار تھی.... خوشگوار یوں تھی کہ آسمان بادلوں سے ڈھکا ہوا تھا.... اور ٹھنڈی ہوائیں پانی سے بھری ہوئی محسوس ہو رہی تھیں.... بس یہ معلوم ہوتا تھا جیسے تھوڑی ہی دیر میں موسلا دھار بارش شروع ہو جائے گی۔ ایسی راتیں عمران کے لئے بڑی دلچسپ اور انتہائی خوشگوار ہوا کرتی تھیں۔

ایسی راتوں سے وہ پوری طرح لطف اٹھاتا تھا۔ مگر اس کے لطف اٹھانے کا طریقہ عام آدمیوں کے طریقوں سے مختلف ہوتا وہ اپنا بہترین سوٹ پہن کر باہر نکل جاتا اور بھیگتا پھرتا.... وہ برسات کو شاعروں کی نظر سے دیکھنا پسند نہیں کرتا تھا وہ جو برسات کی تعریف میں بڑی بڑی نظمیں کہتے ہیں اس کی دانست میں یا تو بدھو ہوتے ہیں.... یا سو فیصدی چار سو بیس.... کیونکہ وہ اپنی کھڑکیوں میں اس طرح بیٹھتے ہیں کہ ان پر بارش کا ایک قطرہ بھی نہ پڑنے پائے.... موسم برسات کی شان میں قصیدے کہتے ہیں کہیں راستے میں بارش آجائے تو اس طرح جی چھوڑ کر بھاگیں گے.... جیسے ملک الموت پیچھا کر رہا ہو.... یہی بدذوق جب شعر کہنے بیٹھتے ہیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے.... جیسے بارش کا ایک ایک قطرہ ان کی روح سے گزر کر زمین پر گر رہا ہو!

بہرحال عمران صحیح معنوں میں برسات سے لطف اٹھانے کا قائل تھا اور آج رات تو وہ دوہرا فائدہ اٹھانے کا تہیہ کر چکا تھا۔

آج اس نے گیراج سے اپنی کار نہیں نکالی.... کچھ دور پیدل چلنے کے بعد ایک موٹر رکشا لیا اور جارج ٹاؤن کے علاقے میں مٹر گشتی کرتا رہا۔ حتیٰ کہ بارش شروع ہو گئی۔

"کہاں لے چلوں صاحب؟" رکشا ڈرائیور نے کہا "بارش آگئی۔"

"آگئی؟" عمران نے حیرت سے کہا۔

"جی ہاں!"

"اچھا تو پھر مجھے یہیں اتار دو!" عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

"یہاں سڑک پر؟" رکشا والے کے لہجے میں حیرت تھی!

"ہاں بھئی!"

رکشا رک گیا۔ عمران نیچے اتر کر جیب سے پیسے نکالنے لگا۔ بارش بڑی تیزی سے ہو رہی تھی۔ رکشے والا اچھل کر اندر بیٹھ گیا۔ عمران نے دام چکائے اور وہاں سے چل پڑا۔۔۔۔ رکشے والا شاید اسے کوئی شرابی سمجھا تھا۔

عمران تقریباً سو قدم چلنے کے بعد اچھی طرح بھیگ گیا۔ فلٹ ہیٹ اب بھی اس کے سر پر منڈھی ہوئی تھی۔

پھر وہ اس بڑے کمپاؤنڈ میں داخل ہو گیا۔ جس میں شہر کے بہت بڑے تاجر سیٹھ داؤد کی عمارتیں تھیں۔ ان کی کھڑکیوں میں مختلف رنگوں کی روشنیاں نظر آ رہی تھیں۔ لیکن بارش کے نہ رکنے والے شور نے ان کی ساری دلکشی لوٹ لی تھی۔ اور پھر ذرا سی دیر میں عمران کے لئے برسات میں بھی کوئی دلکشی نہ رہ گئی۔ کیونکہ بارش کے شور کے ساتھ ہی ساتھ وہ کتوں کا شور بھی سن رہا تھا اور یہ شور آہستہ آہستہ قریب آتا ہوا معلوم ہو رہا تھا۔۔۔۔ خطرہ سر پر پہنچ گیا۔۔۔ اور عمران نے ایک قریبی عمارت کے برآمدے میں چھلانگ لگا دی۔۔۔۔ ساتھ ہی وہ مدد کے لئے بھی چیخا۔۔۔۔ تین خطرناک السیشین اس پر جھپٹ پڑے تھے۔ اور عمران بھیگی ہوئی فلیٹ ہیٹ سے انہیں دھتکار رہا تھا۔ اچانک دروازہ کھلا اور ایک نسوانی آواز سنائی دی۔۔۔۔ وہ کتوں کو ڈانٹ رہی تھی عمران کتوں سے نپٹ رہا تھا اس لئے اس کی شکل نہ دیکھ سکا۔ اب وہ بھی کتوں ہی کی طرح بھونکنے اور غرانے لگا تھا۔۔۔۔ کئی سریلے قہقہے اس کے کانوں سے ٹکرائے۔ دو تین نوکروں نے کتوں کے پٹوں میں ہاتھ ڈال دیے تھے اور انہیں کھینچتے ہوئے دوسری طرف لے جا رہے تھے!

اب عمران ان لڑکیوں کی طرف مڑا جو اس پر ہنس رہی تھیں۔۔۔۔ یہ چار تھیں۔۔۔۔ اور ان میں ایک یوریشین بھی تھی۔

"آپ آدمی ہیں؟ یا گدھے!" یوریشین لڑکی نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میرا خیال ہے کہ میں نے ایک بار بھی گدھے کی آواز نہیں نکالی۔" عمران بڑی معصومیت سے بولا۔

یوریشین کے علاوہ بقیہ تینوں لڑکیاں پھر ہنس پڑیں۔

"آپ کون ہیں؟ یہاں کیوں آئے ہیں؟"

"میں۔۔۔۔ بارش۔۔۔۔ کتنی تیز ہو رہی ہے۔۔۔۔ آپ دیکھ رہی ہیں نا۔۔۔۔" عمران نے بھیگی ہوئی فلٹ ہیٹ کو سر سے منڈھے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ لیکن اس کا شیپ بالکل ہی بگڑ چکا تھا اس کے گوشے نیچے لٹکنے پڑے تھے۔ آخر عمران نے اسے باہر پھینک دیا۔

"لیکن آپ بھونکنے اور غرانے کیوں لگے تھے؟" ایک لڑکی نے ہنسی روکنے کی کوشش کرتے ہوئے پوچھا۔

"کیا کرتا مجبوری تھی۔۔۔۔ میں انہیں ان کی زبان میں سمجھانے کی کوشش کر رہا تھا کہ میں ان سے کمزور نہیں ہوں۔"

کتے اب بھی عمارت کے کسی گوشے میں آسمان سر پر اٹھائے ہوئے تھے۔

"اچھا آپ تشریف لے جائیے۔" یوریشین لڑکی نے کہا "ورنہ وہ ہماری نیند حرام کر دیں گے۔"

"آپ دیکھ رہی ہیں کہ بارش۔۔۔۔"

"ہاں میں دیکھ رہی ہوں کہ بارش ہو رہی ہے۔" یوریشین لڑکی بولی "لیکن آپ کے کپڑے تو اب بھیگ ہی چکے ہیں۔۔۔۔"

"اسی لیے تو میں گھر نہیں جانا چاہتا۔۔۔۔ بھیگے ہوئے کپڑے دیکھ کر ممی اور ڈیڈی گھر میں گھسنے نہیں دیں گے۔ ڈیڈی بہت غصہ ور آدمی ہیں اور ممی ان سے بھی زیادہ غصہ ور ہیں۔ جب انہیں غصہ آتا ہے تو قدرتی طور پر کئی روز تک ڈیڈی کے کھانے میں نمک بہت تیز رہتا ہے۔"

"مس صوفیہ!" ایک لڑکی نے یوریشین لڑکی سے کہا۔ "انہیں ضرور پناہ دینی چاہئے۔"

"نہیں مس داؤد!۔۔۔۔ میں مجبور ہوں۔ آج کل مسٹر داؤد اجنبیوں کو دیکھنا پسند نہیں کرتے۔"

"میں کب کہتی ہوں کہ ڈیڈی بھی انہیں دیکھیں۔"

"مس داؤد میں مجبور ہوں۔۔۔۔ مسٹر داؤد کا حکم!"

عمران سمجھ گیا کہ یوریشین مس داؤد کے نام سے مخاطب کر رہی تھی وہ لڑکی جھلا گئی۔

"آپ میرے ساتھ آئیے۔" اس نے عمران کی طرف دیکھ کر کہا۔

"نہیں!" عمران دردناک آواز میں بولا۔ "آپ لوگ میری وجہ سے جھگڑا نہ کیجئے۔ میں چلا

جاؤں گا ہو سکتا ہے یہ میری زندگی کی آخری رات ہو کیونکہ اس وقت سڑکیں پانی میں ڈوبی ہوئی ہوں گی.... اور گٹروں کے ڈھکن کھول دیئے گئے ہوں گے.... رات کو مجھے یوں بھی کم دکھائی دیتا ہے کسی گٹر میں پاؤں پڑے گا اور میں ہمیشہ کے لئے بدبودار پانی میں دفن ہو جاؤں گا۔"

عمران نے خاموش ہو کر ایک ٹھنڈی سانس لی اور واپس جانے کے لئے مڑا۔

"ٹھہریئے!" مس داؤد نے آگے بڑھ کر کہا "آپ اس وقت تک نہیں جائیں گے جب تک بارش ختم نہ ہو جائے۔"

"لیکن وہ صاحب.... کیا.... نام ان کا.... جو اجنبیوں کو دیکھنا نہیں پسند کرتے۔"

"اوہ.... آپ فکر نہ کیجئے.... میں انہیں سمجھا لوں گی.... وہ میرے ڈیڈی ہیں۔"

"لیکن اگر وہ میرے ہی ڈیڈی کی طرح غصہ ور ہوئے تو؟"

"میں نہیں جانتی مس داؤد!" تحمیلا بڑبڑاتی ہوئی چلی گئی۔ "اس کی ذمہ داری آپ پر ہوگی۔"

"یہ لڑکی بہت چڑچڑی معلوم ہوتی ہے۔" عمران بولا۔

"ڈیڈی کی سیکرٹری ہے چلئے آپ.... بہت بری طرح بھیگ گئے ہیں۔"

وہ اسے اسی عمارت کے ایک کمرے میں لائیں جہاں فرنیچر وغیرہ نہیں تھا....

"دیکھئے اس طرف غسل خانہ ہے.... وہاں آپ اپنے کپڑے تبدیل کر لیجئے۔" ایک لڑکی نے کہا۔

"ہائیں!" عمران آنکھیں پھاڑ کر بولا "لیکن میرے پاس دوسرے کپڑے ہیں کہاں؟"

"کپڑے...." لڑکی سوچ میں پڑ گئی.... پھر ایک شوخ سی مسکراہٹ کے ساتھ بولی۔ "کیا آپ تھوڑی دیر تک پیٹی کوٹ اور بلاؤز میں نہ رہ سکیں گے۔ اتنے میں آپ کے کپڑے بھی پریس ہو جائیں گے۔"

اس تجویز پر لڑکیاں ہنسنے لگیں اور عمران احمقوں کی طرح ایک ایک کا منہ تکنے لگا۔

"آخر اس میں حرج ہی کیا ہے۔" مس داؤد نے سنجیدگی سے کہا "ابھی آپ کتنوں سے تو کی ہی زبان میں گفتگو کر رہے تھے.... اب تھوڑی دیر کے لئے عورتوں میں عورت بن جایئے۔"

"میں کتا بن سکتا ہوں.... لیکن عورت بننا میرے بس سے باہر ہے کیونکہ عورت اکثر بھونکے بغیر ہی کاٹ کھاتی ہے.... اور کتے کاٹنے سے پہلے ہی معذرت طلب کر لیتے ہیں نہیں نہیں میں بالکل ٹھیک ہوں.... بارش تھمتے ہی یہاں سے چلا جاؤں گا۔"

دفعتاً راہداری میں قدموں کی آوازیں گونجنے لگیں۔ جو رفتہ رفتہ قریب آتی جا رہی تھیں۔

"ڈیڈی آ رہے ہیں شاید.... تحمیلا کی بچی نے انہیں بتا ہی دیا۔" مس داؤد بڑبڑائی۔

دوسرے لمحے میں ایک دبلا پتلا بوڑھا دروازے میں کھڑا انہیں گھور رہا تھا.... اس کے پچکے ہوئے چہرے پر بڑی بڑی اور چڑھی ہوئی سفید مونچھیں بری لگ رہی تھیں.... آنکھیں بھوری اور چندھی تھیں۔

اس نے کھنکھناتی ہوئی آواز میں کہا "یہاں کیا ہو رہا ہے؟"

"کچھ نہیں ڈیڈی...." مس داؤد آگے بڑھ کر بولی "یہ بے چارے بھیگ گئے تھے۔"

"یہ بے چارے اب بھی بھیگے ہوئے ہیں.... پھر؟"

"میں نے کہا.... یہ اپنے کپڑے خشک کر لیں.... تب تک بارش بھی تھم جائے گی۔"

"اور اگر بارش نہ تھمی تو؟" بوڑھے نے تیز لہجے میں سوال کیا۔

"تب پھر...."

"تب پھر کیا؟.... جلدی بولو.... میرے پاس زیادہ وقت نہیں۔"

"تب پھر یہ چلے ہی جائیں گے۔"

"بہتر یہی ہے کہ ابھی چلے جائیں۔" بوڑھے نے کہا۔

عمران کے چہرے پر حماقت کے آثار بحال ہو گئے تھے۔ ویسے وہ اس بوڑھے کا بہت توجہ اور دلچسپی سے جائزہ لے رہا تھا.... یہی سیٹھ داؤد تھا۔ اس کی ظاہری حالت کہہ رہی تھی کہ وہ اعصابی خلل کا شکار ہے۔ تیزی سے حرکت کرتی ہوئی آنکھوں سے بے چینی مترشح تھی۔

"دیکھئے.... میں آپ سے کہہ رہا تھا!" عمران نے مس داؤد کی طرف دیکھ کر رو دینے والی آواز میں کہا۔ "مجھے جانے دیجئے.... ہمدردیوں کے مستحق صرف جان پہچان والے ہوتے ہیں.... ورنہ لاوارث لاشیں فٹ پاتھوں پر پڑی ہوئی کیوں ملیں۔"

"نو کرم آپ لڑکیوں کو سیاست نہ پڑھایئے۔" بوڑھے نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"بہت بہتر۔" عمران نے کسی کمسن بچے کی طرح معصومیت سے سر ہلا کر کہا۔

"ڈیڈی میں نے ان سے وعدہ کیا تھا۔" مس داؤد نے کہا۔

"میں نے تو وعدہ نہیں کیا تھا۔" سیٹھ داؤد نے جلے بھنے لہجے میں کہا۔

"میری زندگی میں یہ چھتیں میری ہیں.... مسٹر آپ کھڑے کیوں ہیں؟" عمران جلدی سے فرش پر بیٹھ گیا۔

"تھیلما!" سیٹھ داؤد نے تھیلما کی طرف مڑے بغیر اسے مخاطب کیا۔ وہ اس کے پیچھے کھڑی تھی.... سیٹھ داؤد دروازے سے کمرے میں کھسک آیا۔

"جی!" تھیلما آگے بڑھی۔

"پولیس کو فون کرو".... سیٹھ داؤد نے عمران کے چہرے پر نظر جماتے ہوئے کہا۔

لیکن عمران پر اس جملے کا بھی کوئی اثر نہ ہوا.... وہ گونگے اور بہرے آدمیوں کی طرح ایک ایک کی صورت دیکھ رہا۔

"بہت بہتر جناب!" تھیلما جانے کے لئے مڑی۔

"ٹھہرو!" مس داؤد نے تحکمانہ لہجے میں کہا "یہ نہیں ہو سکتا.... ہرگز نہیں ہو سکتا ڈیڈی میں زہر کھالوں گی.... آپ مجھے ذلیل کر رہے ہیں۔"

"تھیلما جاؤ!" سیٹھ داؤد غرایا۔

تھیلما چلی گئی۔

"ڈیڈی! یہ نہیں ہو سکتا۔"

"تم اپنے کمرے میں جاؤ!" سیٹھ داؤد نے اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

"میں ہرگز نہیں جاؤں گی.... اگر آپ نے انہیں پولیس کے حوالے کیا تو اچھا نہ ہوگا۔"

"کیا تم اسے پہلے سے جانتی ہو؟" دفعتاً داؤد کا لہجہ نرم ہو گیا۔

"نہیں! میں ان کے نام سے بھی واقف نہیں ہوں۔"

"تب تمہارے دماغ میں فتور ہے۔"

مس داؤد عمران کی طرف مڑی۔ جو اب بھی سادھوؤں کی طرح پالتی مارے فرش پر بیٹھا ہوا تھا۔

"آپ چلے جائیے! میں بہت شرمندہ ہوں! خدا کے لئے پولیس کے آنے سے پہلے ہی چلے جائیے.... ڈیڈی پتھر ہیں!"

"پولیس کو آنے دیجئے.... اس کی پرواہ مجھے نہیں ہے!" عمران نے دردناک انداز میں

ہاتھ اٹھا کر کہا۔

"پھر آپ پاگل ہیں! جائیے خدا کے لئے!"

"نہ میں خدا کے لئے آیا تھا اور نہ خدا کے لئے جاؤں گا" عمران نے کسی ضدی بچے کی طرح کہا۔ "یہ کیا ستم ہے کہ الوؤں کو مہمان خانے میں جگہ ملے اور آدمی کا پٹھا سڑکوں پر بھٹکتا پھرے.... واہ بھئی.... لاحول.... کسی شخص نے کہا تھا...."

"کیا....؟" سیٹھ داؤد کا منہ حیرت سے پھیل گیا "کیا کہا تم نے؟"

"یہی کہ میں آدمی کا پٹھا ہوں.... الو کا نہیں.... جی ہاں!"

"تم کون ہو؟" داؤد نے خوفزدہ سی آواز سے پوچھا.... اس کے چہرے کی ساری سختی یکلخت غائب ہو گئی تھی۔

"آ.... کیا آپ کو یقین نہیں ہے کہ میں آدمی ہوں؟"

"ڈیڈی کا مطلب ہے کہ آپ کا نام کیا ہے؟" مس داؤد جلدی سے بولی "رات کا شہزادہ!" عمران نے بڑی معصومیت سے کہا اور سیٹھ داؤد غالباً خود کو سنبھالے رکھنے کیلئے دیوار سے جا لگا....

اتنے میں راہداری سے دوڑتے ہوئے قدموں کی آواز آئی۔

آنے والی تھیلما تھی.... وہ جہاں سے بھی آئی غالباً دوڑتی ہوئی آئی تھی۔ کیونکہ اس نے گفتگو کیلئے ہونٹ تو کھولے تھے لیکن چڑھتی ہوئی سانسوں نے ایک لفظ بھی کہنے کا موقع نہ دیا۔

"مسٹر داؤد پلیز....!" وہ بمشکل تمام کہہ سکی۔ "ایک.... منٹ کے.... لئے ادھر آیئے....!"

اس نے کمرے سے باہر چلنے کا اشارہ کیا تھا۔ داؤد نے ایک بار پھر سہمی ہوئی آنکھوں سے عمران کی طرف دیکھا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔

لیکن لڑکی اسی خاموش کھڑی عمران کو گھور رہی تھی۔ انہوں نے بھی داؤد کے رویے میں اس فوری تبدیلی کو محسوس کر لیا تھا۔

"ہاں" عمران سر ہلا کر بولا "بچی کوٹ.... اور بلاوز سے کام چل جائے گا۔ لیکن جلدی کیجئے.... مجھے سردی محسوس ہونے لگی ہے اگر بخار آ گیا تو میں آسمان سر پر اٹھا لوں گا۔"

مس داؤد آہستہ آہستہ چلتی ہوئی عمران کے قریب آئی اور اسے گھورتی ہوئی بولی۔

"آپ کون ہیں؟"

"لاحول... ولا قوۃ...!" عمران اپنی پیشانی پر ہاتھ مار کر بولا۔ "اگر مجھے یہ معلوم ہوتا تو اپنے گلے میں ایک سائن بورڈ لٹکا لیتا۔"

"ڈیڈی ایک بیک خوف زدہ کیوں ہو گئے تھے... میری بات کا جواب دیجئے..."

"ارے وہ..." عمران ہنسنے لگا۔ پھر کچھ دیر بعد بولا۔ "وہ لڑکی بڑی عقلمند ہے انہیں بخشوا لے گئی... ورنہ یہیں جلا کر بھسم کر دیتا... فقیروں سے دل لگی بھی کھیل نہیں ہے... آپ نے میری سیوا کی ہے۔ اس لئے جو دل چاہے پوچھ لیجئے... سٹے کا نمبر... لاٹری کا نمبر کسی معمے کا حل... مقدمے میں کامیابی ہوگی یا ناکامی... شوہر کالا ہوگا یا گورا... وغیرہ وغیرہ... سب..."

"ہاتھ دیکھنا بھی جانتے ہیں آپ؟" ایک لڑکی نے پوچھا۔ ویسے اسے بہت زور سے ہنسی آ رہی تھی۔

"ہاں... جی ہاں!"

"ذرا میرا ہاتھ تو دیکھئے۔"

"لائیے..." عمران نے اپنا ہاتھ بڑھا دیا۔

وہ دو یا تین منٹ تک اس کا ہاتھ الٹ پلٹ کر دیکھتا رہا۔ پھر اسے چھوڑ کر اپنا گال کھجانے لگا۔

"کچھ بتایا نہیں آپ نے!" لڑکی نے کہا۔

"آہا کیا عرض کروں... سب ٹھیک ہے... آپ کے ہاتھ بہت خوبصورت ہیں مگر ناخن بڑھا کر اپنی انگلیوں پر ظلم کیا ہے... قیامت کے دن ان میں کیلیں ٹھونک دی جائیں گی... علمائے کرام یہی کہتے ہیں...!"

"مسٹر...!" مس داؤد جھنجھلائی ہوئی آواز میں بولی۔ "اب براہ کرم آپ یہاں سے کھسک جائیے۔" عمران تھوڑا سا آگے کھسک گیا۔

"نہیں سنا آپ نے...؟"

"کھسک تو گیا۔" عمران نے لاپروائی سے کہا اور پھر دوسری لڑکی سے بولا "کیا آپ ہاتھ نہیں دکھائیں گے۔"

"جی نہیں... شکریہ!" جواب ملا۔

"آپ اٹھتے ہیں یا میں نوکروں کو بلاؤں!" مس داؤد نے کہا۔

"خدا کی قسم میں نوکروں کے ہاتھ ہرگز نہیں دیکھوں گا۔"

"اچھا تو پھر ٹھہرئیے..." مس داؤد دروازے کی طرف بڑھتی ہوئی بولی۔ لیکن اسے دروازے ہی میں رک جانا پڑا ورنہ رکتی تو یقینی طور تھیلما سے ٹکرا جاتی جو آندھی اور طوفان کی طرح کمرے میں داخل ہوئی تھی اس بار پھر وہ بری طرح ہانپ رہی تھی۔ شاید اسے دوڑ کر ہی آنا پڑا تھا۔

"مسٹر... ذرا سنئے... میرے ساتھ آئیے..." اس نے عمران سے کہا۔ عمران فرش سے اٹھ گیا۔

(٨)

تھیلما اور عمران بڑی تیزی سے راہداری طے کر رہے تھے۔ آخر وہ ایک کمرے میں داخل ہوئے اور تھیلما نے دروازہ بند کر دیا۔

"میں آپ سے معافی چاہتی ہوں!" اس نے کپکپاتی ہوئی آواز میں کہا۔ "جو کچھ بھی ہوا ناواقفی میں ہوا۔"

"سب ٹھیک ہے!" عمران بڑبڑایا۔

"ابھی کچھ دیر قبل روشی نے آپ کے متعلق فون کیا تھا... پھر میں نے سوچا کہ یہ آپ ہی ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ میں آپ کے بارے میں روشی سے سب کچھ سن چکی ہوں۔ میں نے اس سے استدعا کی تھی کہ آپ کو کچھ دنوں کے لئے یہاں بھیج دے۔ روشی میری دوست ہے۔"

"اچھا تو اب کام کی بات شروع کر دو۔ مجھے بہت کم فرصت رہتی ہے۔" عمران نے کہا۔

"مسٹر داؤد ایک پرائیویٹ سراغرساں چاہتے ہیں۔"

"اس قسم کے جانور عموماً انگلینڈ اور امریکہ ہی میں پائے جاتے ہیں۔ اپنے یہاں ان کی گنجائش نہیں... [illegible] کیوں؟"

"تو ہوا... میں جانتی ہوں کہ یہاں پرائیویٹ سراغرسانی کے لائسنس نہیں دیئے جاتے۔"

"پھر؟"

"کچھ نہیں مجھے علم ہے کہ آپ کسی نہ کسی طرح اپنا کام چلا ہی لیتے ہیں۔"

"اچھا... چلا لیتا ہوں... پھر؟"

"پھر یہ کہ یہاں بھی چلایئے!" تھیلما نے مسکرا کر کہا۔

"خوب! لیکن کام کی نوعیت؟"

"اتفاق سے یہ مسئلہ کم از کم میرے لئے اتنا الجھا ہوا ہے کہ شائد کام کی نوعیت بھی آپ ہی کو دریافت کرنی پڑے.... اتنا میں آپ کو بتا سکتی ہوں کہ مسٹر داؤد پچھلے پندرہ دنوں سے بہت زیادہ خائف نظر آ رہے ہیں۔ لیکن خوف کی وجہ انہوں نے مجھے نہیں بتائی.... بس وہ ایک پرائیویٹ سراغرساں چاہتے ہیں، جو ہر وقت ان کے ساتھ رہے۔"

"اس سے زیادہ اور کچھ نہیں جانتیں؟"

"نہیں.... مگر ایک بات اور.... وہ نہ جانے کیوں آپ سے بھی ڈر گئے ہیں۔ انہیں یقین ہی نہیں آ رہا کہ آپ وہی آدمی ہیں جس کے لئے میں نے ان سے وعدہ کیا تھا۔"

"تم نے وجہ نہیں پوچھی۔"

"نہیں.... نہیں! وہ کبھی کسی بات کی وجہ نہیں بتاتے۔"

عمران کچھ سوچنے لگا پھر اس نے کہا۔ "تو پھر مجھے صرف ان کے ساتھ رہنا ہوگا۔"

"جی ہاں!"

"اور پھر مجھے بتانا ہوگا کہ وہ کس سے اور کیوں خائف ہیں!"

"تمہارا نام تھیلما ہے.... ہے نا!"

"ہاں! میرا یہی نام ہے.... روشی...."

"روشی کو جہنم میں جھونکو.... ہاں تو مس تھیلما.... مسٹر داؤد کی دوسری بیوی کی کیا عمر ہوگی؟"

"کیوں؟ میرا خیال ہے کہ وہ پچیس سال سے زائد عمر کی نہیں ہیں۔ لیکن آپ یہ کیوں پوچھ رہے ہیں۔"

"کچھ نہیں! میں بچپن ہی سے سوچتا آیا ہوں کہ اگر کسی مالدار بوڑھے کی نوجوان بیوی اس پر عاشق ہو جائے تو بقیہ زندگی بڑے آرام سے کٹ سکتی ہے!"

تھیلما حیرت سے اسے گھورنے لگی۔

"مس تھیلما.... ان کا نام کیا ہے؟" عمران نے پوچھا۔

"شاداں.... مگر آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں۔"

"شاداں.... ایسا پیارا نام ہے۔" عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔

"مسٹر عمران آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں؟"

"یہ بہت فرسٹ کلاس باتیں ہیں مس تھیلما! اگر عاشق ہونا بری بات ہوتی تو دنیا کی متمدن ترین قومیں اپنا عشقیہ لٹریچر فخریہ انداز میں نہ پیش کرتیں۔"

"مسٹر عمران میں آپ کو ایسا نہیں سمجھتی تھی۔"

"یہ میری بد نصیبی تھی.... ورنہ.... مس تھیلما.... جس طرح ہمارے باپ دادا عشق کرتے چلے آئے ہیں اسی طرح ہم بھی اس کا حق رکھتے ہیں آپ نے شائد.... ہیر لیلیٰ.... اور رانجھا مجنوں نہیں پڑھی.... ضرور پڑھئے.... پھر آپ بھی عشق کی قائل ہو جائیں گی.... فی الحال میں آپ کو یہ یاد دلانا چاہتا ہوں کہ میرے کپڑے بھیگے ہوئے ہیں۔"

"آپ نے مجھے الجھن میں ڈال دیا ہے۔"

"ارے واہ! الجھن کیسی.... اگر آپ نہیں چاہتیں تو سمجھا دیجئے گا شاداں کو.... یہی کہ مجھ پر عاشق نہ ہوں.... کمال کر دیا.... کوئی زبردستی تھوڑا ہی ہے.... ویسے اگر عاشق ہو جائیں تو اچھا تھا.... خیر بتایئے.... میں سیٹھ داؤد کے لئے مفت کام کروں گا.... دن رات یہیں قیام رہے گا محض آپ کی خاطر.... آپ روشی کی دوست ہیں نا!"

(۹)

سیٹھ داؤد مضطربانہ انداز میں عمران کی طرف مڑا.... اور اسے غور سے دیکھنے لگا۔ وہ کھڑکی کے قریب ایک کرسی پر بیٹھا ہوا باہر جھانک رہا تھا۔

"آپ میرے لئے کیا کر سکیں گے؟" داؤد نے پوچھا۔

"میں.... ٹھہریئے.... پہلے یہ بتایئے.... کیا آپ اسے پہچانتے ہیں؟"

"کسے؟"

"جس سے آپ خائف ہیں؟"

"میں.... کسی سے خائف نہیں ہوں۔"

"پھر آپ کو ایک پرائیویٹ سراغرساں کی ضرورت کیوں پیش آئی ہے؟"

داؤد کچھ نہ بولا۔ اس کے چہرے پر ڈھکی چھپی ذہنی الجھن موجیں مارنے لگی تھی۔

"کیا آپ اسے نہیں جانتے؟..." داؤد کپکپاتی ہوئی آواز میں آہستہ سے بولا۔

"بھلا میں کیا جانوں!"

"پھر آپ نے الو... اور رات کے شہزادے کا حوالہ کیوں دیا تھا؟"

"آہا... وہ..." عمران بچوں کی طرح کھلکھلا کر ہنس پڑا "وہ تو میرے دوست مجھے الو کہتے ہیں اور میں خوش ہوتا ہوں... کیونکہ الو کا شاعرانہ نام شہزادہ شب ہے!"

"آپ جھوٹ بول رہے ہیں جناب... خیر تو آپ بھی اس کے متعلق کچھ نہ کچھ جانتے ہیں۔" داؤد نے کہا... "اگر آپ اسے پہچانتے بھی ہوں تو میں آپ کو مالا مال کر سکتا ہوں۔ تین لاکھ روپے کم نہیں ہوتے... میں نے اس کے لئے تین لاکھ روپے الگ کر دیے ہیں۔"

"کیا آپ اسے نہیں پہچانتے؟" عمران نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"نہیں!..." دفعتاً داؤد کا چہرہ سرخ ہو گیا "اگر میں اسے پہچانتا ہوتا تو وہ آج زمین پر نہ ہوتا۔"

"بڑی عجیب بات ہے... مگر آپ اس سے خائف کیوں ہیں!" عمران نے پوچھا۔

"اس کا تعلق صرف میری ذات سے ہے۔"

"خیر میں سمجھا... مجھے علم ہے کہ وہ ایک بلیک میلر ہے!" عمران سر ہلا کر بولا۔

"اور آپ اسے پہچانتے ہیں۔" داؤد نے مضطربانہ انداز میں کہا۔

"نہیں جناب... اسے شائد کوئی بھی نہیں پہچان سکتا۔"

"لیکن تھیلما کہہ رہی تھی کہ آپ اسے پہچان لیں گے۔"

قبل اسکے کہ عمران کچھ کہتا کسی نے دروازہ پر دستک دی اور ساتھ ہی ایک نسوانی آواز آئی۔

"کیا میں اندر آسکتی ہوں؟"

عمران نے داؤد کی بوکھلاہٹ محسوس کرلی۔ داؤد نے عمران کی طرف دیکھا جو بھیگے ہوئے کپڑے اتار کر صرف ایک چادر لپیٹے بیٹھا تھا۔

"موقع نہیں ہے۔" داؤد نے بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا۔

"کیا مطلب؟" سریلی آواز درشت ہو گئی۔ اور داؤد دروازے کی طرف جھپٹا۔ دروازے میں تھوڑا سا درز کر کے آہستہ سے بولا۔ "یہاں ایک اجنبی ہے اور ایسی حالت میں ہے کہ تمہارا آنا مناسب نہیں۔"

"کیسی حالت میں؟" عمران نے سریلی آواز پھر سنی۔

"وہ... وہ اس کے کپڑے بھیگ گئے ہیں!... وہ... وہی ہے... روپ نگر والی فیکٹری کا نیا منیجر... آج یہاں آیا تھا... بارش میں کپڑے بھیگ گئے... اور اب اس کے جسم پر صرف ایک چادر ہے۔"

"یہاں... عذر لنگ!" سریلی آواز پھر تیز ہو گئی "وہ تھیلما کی بچی اب یہاں نہیں رہ سکتی۔"

"ارے یہاں تھیلما نہیں ہے! کیوں خواہ مخواہ..." داؤد گڑگڑایا۔

"تو پھر کسی اجنبی کی موجودگی بھی بکواس ہے۔"

"نہیں محترمہ یہ حقیقت ہے!" عمران نے ہانک لگائی۔

پتہ نہیں پھر کیا ہوا... اچانک سیٹھ داؤد آواز کے ساتھ دروازہ بند کر کے عمران کی طرف مڑا۔ اس کے ہونٹوں پر خفت آمیز مسکراہٹ تھی۔

"یہ عورتیں بھی بڑی شکی ہوتی ہیں۔ داؤد نے کہا" دیکھا آپ نے!"

"جی ہاں... کیا بیگم صاحبہ تھیں؟"

داؤد اثبات میں سر ہلاتا ہوا بولا "حالانکہ وہ ایک موڈرن عورت ہے! لیکن ذہنیت ہزار سال پرانی رکھتی ہے... اسے تھیلما کی موجودگی پسند نہیں! لیکن تھیلما کے بغیر میرا کام نہیں چل سکتا... اس... وہ بہت ذہین لڑکی ہے۔"

"ہاں... آں... اب ہمیں پھر اصل موضوع کی طرف لوٹ جانا چاہئے۔"

"یقیناً..." داؤد میز کے گوشے سے ٹکتا ہوا بولا۔

"مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ آپ کے مہمان خانے ہی میں مقیم ہے۔" عمران نے کہا۔

"تو کیسے معلوم ہوا آپ کو؟"

"بس معلوم ہو گیا شہر میں ہونے والی ساری انوکھی باتوں کا مجھے علم رہتا ہے۔"

"تب پھر آپ اس کی شخصیت سے بھی واقف ہوں گے... مجھے یقین ہے۔" داؤد بولا۔

"جی لیکن اب میں اس سے جان پہچان پیدا کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔"

"دیکھئے آپ مجھے بہلا رہے ہیں۔" داؤد نے کہا "اگر آپ مجھے اس کی شخصیت سے آگاہ کر دیں تو کل صبح تک تین لاکھ کے مالک بن سکتے ہیں۔"

"بڑی عجیب بات ہے جناب! وہ آپ کے مہمان خانے میں مقیم ہے اور آپ اس کی شخصیت سے واقف نہیں ہیں۔"

"ہاں یہ حقیقت ہے! مہمان خانے میں اس وقت بارہ آدمی ہیں.... اور ان میں سے کوئی ایک وہی ہے۔"

"لیکن آپ کو اس کا علم کیسے ہوا کہ وہ آپ کے مہمان خانے ہی میں موجود ہے۔"

"خود اسی نے مجھے ایک خط کے ذریعہ اس سے آگاہ کیا ہے۔"

"اس خط کے ساتھ الو کی تصویر بھی رہی ہوگی۔"

"اوہ.... آپ یہ بھی جانتے ہیں!" سیٹھ داؤد نے حیرت سے کہا۔

عمران سر ہلا کر بولا "جی ہاں! میں جانتا ہوں! اچھا.... کیا وہ آپ کو کسی معاملے میں بلیک میل کرنا چاہتا ہے۔"

"ہاں آں.... چلئے یہی سمجھ لیجئے۔"

"مسٹر داؤد.... ایک بات سمجھ میں نہیں آتی.... آخر اس نے آپ ہی کے یہاں کیوں قیام کیا ہے؟"

"محض مجھے خوفزدہ کرنے کے لئے! یہ جتانے کے لئے کہ وہ ہر حال میں مجھ سے اپنے مطالبات منوا سکتا ہے.... میرے قریب رہ سکتا ہے لیکن میں اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکوں گا۔"

"کیا حقیقتاً اس کا تعلق جنوبی افریقہ سے ہے؟" عمران نے پوچھا۔

"میں اس کے بارے میں وثوق سے نہیں کہہ سکتا۔ ویسے اس وقت جنوبی افریقہ کے پانچ تاجر میرے مہمان خانے میں مقیم ہیں۔"

"کیا مہمان خانہ صرف جنوبی افریقہ کے تاجروں کے لئے ہے؟"

"نہیں۔ یہ ضروری نہیں.... چھ تاجر ایسے بھی ہیں جنہوں نے کبھی جنوبی افریقہ کی شکل بھی نہ دیکھی ہوگی۔"

"کیا آپ کرار نامی کسی آدمی سے واقف ہیں؟"

"کیوں؟.... نہیں تو.... یہ نام میرے لئے نیا ہے۔"

" آپ نگارو کے منیجر کو جانتے ہیں؟"

"نہیں میں نہیں جانتا لیکن آپ یہ سب کیوں پوچھ رہے ہیں؟"

"بس یونہی.... میں نے سوچا...." عمران داؤد کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔ "ہاں! کیا آپ میرے سوچنے پر بھی پابندی لگا سکتے ہیں؟"

"مطلب یہ کہ اس بات کے سوچنے کی کوئی وجہ ہوگی۔"

"جی ہاں! بالکل اسی طرح کہ میں آپ سے کرار کی باتیں کیوں دریافت کر رہا ہوں۔ کرار کو آپ نہیں جانتے.... نگارو کے منیجر سے بھی واقف نہیں۔ لیکن آپ نگارو کے منیجر کے متعلق کچھ معلوم کرنے کے لئے بے چین ہیں۔ ایسے کام نہیں چلے گا داؤد صاحب! آپ کی مقصد براری اسی صورت میں ہو سکتی ہے جب آپ مجھ سے کچھ چھپانے کی کوشش نہ کریں۔"

"اور آپ مجھ سے سب کچھ چھپاتے رہیں۔" داؤد مسکرایا۔

"میں کیا چھپا رہا ہوں؟" عمران نے حیرت ظاہر کی۔

"آپ اس بلیک میلر کو جانتے ہیں؟"

"نہیں۔ میں قطعی نہیں جانتا۔"

"پھر آپ نے اس سلسلے میں نگارو کے منیجر کا نام کیوں لیا؟"

"آہا.... مسٹر داؤد.... تو آپ نگارو کے منیجر کو جانتے ہیں!"

"ہاں میں جانتا ہوں لیکن آپ اس سلسلے میں اس کا نام کیوں لے رہے ہیں۔"

اس لئے کہ مجھے یہ بات اسی نے بتائی تھی.... کہ ایک خطرناک آدمی آپ کے مہمان خانے میں مقیم ہے۔"

"اوہ...." داؤد مضطربانہ انداز میں اٹھ کر ٹہلنے لگا۔

"لیکن آپ کو اس نے بتایا کیوں؟" داؤد نے تھوڑی دیر بعد کہا۔

عمران کچھ دیر تک اسے غور سے دیکھتا رہا، پھر بولا۔ "کرار نگارو کا ایک حصہ دار تھا۔ کل کسی نے اسے پراسرار حالات میں قتل کر دیا.... کرار میرا موکل تھا لہٰذا مجھے نگارو کے منیجر سے پوچھ گچھ کرنی پڑی۔ اس نے بتایا کہ کرار ایک خطرناک آدمی کے پیچھے تھا.... اس نے نگارو کے منیجر سے کہا تھا کہ اگر وہ اس آدمی پر قابو پا گیا تو کافی دولت پیدا کر سکے گا.... اور منیجر نے یہ بھی بتایا تھا کہ وہ خطرناک آدمی آپ کے مہمان خانے ہی میں مقیم ہے۔"

"بڑی عجیب بات ہے۔" داؤد نے گردن جھٹک کر کہا "فگارو کے منیجر کو میں ایک دوسری حیثیت میں جانتا ہوں۔"

"کیا آپ مجھے بتائیں گے؟"

"میں نہیں سمجھتا کہ میں اس واقعہ کو کیوں چھپاؤں۔"

"عقلمندی کے خلاف ہے جناب!" عمران سر ہلا کر بولا۔

"فگارو والے شراب کے اسمگلنگ کرتے ہیں۔ ایک بار انہوں نے دھوکا دے کر میرے کچھ لانچ استعمال کیے تھے۔ آپ شاید نہ جانتے ہوں کہ بندرگاہ کے قریب میرے بجرے رہتے ہیں۔ میں نے فگارو کے منیجر کو اس سلسلے میں بہت لتاڑا تھا۔"

"کیا آپ نے اس اسمگلنگ کے سلسلہ میں کرار کا نام کبھی نہیں سنا؟"

"نہیں۔ میں نے کبھی نہیں سنا۔"

عمران کچھ سوچنے لگا... پھر اس نے میز پر سے اپنا واٹر پروف پرس اٹھایا اور اس میں سے چند تصویریں نکال کر سیٹھ داؤد کے سامنے ڈال دیں۔

"کرار یہی ہے!..." اس نے کہا... "ہو سکتا ہے کہ آپ نے اسے کبھی دیکھا ہو۔"

"آہا... اوہ... یہ تو... مگر" داؤد خاموش ہو کر عمران کی طرف دیکھنے لگا۔

"کیا آپ اسے پہچانتے ہیں؟" عمران نے پوچھا۔

"ہاں آں... لیکن آپ کہتے ہیں کہ اس کا نام کرار تھا...."

"کیوں... آپ اس کو کسی دوسرے نام سے بھی جانتے ہیں۔"

"یہ تو مجھ سے اکثر ملتا رہا ہے... مگر اس نے مجھے اپنا نام پار کر بتایا تھا... اور یہ میرے لانچ کسی غیر قانونی کام کے سلسلے میں استعمال کرنا چاہتا تھا۔ اگر آپ کہتے ہیں کہ یہ فگارو کا حصہ دار تھا تو پھر ہو سکتا ہے کہ وہ بھی شراب کی اسمگلنگ ہی کے چکر میں رہا ہو۔"

"ہاں کہتے چلئے!" عمران سر ہلا کر بولا "غالباً آپ نے لانچ دینے سے انکار کر دیا ہوگا۔"

"قطعی!... میں بہت محتاط آدمی ہوں!... اور ہاں اس نے یہ بھی بتایا تھا کہ وہ افریقہ میں بھی رہ چکا ہے۔"

"وہ آخری بار آپ سے کب ملا تھا؟"

"پاپا پچھلے ہفتے میں...." سیٹھ داؤد نے کچھ سوچتے ہوئے کہا "میرے خدا اب سارے معاملات تو خود صاف ہوتے جا رہے ہیں۔ شاید مرنے والا اس خطرناک آدمی کو پہچانتا تھا.... کیونکہ اس نے مجھے دھمکی دی تھی.... جب میں نے لانچ دینے سے انکار کر دیا تو اس نے کہا کہ وہ مجھے دیکھ لے گا کیونکہ میں نے ایک بہت بڑے مجرم کو اپنے مہمان خانے میں ٹھہرا رکھا ہے۔ اس وقت مجھے اس بلیک میلر کا خط نہیں ملا تھا۔ لہٰذا اس کی طرف خیال بھی نہیں گیا۔ بہرحال مجھے پادری کی اس بے تکی دھمکی پر غصہ آگیا اور میں نے اسے دھکے دے کر نکلوا دیا.... یقیناً مسٹر عمران.... وہ اس بلیک میلر کو پہچانتا تھا.... اسی لئے اسے اپنی زندگی سے ہاتھ دھونے پڑے.... وہ آدمی جس کا نشان الو ہے.... انتہائی سفاک اور بیدرد آدمی ہے۔"

داؤد خاموش ہو گیا.... عمران نے پھر کوئی سوال نہیں کیا۔ وہ کچھ سوچ رہا تھا۔

(۱۰)

داؤد پریشان تھا۔ وہ جلد از جلد اس قضیئے کو ختم کر دینا چاہتا تھا۔ اس نے عمران کو یہ نہیں بتایا کہ وہ اس بلیک میلر کو پہچاننا کیوں چاہتا ہے۔ عمران کو اس کے یہاں رہتے ہوئے تین دن ہو چکے تھے اور اب تک اس نے بظاہر دن بھر ٹھنڈی سانسیں بھرنے کے علاوہ اور کوئی کام نہ کیا تھا۔

اس نے کئی شہلا نے اس کو اپنی طرف متوجہ کرنے کی کوشش شروع کر دی تھی۔

شہلا بڑی پرکشش عورت تھی۔ خدوخال تیکھے تھے اور ان کی مناسبت سے وہ تھی بھی تیز طرار... مگر عمران اسے ابھی تک اپنی طرف متوجہ نہیں کر سکا تھا.... تھیلما عمران کی حرکتیں دیکھتی اور سر پیٹ کر رہ جاتی۔ وہ روشی کی دوست تھی اور اسے عمران کے متعلق روشی ہی سے سب کچھ معلوم ہو چکا تھا۔

دوسری طرف داؤد کی لڑکی شاہدہ سخت متحیر تھی۔ حالات ہی ایسے تھے۔ عمران اس خاندان میں بڑے عجیب انداز سے داخل ہوا تھا.... اور پھر کہاں داؤد کی وہ دھمکی اور کہاں یہ کہ عمران ایک [illegible] تھا۔ وہ ایک بارش میں بھیگے ہوئے آدمی کی حیثیت سے پناہ لینے کے لئے وہاں آیا تھا۔ پھر داؤد نے اسے نکالنا چاہا.... بات اتنی بڑھی کہ داؤد نے پولیس کو بلانے کی دھمکی دی.... پھر دوسری صبح داؤد ہی کی زبان سے سنا گیا کہ وہ اس کی ایک فیکٹری کا نیا منیجر تھا لیکن یہ عجیب و

غریب بات پھیلنے نہیں پائی۔ اس رات شاہدہ کے ساتھ اس کی دو سہیلیاں تھیں جو بارش ت
ہی اپنے گھروں کو چلی گئی تھیں۔ تھیلما داؤد کی رازدار ہی تھی.... شاداں کو اس وقت کی
ہی نہ ہو سکی.... رہ گئی شاہدہ تو اسے داؤد نے منع کر دیا تھا کہ وہ اس بات کا تذکرہ کسی سے
کرے لیکن شاہدہ کو اصل واقعات سے آگاہ نہیں کیا گیا تھا۔

وہ سب ایک ہی میز پر کھانا کھاتے.... کھانے کے بعد اسٹڈی میں قہوہ نوشی کے
نشست ہوتی اور کبھی کبھار وہاں تاش بھی ہونے لگتا۔ ویسے داؤد بڑا زندہ دل آدمی تھا۔ ہر
تفریح میں حصہ لیتا اور یہ بات قطعی بھول جاتا کہ وہ ایک معمر آدمی ہے اور عمر کی مناسبت
اسے سنجیدہ بھی ہونا چاہئے۔

اکثر جنوبی افریقہ کے چار مہمان بھی ان میں آبیٹھتے.... ان کے داؤد سے بہت
تعلقات تھے یہ چاروں ایک دوسرے سے بہت مختلف تھے۔ ان میں عبدالرحمٰن تھا....
بھرکم جسامت والا.... عمر پچاس سے تجاوز کر چکی تھی اور اس کے بڑے سے چہرے پر
نیروکٹ مونچھیں بہت بری لگتی تھیں۔ شیو کرتے وقت نچلے ہونٹ کے نیچے تھوڑے سے
چھوڑ دیتا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ وہ نسلاً خالص عرب ہے مگر داؤد نے عمران کو بتایا تھا کہ اس
دادی نیگریس تھی۔

دوسرا خلیل خاور تھا اس کی عمر تیس سے زیادہ نہ ہوگی۔ کافی پرکشش شخصیت کا مالک
لیکن اسے بات بات پر ہنسی آتی تھی اسی لئے وہ پرکشش ہونے کے باوجود بھی دوسروں پر
اچھا اثر نہیں ڈال سکتا تھا۔

تیسرا جواد اکرم تھا.... بہت ہی کم گو اور دوسروں کی باتیں غور سے سننے والا....
کی معمولی سی بات بھی کافی گہرائی رکھتی تھی۔ عمران نے اسے ابھی تک دانت کھول کر ہنستے
دیکھا تھا۔ جب دوسرے قہقہے لگاتے تو اس کے ہونٹوں میں خفیف سا پھیلاؤ پیدا ہو جاتا
آنکھیں ناچتی ہوئی معلوم ہوتیں۔ اگر اس کے ہونٹوں کو نظرانداز کر کے آنکھوں ہی
دیکھا جاتا تو عالم خیال میں اس کے قہقہوں کی گونج ضرور سنائی دیتی۔ یہ بھی جوان العمر
کی آنکھیں ہر وقت سوچ میں ڈوبی ہوئی سی معلوم ہوتیں۔

چوتھا ہابیل خلیل تھا.... یہ یہودی تھا.... لیکن داؤد کا خیال تھا کہ وہ عادات و خصائل

اعتبار سے بہت ستھرا آدمی ہے.... ویسے وہ بلیوں کی سی آنکھیں رکھتا تھا جن کی رنگت چہرے کا
زاویہ بدلتے ہی تبدیل ہو جایا کرتی تھی۔ وہ اپنا زیادہ تر وقت عورتوں کو ہنسانے میں صرف کرتا
تھا.... حالانکہ وہ جو بات بھی کہتا اس میں تصنع اور بھونڈے پن کی جھلک ضرور ہوتی۔

اس وقت بھی یہ چاروں رات کے کھانے کے بعد اسٹڈی میں موجود تھے۔ قہوہ ختم کر کے
ان میں سے کئی اٹھ گئے۔ شاداں اور ہابیل خلیل پنگ پانگ کھیلنے چلے گئے۔ کچھ وہیں تاش کھیلنے
لگے۔ عبدالرحمٰن اور داؤد کسی مسئلے پر الجھ پڑے تھے اور ان میں بڑی گرماگرم بحث ہو رہی تھی۔

عمران نے اسی کمرے کی راہ لی جہاں پنگ پانگ کی میز تھی۔ یہاں کھیل شروع ہو چکا تھا۔ کسی
تیسرے کی عدم موجودگی کی بنا پر وہ خود ہی اپنے پوائنٹ گن رہے تھے۔ عمران نے محسوس کیا کہ
ہابیل کو اس کی موجودگی گراں گذر رہی ہے۔ مگر عمران کی نظریں تو شاداں کے چہرے پر تھیں اور
شاداں ایسی لاپروا نظر آ رہی تھی جیسے اسے کسی تیسرے آدمی کی موجودگی کا علم ہی نہ ہو۔

شاداں اسے اپنا ملازم سمجھتی تھی۔ وہ کچھ اسی قسم کی عورت تھی.... مغرور.... بددماغ....
اور تنگ نظر....

عمران میز کے قریب کھڑا ہو کر کھیل دیکھنے لگا۔ وہ آہستہ آہستہ میز کی طرف سرکتا ہی
جا رہا تھا۔ کچھ دیر بعد وہ میز پر نہ جانے کیا دیکھنے کے لئے اتنا جھکا کہ اس کا سر شاداں کی پھینکی
ہوئی گیند کی زد پر آ گیا۔

"آپ بالکل گدھے ہیں کیا؟" شاداں چیخی۔

"اوہ....!" عمران بوکھلا کر سیدھا ہوتا ہوا بولا۔ "میں معافی چاہتا ہوں۔"

"سوری چاہتا ہوں۔" شاداں جھنجھلاہٹ میں ہونٹ بھینچ کر بولی۔

"پیچھے ہٹو۔"

عمران دو تین قدم پیچھے ہٹ گیا۔ اب وہ کسی فوجی کی طرح تنا کھڑا ہوا تھا.... لیکن شاداں
یہ نہ دیکھ سکی کہ اس کی دونوں آنکھوں سے آنسو جاری ہیں.... وہ پھر کھیل میں مصروف ہو گئی
تھی.... عمران اسی طرح کھڑا روتا اور آنسو بہاتا رہا۔ اس وقت وہ حد درجہ مضحکہ خیز نظر آ رہا
تھا.... پھر وہ کنارے پڑی ہوئی کرسیوں میں سے ایک پر بیٹھ گیا۔ اور دونوں ہاتھوں سے چہرہ
ڈھانپ کر باقاعدہ طور پر رونے لگا.... مگر آواز سسکیوں سے زیادہ نہیں بڑھی.... ویسے وہ

سسکیاں ہی اتنی زوردار تھیں کہ گیند اور ریکٹوں کی "کھٹا کھٹ" ان میں دب کر رہ گئی تھی۔

کھیل بند ہو گیا۔

پہلے وہ دونوں دور ہی سے عمران کو دیکھتے رہے پھر قریب آ گئے.... لیکن وہ کرتے کیا بس کھڑے ایک دوسرے کی شکلیں دیکھتے رہے۔ عمران کی سسکیاں اور ہچکیاں تیز ہوتی جا رہی تھیں۔ ان دونوں کے منہ سے ایک لفظ بھی نہ نکل سکا۔ شاداں اتنی خفیف ہوئی تھی کہ اس کی پیشانی کی وہ ہلکی سی سلوٹ بھی غائب ہو گئی۔ جو تقریباً ہر وقت نظر آیا کرتی تھی اور محض اس سلوٹ کی بنا پر اس کے خدوخال مستقل طور پر کھنچے معلوم ہونے لگے تھے عمران کے دونوں ہاتھ بدستور چہرے پر جمے رہے.... ان دونوں نے پھر ایک دوسرے کی طرف بے بسی سے دیکھا اور چپ چاپ وہاں سے کھسک گئے! عمران راہداری میں ان کے قدموں کی آوازیں سنتا رہا۔ جو آہستہ آہستہ دور ہوتی جا رہی تھیں۔

عمران نے اپنے چہرے سے ہاتھ ہٹائے.... ہونٹوں پر ایک شریر سی مسکراہٹ تھی اور آنکھیں بالکل خشک تھیں۔

اس نے وہ ریکٹ چٹکی سے پکڑ کر اٹھایا جس سے ہابنل کھیل رہا تھا اور جیب سے رومال نکال کر اسے اس میں لپیٹ لیا۔

اور پھر اس کے بعد چیونگم چبانا بھی شائد فرائض ہی میں داخل تھا۔

(11)

دوسری صبح ناشتے کی میز پر عمران نہیں تھا اور مہمانوں میں سے صرف ہابنل وہاں موجود تھا اور وہ شاداں کے دائیں طرف تھا۔ بائیں طرف کی کرسی خالی تھی۔ یہاں کھانے کی میز پر کسی کا انتظار نہیں کیا جاتا تھا۔

عمران دیر سے پہنچا۔ داؤد نے سر کے اشارے سے اسے خوش آمدید کہی البتہ لوگ اسے غور سے دیکھنے لگے۔ عمران کا چہرہ اترا ہوا تھا.... ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ رات بھر جاگتا رہا ہو۔ آنکھیں کچھ روئی روئی سی تھیں۔ اور ان میں سرخ ڈورے بہت واضح تھے۔

عمران شاداں کی دائیں جانب والی کرسی پر بیٹھ گیا۔ پھر اس طرح اچھل پڑا جیسے اس سے کوئی غلطی ہو گئی ہو.... اس نے خوفزدہ نظروں سے شاداں کی طرف دیکھا اور دوسری کرسی پر جا بیٹھا۔ شاداں اسے برابر گھورتی رہی۔

"کیا بات ہے؟...." داؤد نے پوچھا۔

"وہ.... کچھ نہیں.... بات یہ ہے کہ اس وقت میرا دماغ...." وہ اپنے سر پر ہاتھ نچاتا ہوا بولا.... "یعنی کہ میرا دماغ.... کچھ یوں یوں ہو رہا ہے.... کیا کہتے ہیں اسے.... رات بھر نیند نہیں آئی.... اور.... ارے.... کوئی خاص بات نہیں.... جی ہاں!...."

اس نے احمقانہ انداز میں زبردستی ہنسنے کی کوشش کی.... داؤد کھانے میں مشغول ہو گیا۔

پھر عمران نے بھی ہاتھ مارنا شروع کر دیا۔ شاداں بھی کبھی کنکھیوں سے اسے دیکھ لیتی تھی!

ہابنل صرف کافی پی رہا تھا اور اس وقت اس کی توجہ کا مرکز داؤد کی لڑکی شاہدہ تھی۔ وہ اسے اپنے چٹکلوں اور لطیفوں سے ہنسانے کی کوشش کر رہا تھا اچانک وہ عمران کی طرف پلٹ پڑا۔

"آپ کل رات رونے کیوں لگے تھے!" اس نے ہنس کر پوچھا۔

"م.... میں!" عمران نے حیرت سے کہا "نہیں تو مسٹر ہابنل....!"

ہابنل کی برجستگی پر سب لوگ بے تحاشہ ہنس پڑے۔ گفتگو انگریزی میں ہوئی تھی اور ہابنل اردو نہیں سمجھ سکتا تھا۔ لہٰذا وہ سمجھا شائد وہ لوگ اسی کی بات پر ہنس پڑے ہیں۔ لفظ "ہابنل" اس کے پلے ہی نہیں پڑا تھا بہرحال دوسروں کو محظوظ ہوتے دیکھ کر وہ بھی ان کی ہنسی میں شامل ہو گیا۔

پھر تو ایسا معلوم ہونے لگا جیسے چھت ہی گر پڑے گی۔ عمران البتہ بالکل خاموش تھا اور اس طرح گھبرا گھبرا کر ان کی صورتیں تک رہا تھا۔ جیسے اس کی ہنسی اڑ رہی ہو۔ اس کی اس حرکت پر قہقہوں کا دوسرا دور شروع ہو گیا اور اس دور میں سب کے ہاتھ چمچوں پر پہنچ گئے۔ داؤد کو تو اٹھ ہی جانا پڑا.... وہ قہقہے لگاتا ہوا وہاں سے چلا گیا اس کے ساتھ ہی عمران بھی اٹھ گیا تھا۔

ایک راہداری میں عمران نے اسے جا لیا۔

"آپ نہ جانے کیا بلا ہیں!" داؤد اس کی طرف مڑ کر مضمحل آواز میں بولا۔ وہ قہقہے لگاتے لگاتے بالکل پست پڑ گیا تھا چونکہ اعصابی خلل کا مریض بھی تھا اس لئے اس کا چہرہ اس وقت بالکل بجھا ہوا تھا۔

"معاملہ یہ ہے کہ پچھلی رات آپ کو پھر کوئی دھمکی ملی ہے!" عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

"آپ کو کیسے معلوم ہوا؟" داؤد بھی یک بیک سنجیدہ ہو گیا۔

"یوں معلوم ہوا کہ آپ پچھلی رات اپنے کمرے میں ٹہلتے رہے ہیں۔"

"جی ہاں! آپ کا خیال درست ہے!" داؤد نے کچھ سوچتے ہوئے کہا "مجھے پھر دھمکی ملی ہے کہ اگر اس کی بات نہ مانی گئی تو وہ اس عمارت میں کسی نہ کسی کو قتل کر دے گا۔ اس کا خیال ہے کہ وہ قتل اس کی چیرہ دستی کا ایک اعلیٰ ترین نمونہ ہوگا۔ اس نے اپنے خط میں یہ بھی لکھا ہے کہ اس کی دلیری اور لاپروائی کی سب سے بڑی مثال یہی ہے کہ اس نے ایک آدمی کو قتل کر کے دن دہاڑے اس کی لاش ہوم سیکرٹری سر سلطان کی کمپاؤنڈ میں پھینک دی۔"

"اچھا تو داؤد صاحب! آپ مجھے اس عمارت میں قتل ہو جانے دیجئے۔" عمران نے بڑے بھولے پن سے کہا۔

"کیا مطلب؟"

"آپ قتل کا مطلب نہیں سمجھتے!" عمران نے اپنی گردن پر انگلی پھیرتے ہوئے کہا۔ "یعنی کہ کچ....."

"میں نہیں سمجھا.... صاف صاف کہیے!"

"اب کہیے تو اپنے ہاتھ ہی سے اپنی گردن ریت کر آپ کو قتل کا مطلب سمجھاؤں؟" عمران نے جھلاہٹ کا مظاہرہ کیا۔

"آپ کیوں قتل ہونا چاہتے ہیں؟" داؤد نے متحیرانہ سوال کیا.... اور پھر اپنے اس حماقت آمیز سوال پر شرمندہ ہو کر سر کھجانے لگا۔ عمران کی حماقتیں اکثر دوسروں کو بھی احمق بنا دیتی تھیں۔

"دیکھئے! مسٹر داؤد! مگر خیر..... اس بات کو یہیں ختم کر دیجئے۔" عمران نے کہا "میں آپ سے یہ نہیں پوچھوں گا کہ آپ کو وہ کیوں بلیک میل کر رہا ہے؟ مگر یہ تو آپ کو بتانا ہی پڑے گا کہ وہ آج کل آپ سے کیا چاہتا ہے؟"

"میں کیا بتاؤں!" داؤد اپنی پیشانی رگڑتا ہوا بولا "اب وہ حد سے بڑھ رہا ہے۔ وہ چاہتا ہے...!" داؤد کچھ کہتے کہتے رک گیا۔

"آپ یہ بھی نہیں بتانا چاہتے!"

"وہ چاہتا ہے کہ اس سے شاہدہ کی شادی کر دی جائے!"

"یعنی آپ کی صاحبزادی کی!"

"جی ہاں!"

"تب تو مسٹر داؤد! آپ اسے ہر حال میں پکڑ لیں گے.... کیونکہ یہ شادی ہوا سے تو ہوگی نہیں۔ شادی کے لئے اسے سامنے آنا پڑے گا۔"

"وہ سب کچھ کر سکتا ہے!" داؤد نے مضطربانہ انداز میں کہا "شادی ہو جانے کے بعد میں اس کا کیا بگاڑ سکوں گا۔"

"یہ بات میری سمجھ میں نہیں آئی مسٹر داؤد!"

"خود میں بھی نہیں سمجھ سکتا کہ کیا چکر ہے۔ ویسے شاہدہ میری اکلوتی بیٹی ہے۔ اور میرے بعد وہی میری وارث ہوگی.... اس طرح وہ میری املاک پر قبضہ کرنا چاہتا ہے۔ مگر شاداں بھی تو ہے اور میں بھی زندہ ہوں.... شادی کے لئے اسے ہر حال میں سامنے آنا پڑے گا۔"

"وہ اب تک آپ سے کتنی رقم وصول کر چکا ہے۔" عمران نے پوچھا۔

"بارہ لاکھ....."

"اسے خدا غارت کرے!" عمران دانت پیس کر بولا۔ "پتہ نہیں کمبخت انکم ٹیکس ادا کرتا ہے یا نہیں۔"

داؤد خاموش کھڑا کچھ سوچتا رہا۔

عمران نے پوچھا "آپ کو ان چاروں میں سے کسی پر شبہ ہے جو کھانے کی میز پر ہمارے ساتھ ہوا کرتے ہیں۔"

"نہیں میں انہیں اچھی طرح جانتا ہوں۔"

"خیر ہوگا..... ہاں تو مسٹر داؤد....."

"شش....." داؤد آہستہ سے بولا۔ "کوئی ادھر آ رہا ہے۔"

عمران کی نظر راہداری کے موڑ کی طرف اٹھ گئی۔ لیکن آنے والا کوئی ملازم تھا..... وہ کسی کا وزیٹنگ کارڈ لایا تھا۔ داؤد نے وزیٹنگ کارڈ پر نظر ڈال کر کہا۔ "کیپٹن فیاض....."

"انہیں بھیج دو!" عمران نے ملازم سے کہا..... اور وہ چلا گیا۔ پھر عمران داؤد سے بولا "اب کیس بگڑنے کا امکان بھی ہو سکتا ہے۔ میرا خیال ہے کہ نگارو کے منیجر نے اسے بھی وہی کہانی

ثنائی ہے۔ بہر حال کیپٹن فیاض کو یہ نہ معلوم ہونے پائے کہ میں یہاں ہوں۔ ورنہ وہ آپ کے
پیچھے پڑ جائے گا۔"

"کیوں؟" داؤد عمران کو غور سے دیکھتا ہوا بولا۔

"آپ نے اکثر جاسوسی ناولوں میں پڑھا ہوگا کہ سرکاری آدمی پرائیویٹ سراغرسانوں سے
اللہ واسطے کا بیر رکھتے ہیں۔"

داؤد چند لمحے اسے گھورتا رہا پھر بولا "اگر مجھے تمہارے باپ پر اعتماد نہ ہوتا تو......"

"ہاں ہاں! تو آپ مجھے شوٹ کر دیتے..... پھانسی پر چڑھا دیتے۔" عمران نے ہاتھ ہلا کر
کہا" جانے دیجئے مجھے یقین ہے کہ اس کی رہنمائی فگارو کے منیجر ہی نے کی ہوگی...... کرو کا قل
سمجھتے ہیں نا......"

داؤد آگے بڑھ گیا..... اور عمران پھر اسی کمرے کی طرف لوٹ پڑا جہاں سے اٹھ کر گیا تھا
راہداری ہی میں شاداں سے ملاقات ہو گئی جو تنہا تھی۔ عمران کو دیکھ کر وہ رکی اور
بولی "ابابیل والا لطیفہ تو خوب رہا۔"

"اوہ..... میں معافی چاہتا ہوں!" عمران نے مسمسی صورت بنا کر کہا۔ "ابھی میں نے
صاحب سے لوگوں کے ہنسنے کی وجہ پوچھی تھی۔ تب انہوں نے بتایا۔ بات دراصل یہ ہے
مجھے نام ٹھیک سے یاد نہیں رہتے۔ بہر حال میں عزازیل صاحب سے معافی مانگ لوں گا۔"

"عزازیل نہیں ابابیل!" شاداں پھر ہنس پڑی۔

"ارے..... اوہ....." عمران احمقانہ انداز میں اپنا منہ پیٹنے لگا۔

"میرے ساتھ آؤ....." شاداں آگے بڑھتی ہوئی آہستہ سے بولی۔

یہ عمارت کافی طویل و عریض تھی۔ اس میں تقریباً چودہ کمرے تھے..... وہ دونوں
روم میں آئے۔ یہاں اس وقت کوئی نہیں تھا۔

"رات تم رو رہے تھے....." شاداں نے کہا۔

عمران کے چہرے پر شرم کی سرخی دوڑ گئی..... وہ اپنے چہرے پر جذباتی تغیرات
پیدا کرنے کا ماہر تھا۔

اس نے سر جھکا لیا..... کچھ بولا نہیں.....

"مجھے اپنے رویے پر شرمندگی ہے۔" شاداں نے آہستہ سے کہا۔

عمران کی آنکھوں میں پھر آنسو امڈ آئے۔ اور گالوں پر بہنے لگے اور ساتھ ہی وہ بڑبڑانے
لگا "میں غریب آدمی ہوں..... ایک ننھا سا بچہ ہوں..... کوئی بھی مجھے سمجھنے کی کوشش نہیں
کرتا..... میں مر جاؤں گا..... بس کسی دن مر جاؤں گا!"

"کیا بات ہے....." شاداں نے نرم لہجے میں کہا..... "مجھ سے کہو..... تمہیں کیا تکلیف ہے؟"

عمران اس کے سوال کو نظر انداز کر کے بڑبڑاتا رہا۔ "میں نے پچھلی ہی رات کو سوچا تھا کہ
خودکشی کر لوں..... کر لیتا..... مگر مجھے یاد آ گیا کہ ابھی مجھے ایک آدمی کا قرض ادا کرنا ہے۔"

شاداں کی سمجھ میں نہ آسکا کہ وہ اس جملے پر قہقہے لگائے..... یا اظہار ہمدردی کرے.....

عمران آنسو بہا بہا کر بکتا رہا..... "کل دوپہر..... میں نے خواب دیکھا تھا..... میں اکثر خواب
دیکھا کرتا ہوں..... میں نے دیکھا کہ میں ایک ننھا سا بچہ ہوں..... آپ بھی ایک ننھی سی بچی
ہیں اور ہم دونوں ایک وسیع جنگل میں دوڑ رہے ہیں۔ آپ تھک کر گر گئیں..... میں آپ کو اٹھا
کر جھیل کے کنارے لے گیا۔ وہاں چاروں طرف سبزہ ہی سبزہ تھا..... اور ایک چاندی کی پری
جھیل میں نہا رہی تھی..... اس نے ہماری طرف چاندی کے پانی کے چھینٹے پھینکے..... پھر میں
دوسرا خواب دیکھنے لگا۔"

عمران سر جھکائے بڑبڑا رہا تھا اور شاداں حیرت سے پلکیں جھپکا رہی تھی۔

"رات آپ نے میرے خوابوں پر پیٹرول چھڑک کر آگ لگا دی۔ بخدا میرا اب یہی دل
چاہتا ہے کہ آدھا گیلن پیٹرول پی کر دو چار انگارے نگل جاؤں!"

اس جملے پر بھی شاداں بے تحاشہ ہنس پڑی ہوتی..... مگر عمران کے آنسو..... ان میں اب
پہلے سے بھی زیادہ روانی پیدا ہو گئی تھی۔

"میں ایک غریب آدمی ہوں.....!" عمران ہچکیاں لیتا ہوا بولا "جان جہاں تمہیں ہوں.....
کر بیگم کے لئے عزازیل نہیں ہو سکوں..... میں یونہی سسک سسک کر دم توڑ دوں گا..... مجھے
جانے دیجئے....."

عمران بڑی تیزی سے نکل گیا اور شاداں منہ کھولے دروازے کی طرف گھورتی رہی۔

(۱۲)

فیاض جا چکا تھا اور داؤد اسٹڈی میں بیٹھا کچھ سوچ رہا تھا.... عمران کے پیروں کی آہٹ پا کر وہ چونک پڑا۔

"کیا وہ چلا گیا؟" عمران نے پوچھا۔

"آپ کا خیال درست تھا وہ کرار ہی والے چکر میں یہاں آیا تھا...." داؤد نے کہا "آج اس کی تصویر بھی اخبارات میں شائع ہوئی ہے۔ اس نے مجھے تصویر دکھا کر پوچھا۔ کیا میں نے اسے کبھی دیکھا ہے۔ میں نے اس کا اعتراف کیا.... اور اسے بتایا کہ میں اس شکل کے ایک آدمی کو جانتا ہوں لیکن اس کا نام کرار ہرگز نہیں ہے.... پھر اس نے نگارو کے خنجر والی بات بتائی.... اور اس کا خیال بھی بتایا کہ کرار کا قاتل میرے مہمانوں میں سے کوئی ہے.... اس پر مجھے غصہ آ گیا اور جب اس نے مہمانوں سے سوالات کرنے کا ارادہ ظاہر کیا تو میرا غصہ اور تیز ہو گیا.... میرے اس رویے پر وہ کچھ نرم پڑا تو میں نے شراب کی اسمگلنگ کی داستان دہرا دی.... پھر اور کیا کرتا کسی طرح اسے ٹالنا ہی تھا.... بہر حال میں نے اسے مہمان خانے کی طرف نہیں جانے دیا۔"

"تو گویا آپ اسے بچانا بھی چاہتے ہیں...." عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔ حالانکہ پندرہ منٹ پہلے وہ اس کی بیوی کے سامنے روتا رہا تھا۔

"میری بات سمجھنے کی کوشش کیجئے۔ میرا دعویٰ ہے کہ پولیس اسے نہیں پکڑ سکتی اور اسے پہچان ہی نہ سکے گی۔ لیکن میرا ایڑا غرق ہو جائے گا۔"

"ہو جانے دیجئے!" عمران جھونک میں بولا۔

"کیا مطلب؟"

"ار.... ہپ.... میں کچھ اور سوچ رہا تھا.... مگر مسٹر داؤد.... فرض کیجئے۔ آپ اس کے مطالبات تسلیم کر لیتے...."

"قیامت تک نہیں کر سکتا۔" داؤد سانپ کی طرح پھنکارا۔

"میری بات تو سنیئے! میں فرض کر رہا ہوں۔ ہاں تو آپ اسے اس کی اطلاع کس طرح دیں گے"

"کیسی اطلاع؟"

"اسی کی اطلاع کہ آپ اس کے مطالبات پورے کرنے پر آمادہ ہیں!"

"تم نے یہ بات بہت دیر میں پوچھی۔"

"پہلے ہی پوچھتا.... مگر کیپٹن فیاض آ گیا تھا۔"

"مجھے ایک مخصوص دیوار پر ایک مخصوص رنگ سے ایک نشان بنانا پڑے گا۔ بس اسے اس کی اطلاع ہو جائے گی۔ یہ تدبیر خود اسی نے بتائی ہے۔ یعنی یہ تدبیر اس نے اپنے خط میں تحریر کی تھی۔"

"آہا تو وہ تحریر تھی۔"

"تحریر نہیں باپ.... اس نے کسی اخبار سے الفاظ کاٹ کاٹ کر پورا مضمون مرتب کیا تھا۔"

"بڑی محنت کا کام ہے!" عمران بڑبڑایا۔ پھر اس نے کہا۔ "کیا آپ مجھے وہ مخصوص دیوار اور مخصوص رنگ نہیں بتائیں گے.... غالباً نشان بھی مخصوص ہی ہو گا۔"

"ہاں وہ بھی خاص قسم کا ہے۔"

"تو آپ کوشش کیوں نہیں کرتے۔ شاید اسی طرح ہم اسے پکڑ لیں۔"

"لیکن اگر ناکام رہے تو؟" داؤد بولا۔ "نہیں میں اس قسم کا کوئی خطرہ مول لینا نہیں چاہتا۔"

"تو پھر مسٹر داؤد! آخر اسے پکڑنے کے لئے کون سا طریقہ اختیار کریں گے۔"

"یہ آپ مجھ سے پوچھ رہے ہیں!" داؤد نے طنزیہ لہجے میں کہا۔ "حقیقتاً مجھ سے غلطی ہوئی ہے۔ آپ اس سلسلے میں کچھ نہ کر سکیں گے۔ آپ اپنا معاوضہ بتایئے اور گھر تشریف لے جائیے.... جو کچھ ہو گا دیکھا جائے گا۔ میری زندگی میں تو وہ کامیاب ہو نہیں سکتا۔"

"میں اس وقت تک نہیں جاؤں گا مسٹر داؤد جب تک کہ اسے پکڑ نہ لوں۔"

"محض.... وقت کی بربادی! آپ جا سکتے ہیں۔"

"میں نہیں جاؤں گا۔" عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"کیا؟" داؤد آنکھیں نکال کر بولا۔

"ہاں نہیں جاؤں گا۔ پھر دیکھتا ہوں آپ کیا بگاڑ لیتے ہیں میرا.... کیپٹن فیاض مجھے جھوٹا نہیں سمجھے گا۔"

داؤد اس کے بگڑنے پر بوکھلا گیا۔ تھوڑی دیر تک تو اس کے منہ سے آواز ہی نہیں نکل سکی۔ وہ خاموشی سے عمران کی طرف دیکھتا رہا اور عمران اب مینٹل پیس پر رکھے ہوئے گلدان کی

جانب دیکھ رہا تھا۔

"آپ واقعی بہت چالاک ہیں!" داؤد نے تھوڑی دیر بعد مسکرا کر کہا "میں تو … کر رہا تھا۔"

"مذاق کر رہے تھے نا.... ہاہا.... میں پہلے ہی سمجھ گیا تھا" عمران نے قہقہہ لگا… بھی اس قہقہے میں شامل ہو گیا۔ مگر اس کا قہقہہ بڑا زہریلا تھا۔

(۱۳)

شام خنک اور خوشگوار تھی۔ ابھی سورج نہیں غروب ہوا تھا۔ نارنجی رنگ کی … درختوں کی چوٹیوں پر بسیرا لے رہی تھی۔ داؤد پیلس کے عقبی پارک میں اس وقت … تھی داؤد کے بارہ مہمان اور کچھ شہری دوست جن میں عورتیں بھی شامل تھیں … تھے.... شام کی چائے وہیں تھی۔ وہ سب چھوٹی چھوٹی ٹولیوں میں بٹے ہوئے پارک کے … حصوں میں نظر آرہے تھے۔

لیکن عمران سب سے الگ تھلگ تتلیاں پکڑتا پھر رہا تھا۔ بعض لوگ اس کی اس … ہنس رہے تھے۔ لیکن عمران اتنا لاپرواہ نظر آرہا تھا جیسے وہاں اسے دوسروں کی موجودگی کا … نہ ہو۔ ایک بار وہ ایک کیاری میں منہ کے بل گر بھی پڑا تھا۔ لیکن اس کا شغل جاری … شاداں اسے بڑی توجہ اور دلچسپی سے دیکھ رہی تھی۔

داؤد کی لڑکی شاہدہ ہاشل اور خلیل خاور کے ساتھ تھی۔ عبدالرحمان جواد اکرم … نسل پر بحث کر رہا تھا۔ جواد اکرم کم گو اور سنجیدہ ضرور تھا۔ لیکن جب کسی سے کوئی … جاتی تھی تو اس کے نتھنے پھولنے اور پچکنے لگتے تھے بس ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ … بجائے کسی لڑاکا بھٹیارن کی نقل کر رہا ہو۔

تھوڑی دیر بعد عمران نے اپنا مشغلہ بدل دیا۔ وہ اب جوہی کے سپید پھول اکٹھا کر رہا … پھر سورج غروب ہو گیا اور وہ لوگ عمارت کی طرف جانے لگے۔ لیکن شاداں … دیدہ و دانستہ پیچھے رہ گئی تھی۔

پارک میں اس کے اور عمران کے علاوہ اب اور کوئی بھی نہ رہ گیا تھا۔

عمران نے وہ سارے پھول اپنے رومال میں اٹھا لئے اور واپسی کے لئے مڑا تو

تھوڑے ہی فاصلے پر والانا کے بت کے پیچھے اسے شاداں نظر آئی۔ وہ بڑی تیزی سے اس کی طرف بڑھنے لگی۔

"یہ کیا بچپنا ہو رہا تھا.... کیوں؟" شاداں نے مسکرا کر پوچھا۔

"خدا کے لئے آپ تو ایسا نہ کہئے.... میں بچہ ہی سہی.... مگر زندہ رہنا چاہتا ہوں۔ میں نے یہ پھول اس لئے چنے تھے!" عمران نے سارے پھول شاداں کے پیروں پر ڈال دیئے۔

"آپ الو ہیں۔" شاداں نے ایک جھینپی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا اور یک لخت دوسری طرف مڑ کر تیز قدموں سے چل دی۔

"میں الو ہوں!" عمران آہستہ سے بڑبڑایا۔ "لیکن اگر یہ لفظ تمہارے شوہر نے سن لیا تو میں اسے تین لاکھ کی رسید تک نہ دے سکوں گا۔"

(۱۴)

کیپٹن فیاض آسانی سے پیچھا چھوڑنے والوں میں سے نہیں تھا۔ رات کو آٹھ بجے وہ پھر آدھمکا۔ سب لوگ کھانے کی میز پر تھے۔ نوکر نے ڈائننگ روم میں آ کر داؤد کو اس کا کارڈ دیا۔

"یہ کیا بدتمیزی؟" داؤد نوکر پر الٹ پڑا۔

"حضور!" نوکر گڑگڑایا۔ "وہ دھمکیاں دیتے ہیں۔ کہتے ہیں۔ میں پولیس آفیسر ہوں۔ فوراً ملنا چاہتا ہوں۔"

"تو وہ اب یہ وقت آگیا کہ پولیس آفیسر داؤد کے نوکروں کو دھمکیاں دینے لگے ہیں۔" داؤد نے تیز لہجے میں کہا "اس سے کہہ دو میں کھانے پر ہوں! انتظار کرے۔"

"کیا معاملہ ہے؟" شاداں نے پوچھا۔

"کچھ نہیں! ایک اسمگلر کے قتل کے سلسلے میں تفتیش کر رہا ہے۔"

"آپ کا اس تفتیش سے کیا تعلق؟" شاداں نے پوچھا۔

"ایک بار میں نے اس اسمگلر کو دھکے دے کر یہاں سے نکال دیا تھا۔ وہ ہمارے لانچ حاصل کرنا چاہتا تھا.... شراب کی اسمگلنگ کے لئے!"

سب پھر کھانے میں مشغول ہو گئے۔ شاہدہ نے بھی کچھ پوچھنا چاہا۔ لیکن داؤد نے ہاتھ اٹھا کر اسے روک دیا۔

مہمانوں میں شاید کوئی بھی اردو نہیں جانتا تھا۔ اس لئے وہ خاموشی سے سر جھکائے

کھانے میں مشغول رہے۔

کھانے کے بعد داؤد تو کیپٹن فیاض سے ملنے کے لئے اسٹڈی میں چلا گیا اور وہ سب اس کے

انتظار میں وہیں بیٹھے رہے۔ ویسے عام طور پر رات کو کافی اسٹڈی ہی میں پی جاتی تھی۔

شاداں کچھ بے چین سی نظر آنے لگی تھی۔ وہ بار بار عمران کی طرف دیکھنے لگتی اور [illegible]

بھی دیکھتی اسے اپنی ہی طرف متوجہ پاتی۔

یہاں تھیلما بھی تھی اور وہ ان دونوں کو پر تشویش نظروں سے دیکھ رہی تھی۔ کافی [illegible]

ان کے پیالے خالی بھی ہو گئے لیکن داؤد واپس نہ آیا۔

پھر وہ ایک ایک کر کے اٹھنے لگے۔ چونکہ آج شام کو پارک ہی میں وہ کافی تھک گئے

اس لئے انہوں نے کھیل کے کمروں کا رخ نہیں کیا۔

عمران اور شاداں ساتھ ہی اٹھے.... اور آگے پیچھے کمرے سے نکل گئے شاداں تیز [illegible]

عادی تھی۔ لیکن اس وقت وہ آہستہ چل رہی تھی.... عمران اس کے برابر چلنے لگا۔

"تمہیں کیا ہو گیا ہے؟" شاداں غصیلے لہجے میں بڑبڑائی۔

"ایک ہفتہ پہلے بخار ہو گیا تھا۔ اب اچھا ہوں.... جی ہاں!.... اور جب مجھے بخار [illegible]

تو میرا دل چاہتا ہے کہ کوئی مجھے تھپک تھپک کر سلاتا رہے۔ مجھے مدھم سروں سے [illegible]

گیت سنائے.... میں بہت جلد مر جاؤں گا.... آپ دیکھ لیجئے گا۔"

"آخر تم مجھے یہ سب کچھ کیوں سناتے ہو؟"

"پھر کسے سناؤں؟ آپ ہی بتا دیجئے.... دنیا میں میرا کوئی نہیں ہے۔ میں کسی یتیم [illegible]

طرح دن بھر اپنے ذہن میں الٹا لٹکا رہتا ہوں۔"

"تمہاری باتیں بعض اوقات بالکل سمجھ میں نہیں آتیں۔"

"یہ میری بدنصیبی ہے!" عمران نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔

"لیکن تم نے پارک میں وہ کیا حرکت کی تھی؟ میرے پاؤں پر پھول کیوں ڈال [illegible]

کوئی دیکھ لیتا تو...."

"تو کیا ہوتا؟" عمران نے بڑے بھولے پن سے پوچھا۔ پھر سنجیدگی سے کہنے لگا۔

میں بھی کوئی برائی ہے۔ میں تو سوچ رہا تھا کہ کسی دن داؤد صاحب کی موجودگی میں آپ کے

پیروں پر پھولوں کے انبار لگا دوں گا۔"

"کہیں دماغ تو نہیں چل گیا ہے؟" شاداں جھنا کر بولی۔

"دیکھئے بس میں آپ کے اسی لہجے سے ڈرتا ہوں۔ ایسے مواقع پر دل چاہتا ہے کہ خوب چیخ

چیخ کر روؤں۔"

"کیا تم میرا مذاق اڑا رہے ہو!" شاداں چلتے چلتے رک گئی۔

"اچھا تو اب یہاں سے میری لاش ہی جائے گی!" عمران نے کہا اور جھپٹ جھپٹ کر دیوار

سے اپنا سر ٹکرانے لگا۔

"ارے.... ارے...." شاداں بوکھلا گئی.... شاید وہ ڈر بھی رہی تھی کہ کہیں کوئی ادھر

نہ آ نکلے اور یہیں کسی کے آنے کے امکانات زیادہ تھے۔ کیونکہ اس کا بیڈ روم اسی راہداری میں

تھا۔ وہ جھپٹ جھپٹ کر عمران کو پکڑنے لگی۔ مگر عمران پر تو جیسے دورہ پڑ گیا تھا۔

اچانک قریب ہی کہیں سے قدموں کی آواز آئی اور شاداں بھاگ کر ایک کمرے میں گھس

گئی اور عمران اپنے دونوں ہاتھ پتلون کی جیبوں میں ڈال کر صاف کرنے لگا کیونکہ ان میں دیوار کا

چونا لگ گیا تھا۔

اور یہ حقیقت تھی کہ دیوار پر سر کی بجائے اس کے ہاتھ ہی پڑتے رہے تھے۔ مگر اس انداز

میں کہ وہ شاداں کو سر ٹکراتا ہی نظر آتا رہا تھا۔

قدموں کی آواز دور ہوتی گئی.... اور اس راہداری میں بدستور سناٹا ہی رہا۔

عمران نے اس کمرے میں جھانکا جہاں شاداں گئی تھی۔ لیکن کمرہ خالی تھا اور دوسری طرف

کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ اس طرف بھی ایک راہداری تھی اور دوسرا دروازہ اسی میں کھلتا تھا۔

عمران چند لمحے وہیں کھڑا کچھ سوچتا رہا.... پھر آگے بڑھ گیا۔

(۱۵)

یہ دوسری شام کی بات ہے.... شاداں اور عمران آج بھی پارک میں تنہا تھے.... وہ ایک ایسی

جگہ تھی جہاں ان پر کسی اور کی نظر نہیں پڑ سکتی تھی ان کے چاروں طرف مالتی کی قد آدم

جھاڑیاں تھیں.... لیکن یہ جگہ ایسی بھی نہیں تھی.... کہ دیکھ لئے جانے پر انہیں کسی قسم کی

پریشانی ہوتی.... یہاں سینچائی کے لئے ایک بہت بڑا حوض بنایا گیا تھا.... اور اس میں
تیرتے رہتے تھے۔ ہنسوں کا ایک جوڑا بھی رہتا تھا جس کے پر کاٹ دیئے گئے تھے۔

بہر حال یہ جگہ بڑی پر فضا تھی.... مگر مالی کی خود رو جھاڑیوں نے اس کے گرد
رکھا تھا اس لئے بادی النظر میں یہ حصہ پارک سے غیر متعلق معلوم ہوتا تھا۔

"اس حوض کی گہرائی کتنی ہے؟" عمران نے پوچھا۔

"میں نہیں جانتی! کیوں؟" شاداں بولی۔

"کاش یہ اتنا گہرا ہو کہ میں ڈوب سکوں۔"

"تم بالکل گدھے ہو کیا؟"

"نہیں تو.... بالکل گدھا تو پہلی بار آپ کہہ رہی ہیں۔ ورنہ عام طور پر لوگ پاگل
ہیں اور والد صاحب تو کبھی کبھار الو کا پٹھا بھی کہہ دیا کرتے تھے.... خیر اسے چھوڑیئے
بات کا جواب دیجئے۔ آپ مجھ سے محبت کریں گی یا نہیں؟"

"اس سے پہلے بھی.... تمہیں کسی نہ کسی سے محبت کرنے کا اتفاق ضرور ہوا ہو
شاداں اپنا اوپری ہونٹ بھینچ کر بولی۔

"نہیں!" عمران نے سنجیدگی سے کہا.... "کبھی نہیں.... پہلی بار دو روحوں کا
ہے.... کیا کہتے ہیں.... ملاپ ملاپ!.... اور کیا کہا جاتا ہے.... مجھے نہیں معلوم
کہیں پڑھا تھا اس وقت یاد نہیں رہا.... میرا ایک دوست کہہ رہا تھا کہ بعض لوگ
راتوں میں تارے گنتے گنتے الو ہو جاتے ہیں۔"

شاداں بے ساختہ ہنس پڑی۔

"آپ میری لاش پر بھی ہنسیں گی۔" عمران نے گلوگیر آواز میں کہا۔

شاداں یک بیک سنجیدہ ہو گئی.... اس کی پیشانی کی وہ تکبر آثار شکنیں اس وقت
کہاں غائب ہو گئی.... جس کی بناء پر بعض لوگ اس سے مخاطب ہونے کی بھی
کر سکتے تھے آخر اس نے سر جھکائے ہوئے دبی آواز سے کہا "اس کا انجام سوچ لیا ہے؟"

"ہاں! میں نے سب کچھ سوچ لیا ہے!"

شاداں خاموش ہو گئی اور عمران بڑبڑاتا رہا "اردو کے ایک بہت بڑے شاعر کے

بچپن میں کہا کرتے تھے.... بیٹا عشق کرو.... عشق جلاتا اور عشق بناتا ہے حالانکہ میرے
ڈیڈی نے کبھی مجھے عشق کرنے کو نہیں کہا لیکن میں اپنے بچوں سے ضرور کہوں گا۔"

شاداں پھر اسے گھورنے لگی۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ عمران اس کا مذاق اڑا رہا ہے
یا وہ سنجیدہ ہے۔

"میں سمجھتا ہوں.... کہ آپ کیوں گھور رہی ہیں.... میں کہنا کچھ چاہتا ہوں.... لیکن کچھ
ہے.... میرا دل چاہتا ہے کہ میں اچھی اچھی.... پیاری پیاری باتیں کروں آبشاروں اور سبزہ
زاروں کی باتیں.... چاند اور ستاروں کی باتیں.... نیلے وسعتوں کے آسمان بیکراں....
ایسی".... عمران خاموش ہو گیا پھر آہستہ سے بولا.... "نہیں یاد آتا کہ اور کیا کہنا تھا مجھے....
بس میں آپ سے محبت کرتا ہوں۔"

"خوب.... شاداں مسکرائی.... "کیا [illegible] کرنے کی کوشش کی تھی....!"

عمران نے بڑی سنجیدگی سے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر بولا "میرا حافظہ بہت کمزور
ہے.... کہئے تو پڑھ کر سنادوں۔"

جیب سے ایک مڑا تڑا کاغذ نکال کر زمین پر پھیلانے لگا۔ شاداں ہنستی ہوئی اور قریب
کھسک آئی.... عمران پڑھنے لگا۔

"نیلے آسمان کی بیکراں وسعتوں کی باتیں.... دو محبت کرنے والے دلوں سے ستارے
گزرتے ہیں اور پیچ دلوں کی یادیں چاندنی بن کر روح کے عظیم ویرانوں پر پھیل جاتی ہیں....
ہم آگے چلئے.... یہ دوسری کتاب سے نقل کیا تھا.... صبح کا سہانا وقت تھا چڑیاں چہچہا رہی
تھیں.... یہاں دراصل گدھے نے لکھا تھا کہ طیور نغمہ سرائی کر رہے تھے.... لیکن آپ خود
سوچئے کتنی بے تکی بات ہے.... نغمہ سرائی کے معنے ہیں گیت گانا.... کیا کوئی چڑیا گیت گا سکتی
ہے بھلا کہ "ہائے میرا احسان اسے بھلا کہ میں نے تجھ سے کیا ہے پیار.... ہرگز نہیں گا
سکتی.... اس بھولے کا لکھا غرق کرے بھولی بھالی پبلک کو الو بناتا ہے۔"

"بس...." شاداں نے ہنس کر پوچھا۔

"ہاں.... ختم...." عمران کاغذ کے پرزے اڑاتا ہوا بولا۔ "ہاں تو آپ کیا کہتی ہیں؟
مجھ سے محبت کریں گی یا نہیں؟"

"آپ باتیں کرتے ہیں یا لٹھ مارتے ہیں۔" شاداں جھنجھلا کر بولی۔

عمران نے ایک طویل سانس لی اور سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔

شاداں اٹھ کر جانے لگی۔ عمران نے لپک کر اس کے ہاتھ پکڑ لئے۔

"میں مر جاؤں گا۔" عمران گڑگڑایا۔

"تم بدھو ہو!" شاداں ہنسی سے دوہری ہو گئی۔

"کھٹ!....." ایک ہلکی سی آواز آئی۔

اور شاداں اچھل کر پیچھے ہٹ گئی۔

"کوئی..... یہاں کوئی تھا....." وہ آہستہ سے بولی۔

"اونہہ..... ہو گا!" عمران نے لاپروائی سے کہا۔ "دو محبت کرنے والوں پر فرشتوں [illegible] دیتا ہے! اللہ مالک ہے....."

"تمہارا دماغ خراب ہے....." شاداں نے کہا..... اور ادھر ہی بڑھتی چلی گئی۔ جدھر [illegible] آواز آئی تھی۔

عمران بھی اٹھا اور اس کے ساتھ ساتھ چلنے لگا..... مگر نزدیک و دور کوئی بھی نہیں [illegible]

"داؤد صاحب بہت شکی آدمی ہیں!" شاداں نے آہستہ سے کہا۔

"زیادہ گڑبڑ کریں گے تو میں انہیں قتل کر دوں گا!" عمران نے انتہائی سنجیدگی سے کہا۔

"اوہ..... ہو....." شاداں اسے غور سے دیکھنے لگی۔

(۱۶)

کیپٹن فیاض نے داؤد کے مہمان خانے میں اودھم مچا رکھی تھی..... اس وقت [illegible] ساتھ نگارو کا منیجر بھی تھا۔ داؤد کا چہرہ غصے سے سرخ نظر آ رہا تھا..... اس کے سارے [illegible] اس سے خفا نظر آ رہے تھے..... داؤد پہلے بھی اپنی پوزیشن صاف کرنے کے سلسلے میں [illegible] کہہ چکا تھا..... اور اب بھی وہ وہی بولی بول رہا تھا۔

"یہ شراب کا اسمگلر ہے!" وہ نگارو کے منیجر کی طرف اشارہ کر کے دہاڑا۔ "اس [illegible] میرے لانچ حاصل کرنے چاہے تھے۔ میں نے انکار کر دیا۔ اس پر یہ بکھیڑا اٹھایا گیا ہے۔"

"میں کالا چور ہوں..... داؤد صاحب!" نگارو کے منیجر نے کہا۔ "لیکن اسے [illegible]

مجھے پانی نہیں ہو سکتی..... میں نے کپتان صاحب کو وہی بتایا ہے جو مجھے کرار سے معلوم ہوا تھا..... ایک میں ہی نہیں..... کرار صاحب نے اپنے ایک ملازم سے بھی تذکرہ کیا تھا!"

"تو پھر بتاؤ..... وہ کون ہے؟" داؤد غرایا۔ "بتاؤ میرے مہمانوں میں سے کون ہے جس کا ہاتھ کرار کے قتل میں ہو سکتا ہے۔"

"یہ میں نہیں جانتا! مجھے جتنا علم تھا میں نے کپتان صاحب کو اس سے آگاہ کر دیا!" نگارو کے منیجر نے بڑا سا منہ بنا کر کہا۔

"آپ لوگ براہ کرم خاموش رہیں!" فیاض نے ہاتھ اٹھا کر کہا۔ فرداً فرداً وہ سارے مہمانوں سے سوالات کر رہا تھا۔

"کرار کا قاتل میں ہوں!" اچانک دروازے کی جانب سے آواز آئی۔ کیپٹن فیاض چونک کر مڑا اور اس کے چہرے پر شدید ترین غصے کے آثار نظر آنے لگے..... عمران تنہا نہیں تھا اس کے ساتھ پانچ آدمی اور بھی تھے اور ان کے جسموں پر فوجی وردیاں تھیں۔

"تم یہاں کیسے!" کیپٹن فیاض نے غصیلی آواز میں پوچھا۔

"تم کمرے سے نکل جاؤ!" عمران نے کہا..... پھر چاروں طرف دیکھتا ہوا انگریزی میں بولا "جولو اکرم اور داؤد کے علاوہ اور سب لوگ کمرے سے چلے جائیں!"

ساتھ ہی اس نے اپنے آدمیوں کو کچھ اشارہ کیا اور ان میں سے دو فوجی جولو اکرم کے قریب پہنچ گئے۔ جولو اکرم..... سنجیدہ ترین آدمی..... جو داؤد کے مہمانوں میں ایک خاص قسم کی شخصیت کا مالک تھا۔

وہ اس طرح کھڑا تھا جیسے چند نا سمجھ بچوں میں کوئی فلاسفر!

"اور شکار بھی ہے!" عمران نے ان دونوں فوجیوں سے کہا..... جو جولو اکرم کے ادھر ادھر کھڑے ہوئے تھے۔ انہوں نے اس کے بازو پکڑ لئے۔

"اس بیہودگی کا مطلب.....؟" جولو عمران کو گھورتا ہوا بولا۔

"ابھی کچھ دیر میں آنے کا مطلب" عمران نے سر ہلا کر کہا۔ "تم قورات کے شہزادے ہو۔" [illegible] کیپٹن فیاض بھی عمران کو دیکھ رہا تھا اور کبھی جولو اکرم کو۔ وہ کبھی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ جولو اکرم جیسا آدمی بلیک میلر بھی ہو سکتا ہے..... اور بلیک میلر بھی کیسا جس سے

سارا فرانس تھراتا تھا۔ جس سے جنوبی افریقہ کے بڑے لوگ بری طرح خائف تھے۔ [illegible]
آج سے نہیں تقریباً پچیس سال سے جانتا تھا اور دونوں کے تعلقات بہت اچھے تھے۔ [illegible]
تک اس کا احترام بھی کرتا تھا۔

"فیاض یہاں سے چلے جاؤ۔" عمران نے سخت لہجے میں کہا۔ "اس کیس کا تعلق [illegible]
محکمہ خارجہ سے ہے اور میں..... مجھے تو تم جانتے ہی ہو کہ میں محکمہ خارجہ کی سیکرٹ [illegible]
چیف آفیسر ہوں۔"

اچانک جواد اکرم جست کر کے ان دونوں فوجیوں کے درمیان سے نکل گیا اور اب اس [illegible]
دونوں ہاتھوں میں ریوالور تھے۔

"تم سب اپنے ہاتھ اوپر اٹھا لو۔" وہ غرایا۔

"فیاض باہر جاؤ!" عمران نے پھر ہانک لگائی۔

"تم سب باہر جاؤ..... جاؤ ورنہ....." جواد اکرم نے کہا..... اور عمران پر فائر کر دیا۔

عمران غافل نہیں تھا..... وہ ایک طرف لڑھک گیا..... اور گولی ڈگرو کے نیجر کی [illegible]
گی..... وہ چیخ مار کر وہیں ڈھیر ہو گیا..... دوسرے لوگ اپنے ہاتھ اٹھائے ہوئے ایک ایک [illegible]
باہر نکلنے لگے..... پہل فیاض ہی نے کی تھی..... عمران رینگتا ہوا ایک الماری کی اوٹ میں [illegible]
جواد اکرم لوگوں کو باہر جاتے دیکھ رہا تھا۔ اس کی نظر عمران پر نہیں پڑی۔ ایک ایک کر کے
کمرے سے نکل گئے۔ آخری آدمی کے ساتھ ہی وہ دروازے تک گیا۔ آخری آدمی [illegible]
مہمان تھا..... اچانک باہر سے کسی نے فائر کر دیا..... کمرے میں ایک چیخ گونجی [illegible]
مہمان فرش پر پڑا ایڑیاں رگڑ رہا تھا۔ باہر سے پھر بیک وقت کئی فائر ہوئے۔ لیکن جواد [illegible]
میں ایک میز گرا کر پوزیشن لے لی تھی۔ وہ بھی اس کی آڑ سے فائر کرنے لگا۔ لیکن وہ اس [illegible]
خبر تھا کہ خود اس کی موت آہستہ آہستہ رینگتی ہوئی اس کی طرف بڑھ رہی ہے۔

عمران بلیوں کی طرح گھٹنوں کے بل چلتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا۔

جواد کا ایک ریوالور خالی ہو چکا تھا۔ اس نے اسے فرش پر ڈال کر بائیں ہاتھ کا [illegible]
میں سنبھالا ہی تھا کہ عمران نے اس پر چھلانگ لگا دی۔ ریوالور جواد کے ہاتھ سے [illegible]
پھر اسے سنبھلنے کی مہلت نہ مل سکی۔ عمران نے اپنی بائیں کلائی اس کی گردن میں [illegible]
داہنے ہاتھ سے داہنی کنپٹی پر گھونسے مار رہا تھا۔ کمر پہلے ہی ٹانگوں میں جکڑی جا چکی [illegible]

ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے کوئی کیڑا اپنے شکار سے چمٹ گیا ہو۔ جواد ہل بھی نہیں سکتا تھا۔
پھر وہ بیہوش ہو گیا۔ کیونکہ اس کی کنپٹی پر کم و بیش ایک درجن گھونسے پڑ چکے تھے۔ گری
ہوئی میز کی آڑ ہونے کی وجہ پر باہر والوں کو علم نہ ہو سکا کہ اندر کیا ہو رہا ہے۔

دفعتاً عمران بیہوش مجرم کو فرش پر چھوڑ کر سیدھا کھڑا ہو گیا۔

"مسٹر والوڈ میرے آدمیوں کے علاوہ اور کوئی اندر نہیں آئے گا۔" اس نے کہا۔ اس کے
پانچ ساتھی اور والوڈ اندر آ گئے۔ عمران کے کہنے پر دروازہ بند کر دیا گیا۔ والوڈ کے جس مہمان کے
گولی لگی تھی ختم ہو چکا تھا اور ڈگرو کا نیجر زخمی حالت میں بیہوش پڑا تھا۔

"یہ کس کمرے میں مقیم تھا مسٹر والوڈ!" عمران نے پوچھا۔

"جی..... اسی..... کمرہ ہے۔" والوڈ بولا۔

"یقین ہے آپ کو؟ یعنی اس کا سارا سامان اسی کمرے میں ہے۔"

"جی ہاں یہ کمرہ اسی کے لئے تھا۔ یہ یہاں تجارتاً رہتا تھا!"

"شروع ہو جاؤ" عمران نے اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھ کر کہا اور انہوں نے کمرے کی
تلاشی لینی شروع کر دی۔

اور عمران بیہوش مجرم پر جھک پڑا اس نے سب سے پہلے اس کے جسم سے وہ کیمرہ الگ کیا
جسے وہ اپنے شانے سے لٹکائے ہوئے تھا۔ پھر اس کی جیکٹ کا زپ کھینچ کر سینہ ننگا کر دیا اور اس
طرح اس کے جسم کو ٹٹولنے لگا جیسے اسے کسی چیز کی تلاش ہو..... تقریباً دو منٹ تک وہ یہی کرتا رہا
پھر اس کے کپڑے اتارنے شروع کر دیئے۔ بنیان کے نیچے اس کے سینے پر پٹیاں بندھی ہوئی تھیں۔
وہ کچھ اس قسم کی بندش تھی جیسے وہ اس کے سینے یا پسلی کی کوئی ہڈی ٹوٹ جانے پر کی گئی
ہو..... جب وہ پٹیاں اس سے نہ کھلیں تو وہ انہیں قلم تراش چاقو سے کاٹنے لگا۔ والوڈ بے حس و
حرکت کھڑا اسے گھور رہا تھا۔ کبھی اس کی بے چین اور خوفزدہ آنکھیں تلاشی لینے والوں کی
طرف اٹھ جاتیں اور کبھی عمران کی طرف..... اور پھر اچانک ایسا معلوم ہوا جیسے وہ بیہوش ہو کر گر
جائے گا [illegible] عمران نے بڑی پھرتی سے گری ہوئی میز کا گوشہ تھام لیا تھا۔ اس کی وجہ
[illegible] بیہوش مجرم کے سینے پر بندھی ہوئی پٹیوں کے نیچے سے برآمد ہوئے تھے۔
[illegible] لگاتے تھے اور ان کی تعداد پانچ تھی۔

"ہتھکڑیاں کس کے پاس ہیں؟" عمران نے اپنے آدمیوں کو مخاطب کیا۔

"میرے پاس!" ایک نے کہا۔

"ہتھکڑیاں لگادو.... اور اسے یہاں سے لے چلو!" عمران بولا "اور یہ لاش [illegible]
.... ان کے لئے کوتوالی فون کردو.... تلاشی کے لئے صرف دو آدمی کافی ہیں [illegible]
اور لیفٹیننٹ خان.... تم ٹھہرو گے!"

"بہتر جناب!"

(۱۷)

کمرے سے لاش، مجرم اور زخمی ہٹائے جا چکے تھے.... داؤد دیوار سے لگا کھڑا تھا [illegible]
معلوم ہو رہا تھا جیسے اس کے ذہن میں کسی قسم کی کشمکش سی جاری ہے! اس کے ہونٹ [illegible]
ہوگئے تھے اور ان میں نیلاہٹ سی دوڑ گئی تھی۔

"سیٹھ داؤد!" عمران آہستہ سے بولا "تم ڈر رہے ہو!"

"ہاں! میں ڈر رہا ہوں!" داؤد نے گھٹی گھٹی سی آواز میں کہا "پہلے میرا راز ایک بلیک [illegible]
قبضے میں تھا.... اور اب وہ.... ایسے ہاتھوں میں پہنچ چکا ہے کہ اس کی پبلسٹی بھی ہو سکتی ہے"

"میرے پاس تمہارا کوئی راز نہیں ہے۔" عمران بولا۔

"ہے مسٹر عمران.... آپ نے جو لفافے برآمد کئے ہیں۔ ان میں سے یقیناً ایک [illegible]
معاملات سے تعلق رکھتا ہے۔"

"ٹھیک ہے!" عمران سر ہلا کر بولا "ان میں سے ہر ایک پر کسی نہ کسی کا نام تحریر ہے [illegible]
مجھے تمہارا نام کہیں نظر نہیں آیا۔"

"عادل کریم.... میرا مطلب ہے! کیا اس نام کا بھی کوئی لفافہ نہیں ہے؟"

"ہاں ہے تو!" عمران اسے گھورنے لگا۔

"جی ہاں۔ بس وہی ہے۔"

"مگر تمہارا نام تو داؤد ہے۔"

"میرے چھوٹے بھائی کا نام ہے.... عمران صاحب دو زندگیاں برباد ہو جائیں گی [illegible]
نے گلوگیر آواز میں کہا اور پھر دونوں ہاتھوں سے منہ چھپائے ہوئے پھوٹ پھوٹ کر [illegible]

عمران خاموشی سے کھڑا اسے دیکھتا رہا۔ پھر آہستہ سے بولا "تم یہ لفافہ لے سکتے ہو.....
لیکن اگر اس نے عدالت میں اس کے متعلق کچھ کہا تو.....؟"

"میں کچھ نہیں جانتا.... کہ کیا ہوگا.... مجھے بچائیے عمران صاحب! مجھ سے ایک اخلاقی
جرم سرزد ہوا تھا.... مجھے بچائیے!"

"لفافہ اٹھاؤ...." عمران نے لفافہ اس کے سامنے ڈال دیا۔

داؤد لفافہ اٹھانے کے لئے جھکا اور اسے اٹھاتا ہوا دوسرا ہاتھ عمران کے پیر پر رکھ کر بولا۔

"یہاں بیٹھ میری گردن پر رہے گا.... میں نے اس لفافے کی قیمت تین لاکھ لگائی تھی وہ رقم
پر وقت آپ کی ہے....."

"شکریہ!" عمران نے کہا "اگر میں تمہارے کام کے لئے یہاں آیا ہوتا تو یقیناً یہ رقم میری
ہوتی.... مگر میں خود اس کی تلاش میں تھا.... اسی دوران میں تھیلا آ ٹکرائی....."

"نہیں وہ تو آپ کو لینی ہی پڑے گی!" داؤد نے کہا۔

لیکن عمران اسے وہیں چھوڑ کر کمرے سے نکل گیا۔

(۱۸)

"جناب!" عمران سر سلطان سے کہہ رہا تھا "اب میرے پاس تین لفافے اور ہیں! وہ بھی
ملک کی تین بڑی شخصیتوں سے تعلق رکھتے ہیں یعنی ان پر ان کے نام اور پتے درج ہیں۔ جس
طرح میں نے آپ کے نام کا لفافہ کھولے بغیر آپ کے سپرد کر دیا۔ اسی طرح انہیں بھی.....
مگر لیکن بہتر یہی ہے کہ میں انہیں نذر آتش کر دوں۔"

"مجھے ان سے کوئی سروکار نہیں! جو تمہارا دل چاہے کرو!" سر سلطان بولے "مگر عمران تم
نے اسے پکڑا کیسے [illegible]

"[illegible] پوچھئے جناب تو بہتر ہے! مجھے اس کے لئے ایک بہت ہی ذلیل قسم کی حرکت کرنی
پڑی [illegible]"

"[illegible]"

"[illegible] آپ پوچھ گچھ کرتے رہیں گے! لیکن اگر کہیں والد صاحب کو اس کا علم ہو گیا تو مجھے عاق
کر دیں گے"

"بتاؤ نہیں تو مارتا ہوں چانٹا!"

"مجھے داؤد کی بیوی سے..... وہ کرنا پڑا تھا"

"کیا.....؟"

"وہی.....!"

"کیا بکتے ہو؟"

"جی ہاں عشق.....!" عمران شرما کر بولا "پتہ نہیں یہ ایکٹنگ تھی یا حقیقت!"

"کیا مطلب؟"

"بلیک میلر ہر وقت مواد کی تلاش میں رہتا ہے۔ میں نے سوچا کیوں نہ اسی لائن پر [illegible] جائے۔ لہٰذا میں نے داؤد کی بیوی میں دلچسپی لینی شروع کر دی..... اور ساتھ ہی اس کا [illegible] لیتا رہا کہ ہم دونوں میں کون زیادہ دلچسپی لے رہا ہے۔ پینگیں بڑھتی رہیں..... اور ایک آدمی کی طرح ہم دونوں کے پیچھے لگا رہا۔ یہ جاوید اکرم تھا..... پھر پرسوں اس نے چھپ کر ہم [illegible] تصویر لے ڈالی جس میں ہم دونوں بظاہر مشتبہ حالت میں نظر آتے ہیں لیکن حقیقت یہ [illegible] تھی کہ میں نے اس کے ہاتھ پکڑ لئے تھے اور وہ ہنستے ہنستے دوہری ہو کر مجھ پر جھک آئی تھی۔ تصویر اس کیلئے بڑی منفعت بخش ثابت ہوتی۔ وہ داؤد کے ساتھ ہی ساتھ اس کی بیوی کو [illegible] میل کر کے بڑی بڑی رقمیں اینٹھنا شروع کر دیتا۔ بہر حال میں اس سے واقف تھا کہ تصویر [illegible] والا جاوید اکرم ہی تھا کیونکہ وہ شروع ہی سے ہمارا تعاقب کرتا ہوا جھاڑیوں تک پہنچا تھا"

پھر عمران نے اپنے اس عشق کی داستان تفصیل کے ساتھ دہرائی اور خاموش ہو گیا۔

"عمران!" سر سلطان سنجیدگی سے بولے "واللہ تم بلا کی کھوپڑی رکھتے ہو۔ اس کے علاوہ اور کیا تدبیر ہو سکتی تھی!"

"نہیں جناب ایسا نہ کہیے۔ میں اسے ہر حال میں گرفتار کر لیتا۔ اگر وہ بلیک میلر [illegible] تب بھی میں اسے نہیں چھوڑ سکتا تھا۔ کیونکہ وہ ایک سازشی بھی تھا۔ بعض بین [illegible] سازشوں میں بھی اس کا ہاتھ رہ چکا ہے اور اس کی تصویر اس حیثیت سے پہلے ہی میرے پاس پہنچ چکی تھی!"

"آہا..... آہا....." سر سلطان مفکرانہ انداز میں بولے "اب معاملہ بالکل صاف [illegible]

"میں نہیں سمجھا"

"وہ مجھ سے چند اہم دستاویزات کی نقلیں چاہتا تھا اور وہ دستاویزات بین الاقوامی نوعیت کی تھیں!"

"مگر آپ یہ بات پہلے بتا دیتے تو مجھے داؤد کی بیوی سے عشق کر کے اپنی عاقبت نہ خراب کرنی پڑتی..... ذرا سوچئے تو..... اگر اس نے اپنا عشق برابر جاری رکھا تو کیا ہو گا! میں کہاں جاؤں گا..... اللہ رحم!"

"مت بکو!"

عمران خاموش ہو گیا پھر تھوڑی دیر بعد بولا "حقیقتاً کرار اسے پہچانتا تھا۔ ورنہ جاوید اسے قتل نہ کرتا۔ اس طرح اس نے ایک تیر سے دو شکار کئے۔ ایک طرف ایک ایسے آدمی کو قتل کر دیا جو اسے پہچانتا تھا اور دوسری طرف آپ کو خوفزدہ کر دیا۔ یعنی یہ ظاہر کرنا چاہا اگر اس کا مطالبہ پورا نہ کیا گیا تو وہ سب کچھ کر گزرے گا۔ ظاہر ہے جو آدمی دن دہاڑے ایک آدمی کو قتل کر کے آپ کے پائیں باغ میں ڈال جائے۔ وہ آپ کے لئے بھی خطرناک ہو سکتا ہے۔ اس طرح اس نے آپ پر رعب بٹھانا چاہا تھا پھر ہنگو کے منیجر کو فون کرانے کا مقصد اس کے علاوہ اور کچھ نہیں ہو سکتا کہ وہ کرار کو تلاش کرتا ہوا آپ کے بنگلے تک آئے۔ اتنی دیر میں لاش یقیناً دریافت کی جا چکی ہو گی اور وہ اپنے بیان میں یہ کہے کہ کرار نے اسے آپ ہی کے بنگلے سے فون کیا تھا۔ آپ بری طرح پھنس جاتے..... جناب اور الو والی بات تو آپ کسی سے کہہ ہی نہ سکتے۔ کیونکہ اس کے پاس آپ کے خلاف کوئی ٹھوس قسم کا مواد موجود تھا۔"

"بالکل یہی بات ہے..... عمران....." سر سلطان ایک طویل سانس لے کر بولے "میں تمہارا شکر گزار رہوں گا..... ہاں..... اور یہ بھی سن لو کہ تم اب محکمہ خارجہ کی سیکرٹ سروس سے نکل بھاگنے کی کوشش نہیں کرو گے!"

"[illegible] نہیں کر سکتا جناب کیونکہ بعض اوقات میرا دل چاہتا ہے کہ اپنے جسم ہی سے نکل بھاگوں [illegible] خصوصاً اس وقت جب میرے ٹیلیفون کی گھنٹی بجتی ہی چلی جاتی ہے آہا! خوب یاد آیا! اس [illegible] کا دوسرا اصل اس لڑکی کے سر ہے جو مجھے اکثر فون پر بور کیا کرتی ہے۔"

سر سلطان کے اصرار پر عمران نے وہ داستان بھی شرما شرما کر دہرائی اور پھر کچھ دیر

خاموش رہ کر بولا.... "اس نے بار بار رنگ کر کے کچھ ایسی اودھم مچائی تھی کہ آپ کے
نگاہ کے فون کا سلسلہ میرے فون سے آملا...."

سر سلطان بڑی دیر تک ہنستے اور عمران کو برا بھلا کہتے رہے۔ ان کا خیال تھا کہ وہ ایسی
کر کے اپنی زندگی برباد کر رہا ہے۔

(۱۹)

داؤد کو بھی نہ معلوم ہو سکا کہ عمران نے جواد اکرم پر کس طرح قابو پایا تھا۔ اس نے
عمران سے پوچھا۔ لیکن عمران ہمیشہ یہ کہہ کر ٹال گیا کہ وہ ایک سرکاری راز تھا!

اور شاداں بیچاری تو عمران کا دوسرا روپ دیکھ کر پہلے ہی سہم گئی تھی۔ اس کی ہمت
نہیں پڑی کہ وہ عمران سے دوبارہ ملتی لہٰذا اس مضحکہ خیز عشق کی داستان بھی یہاں ختم ہو گئی
البتہ وہ نامعلوم لڑکی اب بھی عمران کو فون پر بور کرتی رہتی ہے.... اور عمران کا خیال ہے
کہ اگر اس نے کچھ دن اور چھیڑ چھاڑ جاری رکھی تو وہ پاگل ہو کر کتوں کی طرح بھونکنے لگے
کیونکہ اکثر وہ اس کے کاموں میں بھی خارج ہونے لگتی ہے۔

ویسے اب عمران نے بھی ایک نئی حرکت شروع کر دی ہے۔ اس نے ایک کتا پال لیا
ہے۔ جب بھی اس نامعلوم لڑکی کا فون آتا ہے وہ کتے کے پلے کا منہ ماؤتھ پیس کے سامنے
کر کے اس کی دم اینٹھ دیتا ہے۔

(ختم شد)

عمران سیریز نمبر 9

دھوئیں کی تحریر

(مکمل ناول)

پیشرس

اب "دھوئیں کی تحریر" پڑھئے۔ میں نے کوشش کی ہے کہ عمران کو ایک خاص ڈھب پر لے آؤں۔ آپ اس بار عمران کو نئے روپ میں دیکھیں گے اور یہ اس کا مستقل روپ ہوگا۔ عمران ابھی تک تجرباتی دور میں تھا! مگر اب وہ کسی حد تک ایک مخصوص فریم میں فٹ ہوگیا ہے! بہت جلد آپ اسے بھی کرنل فریدی ہی کی طرح ایک منفرد رنگ میں دیکھیں گے۔

آپ ہر ماہ میرے کم از کم دو مختلف ناول ضرور پڑھتے ہیں۔ ناول اچھے ہوتے ہوں یا برے آپ کو ان کا انتظار رہتا ہے....! اور مجھے ان پر آپ کی تنقید کا انتظار رہتا ہے۔

مجھے آپ کے خطوط ملتے ہیں اور میں آپ کے مشوروں سے پورا پورا فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتا ہوں۔ ہر ماہ مجھے سینکڑوں خطوط موصول ہوتے ہیں۔ اب آپ ہی سوچئے اگر میں ہر ایک کو الگ الگ جواب لکھنے بیٹھوں تو پھر آپ کے لئے ناول کون لکھے۔ اس لئے اگر آپ کو ذاتی نوعیت کے خطوط کے جواب نہ ملیں تو اسے میری بداخلاقی پر محمول نہ کیجئے! بلکہ مصروف سمجھ کر معاف کر دیجئے۔

اب رہا میری تصویر کا مسئلہ یہ میرے لئے بڑا مضحکہ خیز ہے! اس سلسلہ میں جو خطوط موصول ہوتے ہیں انہیں پڑھ کر بے تحاشہ ہنستا ہوں۔ آپ کہتے ہیں کہ مجھے "تصویر ذرا اچھی کھنچوانی چاہئے تھی۔"

کل آپ یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ ذرا اپنے چہرے پر سفیدی کرا کے کسی آرٹسٹ سے پھول اور پتیاں بھی بنوا لیجئے لیکن یہ آپ اسی وقت کہیں گے جب آپ مجھے قریب سے دیکھیں۔ خدا مجھے اس برے وقت سے محفوظ رکھے۔

بہرحال میں نے سیدھی سادھی تصویر کیوں پیش کی اس سلسلے میں ایک واقعہ سنا کر آپ کو بھی عبرت "پکڑانے" کی کوشش کروں گا! طالب علمی کے زمانے میں مجھے ایک شاعر کا جنون ہوگیا تھا۔ کلام تو تھا ہی "کلام" اس کی تصویریں بھی بڑے غضب کی ہوا کرتی تھیں! جہاں بھی اس کی کوئی تصویر ملتی بڑے چاؤ سے فریم کرکے دیوار کی زینت بنا دیتا.... لیکن ایک بار اس سے ملنے کا اتفاق ہوا تو یقین کیجئے.... اگر میں خدانخواستہ شرابی ہوتا تو نشے کی ترنگ میں اسے اٹھا کر سڑک پر ضرور پھینک دیتا.... کچھ ایسا ہی غصہ آیا تھا....! بس جناب کیمرے کے سامنے بیٹھتے وقت مجھے یہی واقعہ یاد آگیا تھا.... اس لئے آپ کو کوئی آرٹسٹک پوز نہ مل سکا ویسے یہ آپ کی زبردستی ہی تھی کہ مجھے اپنی تصویر دینی پڑی ورنہ میرا خیال ہے کہ تصویریں صرف راجکپور، دلیپ، نرگس، مدھوبالا کی چھپنی چاہئیں۔ جنہیں پان والے بھی بڑے احتیاط سے فریم کرکے اپنی دکان کی زینت بناتے ہیں....! اور ادیبوں کی تصاویر کا.... کسی پروویژن اسٹور سے پاؤ بھر دال لے آیئے.... جس تھیلی میں دال ملے اسے الٹ پلٹ کر غور سے دیکھئے! کسی نہ کسی ادیب یا شاعر کی تصویر آپ کو اس پر ضرور مل جائے گی!

○

کیپٹن جعفری نے انسپکٹر والٹن کو چوتھا پگ پیش کیا۔ کیپٹن جعفری کے لئے بھی چوتھا مطلب تھا چوتھائی بوتل۔ اس سے پہلے ہی وہ آدھی خالی کر چکے تھے اور یہ کوئی معمولی نہ تھی۔ دیسی ٹھرا تھا۔ انسپکٹر والٹن کے سینے اور حلق میں الو ضرور بولنے لگے تھے لیکن زندگی میں پہلی ہی بار اتنی تیز شراب پینے کا اتفاق ہوا تھا۔ مگر وہ چونکہ ایک عادی شرابی تھا لئے پیتا ہی چلا گیا۔

اس کا تعلق دراصل اسکاٹ لینڈ یارڈ سے تھا اور وہ یہاں ایک بہت ہی اہم کام کے سلسلے میں آیا تھا۔ محکمہ خارجہ کے سیکرٹ سروس کے ایک آفیسر کیپٹن جعفری سے اس کی پہلے کی ملاقات تھی۔ دوسری جنگ عظیم میں وہ دونوں ہی ایک یونٹ میں تھے اور والٹن بھی کیپٹن ہی تھا۔ جنگ کے اختتام پر اسے اسکاٹ لینڈ یارڈ میں جگہ مل گئی تھی اور کیپٹن جعفری اپنے ملک کے محکمہ خارجہ کی سیکرٹ سروس میں لے لیا گیا تھا۔

انسپکٹر والٹن کی آمد سرکاری نوعیت کی تھی۔ لیکن وہ جس کام کے لئے آیا تھا اس کے بارے میں ابھی کسی کو کچھ بھی نہیں معلوم ہو سکا تھا۔

دراصل وہ براہ راست چیف آفیسر سے گفتگو کرنا چاہتا تھا۔ لیکن چیف آفیسر تھا کون کیپٹن جعفری کے فرشتوں کو بھی اس کا علم نہ رہا ہو۔ اس نے اس کے متعلق اتنا ضرور سنا تھا کہ وہ کوئی معقول آدمی نہیں ہے۔ یہ بات اسے ان پانچ آفیسروں میں سے ایک نے بتائی تھی جو اب اس محکمے میں نہیں تھے۔ انہیں دوبارہ ملٹری کی سروس میں بھیجا جا چکا تھا۔

کیپٹن جعفری کو اس کا علم بھی نہیں تھا کہ چیف آفیسر انسپکٹر والٹن سے ملنا پسند کرے گا

یا نہیں۔ اس بات کو تو وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ چیف آفیسر اس سے ملنے پر مجبور نہیں ہو گا اور یہ بھی ضروری تھا کہ والٹن کو اس کی مدد حاصل ہی ہو جائے۔ یہ چیف آفیسر کی اپنی مرضی پر منحصر تھا کہ وہ والٹن کی مدد کرنا چاہتا یا نہ کرتا۔

والٹن کا کہنا یہ تھا کہ کام کی نوعیت سرکاری ہی ہے لیکن وہ نجی طور پر سیکرٹ سروس کے چیف آفیسر کی مدد کا طالب ہے... یہ بات کیپٹن جعفری کی سمجھ سے باہر تھی۔ لیکن انسپکٹر والٹن نے اس کی وضاحت نہیں کی۔

کیپٹن جعفری کم کھاگ نہیں تھا۔ اسے پہلے ہی سے معلوم تھا۔ والٹن ایک عادی قسم کا شرابی ہے۔ لہٰذا اس نے اسے ٹھرا پلانے کا پروگرام بنایا۔ اس نے بتایا تھا کہ وہ دیسی بیئر کہلاتی ہے اور کچھ ملکے اجزاء پائی جاتی ہے اور پینے والے اسے ایک پگ سے شروع کرتے ہیں اور اس کے بعد کے پگ اپنی حیثیت سے پچھلے پگوں کی نسبت مقدار میں دوگنے ہو جاتے ہیں۔ مثلاً دوسرے پگ کا مطلب ہو گا ایک تہرے کا چوتھا پگ اور چوتھے کا آٹھ پگ... لہٰذا چوتھے پگ پر والٹن کو بار کی چھت میں ستارے نظر آنے لگے... اور اسے بے تحاشہ اپنی محبوبہ یاد آگئی جس کی ماں نہ صرف وہ تھی بلکہ اس کی ایک ٹانگ زہر باد کا شکار ہو کر ہمیشہ کے لئے اس کے جسم سے الگ ہو گئی تھی۔ محبوبہ کیا یاد آئی اس کی ماں کی کٹی ہوئی ٹانگ بھی یاد آگئی اور والٹن نے رو دینے کا سامان بنایا۔

"کیوں انسپکٹر کیا بات ہے...؟" کیپٹن جعفری نے پوچھا جو اسے بہت غور سے دیکھ رہا تھا۔

"بچاری...!" والٹن ٹھنڈی سانس لے کر رہ گیا۔ کیپٹن جعفری چاروں طرف دیکھنے لگا لیکن اسے کہیں بھی کوئی "بچاری" نظر نہ آئی۔ وہ سمجھ گیا کہ اب اس کی کھوپڑی آؤٹ ہو رہی ہے!

اس نے کہا۔ "ہاں... ہاں... بچاری آگے کہو...؟"

مگر... والٹن کی کھوپڑی آؤٹ ہو کر صرف اپنی محبوبہ کی مفلوج والدہ کے گرد ہی ناچنے لگی تھی۔ وہ اس کے متعلق بہت کچھ بک گیا۔ لیکن کیپٹن جعفری کے ایک بھی پلے نہ پڑی اور پھر اسے اپنی حماقت پر غصہ آگیا۔ وہ سوچنے لگا کہ اس نے خواہ مخواہ یہ مصیبت مول لی۔ کیونکہ اب والٹن کسی طرح بہکنے لگا تھا۔ بہر حال اب کھیل تو بگڑ ہی چکا تھا۔ جعفری نے سوچا کیوں نہ براہ راست اسی سے اس کے متعلق سوال کیا جائے۔

"تم یہاں کیوں آئے ہو...؟" اس نے پوچھا۔

"اس بیچاری کے لئے... مجھے اپنے یہاں کے کسی فقیر سے ملاؤ... ایسا فقیر جو ...
طرف رسہ اچھال کر اس پر چڑھتا چلا جائے... مجھے ایک فقیر آج ملا تھا۔ میں نے ...
ایک نوٹ دیا تھا۔ لیکن وہ کٹی ہوئی ٹانگ واپس نہیں لا سکتا۔ اس نے کہا کہ میں ...
اسسٹنٹ ہوں... وہ بڑا سور آدمی ہے...!"

"اچھا اب خاموش ہو جاؤ...!" کیپٹن جعفری نے جھنجھلا کر کہا۔ "ورنہ...!"

"ورنہ کیا...!" والٹن آنکھیں نکال کر بولا۔ "کیا میں تم سے کمزور ہوں...!" جعفری ...
زیادہ ڈاؤن نہیں تھا مگر تھا نشے ہی میں لہٰذا اسے والٹن کا لہجہ بہت بُرا لگا اور اسے غصہ آ ...

"ایک ہی گھونسے میں تمہارا چہرہ جبڑوں سے محروم ہو جائے گا...!"

"اوہ... یو... سوائن...!" والٹن نے دانت پیس کر ہاتھ گھما دیا۔ لیکن اس کا ہاتھ ...
کے چہرے پر نہیں پڑ سکا۔ کیونکہ دفعتاً ہال میں اندھیرا ہو گیا تھا۔ ساتھ ہی ایک چیخ ...
لہرائی اور کیپٹن جعفری کا نشہ ہرن ہو گیا۔ پھر اس نے قریب ہی کسی کے گرنے کی آواز ...
چیخ سو فی صد والٹن ہی کی تھی اور وہ اس کے کانوں کے قریب پہنچا تھا۔ اندھیرے ...
غل کی آوازیں ایک دوسرے سے ٹکراتی پھیلتی اور بڑھتی رہیں۔

اچانک کسی نے چیخ کر کہا۔ "پوری لائن آف ہے...!"

پھر کوئی دوڑتا ہوا آدمی جعفری کی کرسی سے ٹکرایا... اور وہ دونوں کرسی سمیت ...
ڈھیر ہو گئے۔ کیپٹن جعفری نے اسے انگریزی میں گالیاں دیں۔ نشے کی حالت میں ...
نہیں ہوتا تھا... لیکن انتہائی غصے کے باوجود بھی اس نے ٹکرانے والے کو نکل جانے ...
اجالے میں ٹکرایا ہوتا اور اچھی حیثیت کا آدمی ہوتا تو جعفری کے ہاتھوں بچ نہ ...
جعفری کم رتبہ آدمیوں پر ہاتھ اٹھانا کسر شان سمجھتا تھا۔

نشے میں بھی اسے اس بات کا خیال رہتا تھا۔ اُسے اس بات پر بڑا فخر تھا کہ وہ ایک ...
خاندان کا آدمی ہے۔ اس وقت تو وہ اور زیادہ خوش تھا کیونکہ ابھی ابھی اس نے انگلینڈ ...
خاندانی آدمی کے ساتھ شراب پی تھی۔ انسپکٹر والٹن دراصل سر ہنری والٹن کا ...
سر گریس والٹن کا بھتیجا تھا۔

یک بیک ہال پھر روشن ہو گیا... اور لوگ اجالے میں بھاگ آنے والی ...

... معلوم ہونے لگے... لیکن جعفری کی آنکھوں کے سامنے تاریکی کا
... سے گردش کرنے لگا تھا۔ کیونکہ والٹن کو اس نے جس حال میں دیکھا۔
اس کے خواب و خیال میں بھی آنے والی چیز نہیں تھی۔ وہ فرش پر اوندھا پڑا تھا اور اس کی
پشت میں دونوں... شانوں کے درمیان ایک خنجر دستے تک پیوست تھا۔

بار میں افراتفری مچ گئی۔ والٹن ٹھنڈا ہو چکا تھا تھوڑی دیر بعد ڈاکٹر نے بھی بتایا... کیپٹن جعفری کا
... تھا جیسے اس نے ہاتھوں سے شراب ہی نہ پی ہو۔

پولیس کو بیان دیتے ہوئے اس نے بہت احتیاط سے کام لیا۔ نہ تو اس نے یہ بتایا کہ اس کا
تعلق ... سیکرٹ سروس سے ہے اور نہ یہ بھی ظاہر ہونے دیا کہ مقتول اسکاٹ لینڈ یارڈ
کا ... سراغ رساں تھا۔ اس کے بیان میں یہی تھا کہ اس کی اور مقتول کی دوستی بہت پرانی تھی
... دونوں دوسری جنگ عظیم میں اتحادیوں کی طرف سے شانہ بشانہ لڑ چکے تھے۔ آج اتفاقاً
دونوں کی ملاقات ہوئی اور جعفری نے اسے بار میں مدعو کر دیا۔ اس نے بتایا تھا کہ اسے والٹن کی
... تک کا علم نہیں تھا۔ ظاہر ہے کہ ایسی صورت میں وہ کیا بتا سکتا کہ اس کی کسی سے
دشمنی تھی یا نہیں۔

پولیس نے اسے تقریباً پانچ گھنٹے تک روکے رکھا۔ بہر حال جعفری کے لئے یہ ایک سنسنی
خیز تجربہ تھا۔ اس نے بموں اور گولیوں کی گونج میں بھی اپنی زندگی کا کچھ حصہ گزارا تھا۔ زخمیوں
اور مرتے ہوئے آدمیوں کی چیخیں سنی تھیں۔ خود اپنے ہی ہاتھوں سے درجنوں کو موت کے
گھاٹ اتارا تھا۔ مگر والٹن کے اس حیرت انگیز قتل سے زیادہ وہ اور کسی چیز سے اتنا متاثر نہیں
ہوا... رات کا بقیہ حصہ اس نے جاگ کر گزارا۔

۞

ٹھیک ... بجے اس کے فون کی گھنٹی بجی۔

"ہیلو...!" دوسری طرف سے آواز آئی۔ "کیپٹن جعفری...!"

"ہاں جعفری بول رہا ہے...!" جعفری نے جواب دیا۔

"میں ... بول رہا ہوں...!"

"[illegible] صاحب... فرمائیے... جناب...!"

"کیا پچھلی رات تم اور والٹن تنہا ہی تھے...؟"

"جی ہاں جناب...!" جعفری اپنا سر کھجانے لگا... اور اس کی پیشانی پر دو تین
شکنیں اُبھر آئیں۔

"کیا تمہارا بیان جو تم نے پولیس کو دیا ہے صحیح تھا...!"

"نہیں جناب... بھلا یہ کیسے ممکن تھا کہ میں اسے اپنی موجودہ حیثیت کے متعلق

"خیر... اس کے علاوہ...!"

"اور سب کچھ درست تھا...!" جعفری نے جواب دیا۔

"اگر تم پچھلی رات نشے میں نہ ہوتے تو میں اسے تسلیم کر لیتا...!" دوسری طرف سے

"وہ دیکھیے... ج... جناب...!"

"اور شراب پی رہے تھے۔ لعنت ہے تم دونوں پر... اگر پوسٹ مارٹم کرنے والوں نے
میں بچی ہوئی شراب کی شناخت کر لی تو تم بڑی مشکلات میں پھنس جاؤ گے۔"

"اوہ...!" جعفری کے حلق سے عجیب سی آواز نکلی۔

"خیر یہ تم نے اچھا کیا کہ والٹن کی اصلیت بھی چھپا گئے...!"

"آپ جانتے ہیں۔" جعفری نے متحیرانہ انداز میں کہا۔

"اور یہ بھی جانتا ہوں کہ وہ مجھ سے ملنا چاہتا تھا...!"

"میرے خدا...؟" جعفری نے حیرت سے کہا۔ "پھر آپ اس سے ملے کیوں نہیں

"ہیکس ٹو سے کوئی نہیں مل سکتا...!" جواب ملا۔

"تو پھر آپ بھی یہ جانتے ہوں گے کہ وہ آپ سے کیوں ملنا چاہتا تھا...!" جعفری

"ہاں میں یہ بھی جانتا ہوں... اچھا دیکھو... اب تم پولیس کے ہاتھ نہیں آؤ گے
بگڑ جائے گا۔ میں نہیں چاہتا کہ میرے محکمہ کا کوئی آدمی عوام کی نظروں پر چڑھے
تمہیں یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ پولیس تمہارے چاروں طرف جال بن رہی ہے
نے اپنے بیان میں بھی لکھوایا ہے کہ تم گو کہ اس کے پرانے گاہک ہو۔ مگر کل
شراب نہیں طلب کی تھی۔ اگر میزیں وغیرہ نہ الٹی ہوتیں تو پولیس تمہاری
بو کل ضرور پاتی اور پھر تمہیں گھر تک پہنچنا نصیب نہ ہوتا۔ ظاہر ہے کہ یہ بات

[illegible] رہے تھے۔ مگر اب پوسٹ مارٹم کی رپورٹ پہلے ہی پولیس کے ہاتھوں
[illegible] تم بھی سمجھتے کہ کیا ہوگی۔ لہٰذا اجالا پھیلنے سے پہلے ہی اپنی قیام گاہ چھوڑ دو۔ لیکن
[illegible] میں سے ایک بھی وہاں رہ گیا تو... آہا... ٹھہرو میں تمہیں بتاتا ہوں...!"

[illegible] اچانک ایک فائر ہوا... اور گولی سامنے والی دیوار سے ٹکرائی۔ ریسیور جعفری
کے ہاتھ سے چھوٹ گیا... اور اس نے بے تحاشہ کھڑکی سے باہر چھلانگ لگا دی۔ کھڑکی زمین
سے زیادہ اونچی نہیں تھی۔ پھر بھی اس کے داہنے پیر میں کافی چوٹ آئی۔ اب وہ سڑک پر تھا۔
[illegible] پھر ایک فائر ہوا اس بار بھی جعفری بال بال بچا۔ سردیوں کے دن تھے۔ سڑک
سنسان پڑی تھی۔ جعفری نے ایک گلی میں گھس کر دوڑنا شروع کر دیا۔ اسے ایسا محسوس ہو رہا تھا
جیسے خواب میں دوڑ رہا ہو۔ جعفری بزدل نہیں تھا۔ لیکن وہ اندھیرے میں چلائی جانے والی
گولیوں سے بہت ڈرتا تھا۔

٭

کیپٹن خاور گہری نیند میں تھا... ٹھیک پانچ بجے اس کے سرہانے رکھے ہوئے فون کی گھنٹی بجی
اور وہ اس طرح اچھل کر کھڑا ہو گیا جیسے اسے اس کا انتظار ہی رہا ہو... اس کی نیند کچھ ایسی ہی
ہوتی تھی۔ وہ ہمیشہ گہری نیند سوتا تھا۔ لیکن کوئی معمولی سی آواز بھی اسے جگا سکتی تھی۔

"ہیلو...!" وہ ماؤتھ پیس میں حلق پھاڑ کر چیخا۔

"ہیکس ٹو سپیکنگ...!" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"اوہ... یس سر... گڈ مارننگ سر...!" کیپٹن خاور بوکھلا گیا۔

"مارننگ...!" دوسری طرف سے آواز آئی۔ "دیکھو... کیپٹن خاور... کیپٹن جعفری
خطرے میں ہے۔ اس کے مکان پر فوراً پہنچو... اس کے کاغذات کی حفاظت ضروری ہے۔ میں
نہیں چاہتا کہ وہ پولیس کے قبضے میں جائیں۔ جلدی کرو۔ اُجالا ہونے سے پہلے ہی تمہیں وہاں
سے نکل آنا چاہیے...!"

دوسری طرف سے سلسلہ منقطع کر دیا گیا۔ خاور نے تیزی سے کپڑے پہنے اور میز کی دراز
سے ریوالور نکال کر جیب میں ڈالا ہوا باہر نکل آیا موٹر سائیکل سائبان کے نیچے موجود تھی۔
[illegible] اور وہ طوفان کی طرح کیپٹن جعفری کے گھر کی طرف روانہ ہو گیا۔ سڑکیں

سنسان پڑی تھیں۔ اس لئے چوراہوں پر روک لئے جانے کا بھی خدشہ نہیں تھا ...
گویا فضا میں تیرتی چلی جا رہی تھی۔

پھر اس کا انجن جعفری کے مکان کے سامنے ہی پہنچ کر بند ہوا۔ موٹر سائیکل ...
کھڑی کر کے کیپٹن خاور درانہ اندر گھستا چلا گیا کیونکہ دروازہ کھلا ہوا تھا۔

"خبردار!" اچانک ایک کمرے سے آواز آئی۔ "جو جہاں ہے وہیں ٹھہرے۔ پولیس ...
خاور اتنا احمق نہ تھا کہ ایسے فقروں میں آجاتا۔ اگر پولیس اندر موجود تھی تو باہر بھی ...
ہونا چاہئے تھا اور کوئی نہیں تو ایک کانسٹیبل ہی صدر دروازہ پر نظر آگیا ہوتا۔

کیپٹن خاور نے جیب سے ریوالور نکال کر اس کا رخ بند دروازے کی طرف ...
دروازے کی دوسری طرف کسی نے اسے مخاطب کیا تھا اور اس دروازے کے شیشوں ...
بھی نہیں دکھائی دے رہی تھی۔ لہٰذا جو کوئی بھی اندر تھا اندھیرے ہی میں تھا ...
آگے بڑھ کر ایک زوردار ٹھوکر دروازے پر رسید کی۔ دروازہ کھل گیا ساتھ ہی ...
سنسناتا ہوا اس کے داہنے کان کے قریب سے گزر گیا۔ وہ بڑی پھرتی سے ایک طرف ...
دیوار سے چپک کر کھڑا ہوگیا۔ اندر گہری تاریکی تھی اور سناٹے کا یہ عالم تھا جیسے ...
نہ تو کوئی فائر ہوا ہو اور نہ کسی کے قدموں کی چاپ ہی سنائی دی ہو۔

تقریباً تین یا چار منٹ تک یہی کیفیت رہی۔ کیپٹن خاور چپ چاپ دیوار سے چپکا ...
اس مکان کے نقشے سے اچھی طرح واقف تھا اور جانتا تھا کہ جو کوئی بھی اس کمرے ...
اس کے لئے فرار کی راہ اس دروازے کے علاوہ اور کوئی دوسری نہیں ہو سکتی۔

ورنہ وہ اتنا گاؤدی نہیں تھا کہ اس طرح وقت برباد کرتا۔

اچانک اندر سے روشنی کی ایک باریک سی لکیر باہر رینگ آئی۔ کیپٹن خاور بے ...
حرکت کھڑا رہا۔ اس نے اپنی سانس تک روک رکھی تھی لیکن ریوالور کا رخ دروازے ...
تھا۔ روشنی کی لکیر جلد ہی غائب ہوگئی شائد وہ کسی ننھی سی ٹارچ کی روشنی تھی جس ...
پھیلتی نہیں تھیں۔

دوسرے ہی لمحے میں کوئی دبے پاؤں کمرے سے نکلا اور ساتھ ہی خاور کے ...
اس کے جسم کے کسی حصے سے جا لگی۔

[illegible]... خاور نے آہستہ سے کہا۔

[illegible] حماقت تھی۔ اندھیرے میں اس قسم کے اقدامات فضول ہی ہوتے ہیں بہر حال
[illegible] کی پیشانی ہی پر پڑا تھا جس نے اس کی آنکھوں میں ستارے بھر دیئے اور اسے
چاروں طرف اجالا ہی اجالا نظر آنے لگا مگر اس کے اوسان سلامت تھے۔ اس نے جوابی حملہ
[illegible] کیا... ویسے یہ اور بات ہے کہ وہ دیوار پر پڑا ہو۔
اس کے ہاتھ میں چوٹ بھی آئی اور ریوالور بھی ایک کھٹاکے کے ساتھ فرش پر جا گرا۔
بہر حال وہ دوڑتے ہوئے قدموں کی آواز سن رہا تھا۔ جو لحظہ بہ لحظہ دور ہوتی جا رہی تھی۔

[illegible] چلا گیا۔

[illegible] نے جیب سے ٹارچ نکالی... اور سارے کمرے روشن کرتا چلا گیا۔ صدر دروازہ
مقفل کرنے کے بعد وہ پھر ان کمروں کی طرف واپس آگیا۔ شاید ہی کوئی کمرہ ایسا رہا ہو جس میں
[illegible] ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے کسی نے بہت جلدی میں کوئی چیز تلاش کرنے کی
کوشش کی ہو۔

خاور نے اس کی طرف دھیان نہیں دیا کیونکہ وہ اس جگہ سے واقف تھا جہاں کیپٹن جعفری
اپنے کاغذات رکھا کرتا تھا۔ سیکرٹ سروس کے آٹھوں آدمی ایک دوسرے سے نہ صرف واقف
تھے بلکہ ان رازوں میں بھی ایک دوسرے کے شریک تھے جن کا تعلق محکمے سے تھا۔
وہاں تک پہنچ گیا جہاں کیپٹن جعفری اپنے کاغذات رکھتا تھا۔
مگر... دوسرے ہی لمحے میں اس کی روح تک لرز اٹھی۔ کیونکہ کاغذات وہاں نہیں تھے۔ وہ
جانتا تھا کہ اس کا نتیجہ کیا ہوگا۔ اس کا پراسرار آفیسر ایکس ٹو... بڑی سختی سے جواب طلب کرے
گا۔ ایکس ٹو کی شکل اس کے آٹھوں ماتحتوں نے آج تک نہیں دیکھی تھی۔ اس کے پیغامات
انہیں فون پر ملا کرتے تھے۔ بعض اوقات تو انہیں ایسا محسوس ہونے لگتا تھا جیسے وہ کوئی روح
[illegible] ...وہ سب ایکس ٹو سے بہت ہی ڈرتے تھے۔
اچانک اس کی نظر میز پر پڑی جس پر صرف ایک کاغذ کا ٹکڑا پیپر ویٹ سے دبا رکھا تھا۔ اس
[illegible] تھا۔ خاور نے ہاتھ بڑھا کر اسے اٹھا لیا اور پھر ایک گہری سانس
لے کر [illegible] میں مشغول ہو گیا... کاغذ کے اس ٹکڑے پر تحریر تھا۔

"تم لوگ بالکل گاؤدی ہو... اگر میں بھی تمہارے ساتھ نہ لگا رہوں تو تم بیڑہ ہی غرق
کر دو۔ کاغذات میں لئے جا رہا ہوں۔ تم پولیس کے پہنچنے سے پہلے ہی یہاں سے چلے جاؤ۔ اگر
پکڑے گئے تو میں بہت بُری طرح پیش آؤں گا۔
ایکس ٹو...!"

کیپٹن خاور بڑی بدحواسی کے عالم میں وہاں سے رخصت ہوا۔

❂

عمران بڑے جوش و خروش کے ساتھ میز پر طبلہ بجا رہا تھا۔ اس کی آنکھیں بند تھیں ا
چہرے پر ایسے انہماک کے تاثرات تھے جیسے وہ کوئی بہت ہی اہم فریضہ انجام دے رہا ہو۔
سراغرسانی کا سپرنٹنڈنٹ اس سے تھوڑے ہی فاصلے پر بیٹھا ہوا اسے غصیلی نظروں سے دیکھ
تھا۔ ظاہر ہے کہ یہ سپرنٹنڈنٹ کیپٹن فیاض کے علاوہ اور کوئی نہ رہا ہوگا۔ آج کل اسے عمرا
سے اللہ واسطے کا بیر ہو گیا تھا۔ بنائے فساد دراصل رات کے شہزادے کا کیس تھا۔

فیاض کا کہنا تھا کہ آخر کار وہ سرکاری اداروں کی آڑ لے کر اپنا کام کیوں نکالتا ہے... ا
تک وہ دو بار اسی قسم کی حرکتیں کر چکا تھا۔ نیلے پرندوں والے کیس میں اس نے خود کو وزار
خارجہ کا نمائندہ بنا کر پیش کیا تھا۔ حالانکہ اس کا یہ دعویٰ فیاض کی تفتیش کی روشنی میں غلط
ثابت ہوا تھا۔ پھر رات کے شہزادے والے کیس میں اس نے اپنا تعلق محکمہ خارجہ کی سیکر
سروس سے ظاہر کر کے کام نکالا... فیاض اس کے اس دعوے کی تصدیق بھی نہ کر سکا تھا
اسے علم تھا کہ اس کیس میں وزارتِ داخلہ کے سیکریٹری سر سلطان بھی ملوث تھے اس لئے
نے عمران کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کی ہمت نہیں کی تھی۔ وہ جانتا تھا کہ عمران نے
بھی کیا ہوگا سر سلطان کے اشارے ہی پر کیا ہوگا۔ یہ بات بھی اسے معلوم تھی کہ سر سل
عمران کی صلاحیتوں سے بہت زیادہ متاثر ہیں۔

فیاض اس وقت عمران کے فلیٹ میں کیا کر رہا تھا؟ اس چیز کے اظہار کی ضرورت
نہیں رہتی جب کہ پچھلی رات شہر میں ایک عجیب و غریب واردات ہو چکی تھی۔

"تم نے کیا سوچا...؟" فیاض نے جھنجھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"سوپر فیاض...!" عمران نے میز پر طبلہ بجانے کا شغل ترک کر کے ایک طویل سا

چند لمحے فیاض کو نیم باز آنکھوں سے دیکھتا رہا۔ پھر سنجیدگی سے بولا۔ "یہ پہلا اتفاق ہے کہ اتنی
دیر تک طبلہ بجانے کے باوجود بھی کچھ نہیں سوچ سکا۔ تم خود سوچنے کی کوشش کرو۔ ان دونوں
نے بارے شراب نہیں لی تھی لیکن پوسٹ مارٹم کی رپورٹ کہتی ہے کہ انگریز بحالتِ نشہ قتل
ہوا تھا۔ معدے میں بھی شراب کی کچھ مقدار موجود تھی اور وہ تقریباً تین گھنٹے تک بار میں بیٹھے
تھے۔ کیپٹن جعفری غائب ہو گیا پولیس کو اس کے گھر کا سارا سامان ادھر ادھر بکھرا ہوا ملا۔ ایک
دیوار سے ریوالور کی گولی برآمد ہوئی۔ خنجر کے دستے پر انگلیوں کے نشانات نہیں ملے۔ وغیرہ
وغیرہ... بلکہ تین بار وغیرہ... اب بتاؤ میں اس سلسلے میں تمہاری کیا مدد کر سکتا ہوں۔ اگر موقع
پر موجود ہوتا تو قاتل کو وہ کوسنے دیتا کہ اس کی دادی بھی بلبلاتی ہوئی اپنی قبر سے نکل آتی۔!"

"اچھا... تو میں جا رہا ہوں... لیکن مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم اس سلسلے میں کچھ کرتے پھر
رہے ہو...؟"

"میں قسم کھاتا ہوں کہ اگر اس بار تم مجھے چڑھے تو قبر تک تمہارے ساتھ جاؤں گا۔!"

"بہتر یہ ہے کہ تم قبر ہی میں میرا انتظار کرنا...!" عمران دوبارہ اپنا شغل شروع کرتا ہوا
بولا۔ "میرے ساتھ کہاں تک دوڑتے پھرو گے۔ ا... ہا...!"

اس نے ہاتھ روک کر ٹیلی فون کو گھونسہ دکھایا۔ جس کی گھنٹی بج رہی تھی۔ وہ جانتا تھا کہ یہ
وہی لڑکی ہوگی جس کے لئے عمران نے کتے کا پلا رکھ چھوڑا تھا۔ جب سے اسے کتے کے پلے کی
آواز سنائی دینے لگی تھی تب سے اس نے بھی بلی کا روپ دھار لیا تھا۔

اس وقت بھی جیسے ہی عمران نے ماؤتھ پیس میں ہیلو کہا... دوسری طرف سے "میاؤں" سنائی دی۔

"تمہارا فون ہے۔!" عمران نے بڑی سنجیدگی سے ریسیور فیاض کی طرف بڑھا دیا۔

فیاض بھی اتنی ہی سنجیدگی کے ساتھ اٹھ کر میز کے قریب آیا۔ ریسیور ہاتھ میں لیتے وقت
اس کے چہرے پر الجھن کے آثار نظر آنے لگے۔ کسی کو کیا معلوم کہ وہ اس وقت عمران کے
فلیٹ میں موجود ہے۔ اس نے کسی کو بھی نہیں بتایا تھا کہ وہ عمران کی طرف جا رہا ہے۔

"ہیلو...!"

"میاؤں...!" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"کیا مطلب کون ہے...؟" فیاض غرایا۔

"میاؤں... میاؤں... میاؤں...!"

فیاض نے ریسیور پٹخ کر عمران کے سر پر دو ہتھوڑ رسید کر دیا لیکن پھر اپنے ہی ہاتھ سہلانے لگا کیونکہ عمران نے وار خالی دیا تھا۔ ظاہر ہے کہ ایسی صورت میں وہ بھرپور حملہ میز ہی پر جا پڑا ہوگا۔

"واقعی اس فون میں کوئی آسیبی خلل واقع ہو گیا ہے۔!" عمران فیاض کو متحیرانہ نظروں سے دیکھتا ہوا بولا۔

"یہ کون تھی...؟" فیاض غرایا۔

"غالباً یہ کوئی بری روح ہے۔!"

"ہاں... آں...!" فیاض برا سا منہ بناتے ہوئے بولا۔ "تم یہاں دن رات عبادت تو کرتے ہو گے... گھر والوں سے علیحدہ رہنے کا مقصد یہی ہو سکتا ہے۔!"

"اکثر یہ بھی سوچتا ہوں۔!" عمران نے اس بات پر دھیان نہ دے کر کہا۔ "شائد کوئی صاحب اپنی بلی کو فون کرنا سکھا رہے ہوں۔!"

"تم ہمیشہ مجھے لغو قسم کی بکواس میں الجھا لیتے ہو۔!" فیاض بگڑ گیا۔

"راستہ ادھر ہے۔!" عمران نے دروازے کی طرف اشارہ کیا۔

فیاض اس وقت کچھ موڈ میں نہیں تھا۔ وہ بات بھی نہیں بڑھانا چاہتا اور پھر غرض بھی ایسی ہی تھی... وہ جانتا تھا کہ عمران ابتداء میں پریشان تو ضرور کرتا ہے لیکن پھر کسی نہ کسی طرح نکل ہی جاتا ہے۔

وہ عمران کو دھمکیاں دیتا ہوا باہر چلا گیا۔

✿

کیپٹن خاور کی موٹر سائیکل گرانڈ ہوٹل کے سامنے رک گئی۔ وہ اسے پورچ تک دھکیلتا لے گیا۔ پھر ایک کنارے کھڑی کر کے ہوٹل میں داخل ہوا۔

اس کے چیف آفیسر ایکس ٹو نے اُسے اطلاع دی تھی کہ کیپٹن جعفری گرانڈ ہوٹل کے کمرہ نمبر ۱۶ میں مقیم ہے اس نے اسے ہدایت دی تھی کہ وہ ہر حال میں جعفری سے رابطہ رکھے۔ سولہویں کمرے کے سامنے پہنچ کر اس نے بند دروازے پر دستک دی۔

"کون...؟" اندر آواز آئی۔

"خاور...!"

دوسرے ہی لمحے میں اندر سے قدموں کی چاپ سنائی دی اور دروازہ کھل گیا۔ جعفری سامنے کھڑا تھا لیکن خاور اسے پہلی نظر میں نہیں پہچان سکا کیونکہ اس نے اپنی گھنی مونچھیں صاف کرا دی تھیں اور پہلے کی نسبت کم عمر نظر آنے لگا تھا۔

"تم یہاں کیسے...!" جعفری نے حیرت ظاہر کی۔

"ایکس ٹو... کی عنایت...!" خاور کمرے میں داخل ہو کر دروازہ بند کرتا ہوا بولا۔

وہ چند لمحے کھڑے ایک دوسرے کو دیکھتے رہے۔ پھر جعفری نے کہا۔ "ایکس ٹو یقیناً کوئی بھوت ہے۔!"

"یہ جملہ ہم ابھی بارہا دہرا چکے ہیں کہ اب اس میں کوئی جاذبیت نہیں رہ گئی۔!" کیپٹن خاور نے خشک لہجے میں کہا۔ "وہ بھوت ہو یا نہ ہو! لیکن اسے اس کی خبر بھی رہتی ہے کہ ہم نے دن بھر میں کتنے سانس لئے... اب تم یہ بتاؤ کہ یہ سب کیا ہو رہا ہے۔!"

"بیٹھو...!" جعفری نے کرسی کی طرف اشارہ کیا۔

جعفری بُری طرح بھرا بیٹھا تھا۔ اس نے سب کچھ اگلنا شروع کر دیا۔ جب وہ کہہ چکا تو خاور نے اس کے مکان میں اپنی کارگزاریوں کا تذکرہ چھیڑ دیا اور یہ بھی پوچھا آخر وانش ایکس ٹو سے کیوں ملنا چاہتا تھا۔

"خدا جانے...!" جعفری برا سا منہ بنا کر بولا۔ "میں نے اپنے ہی ہاتھوں سے یہ پھندا اپنی گردن میں ڈالا ہے۔!"

دفعتاً میز پر رکھے ہوئے فون کا بزر چیخ اٹھا۔

"دیکھو... کون ہے...؟" جعفری نے فون کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

کیپٹن خاور نے ہاتھ بڑھا کر ریسیور اٹھا لیا۔ دوسری طرف سے بولنے والی ہوٹل کے ایکسچینج کی لڑکی تھی۔

"کیا سولہویں کمرے میں کوئی صاحب مسٹر خاور ہیں۔!" دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"میں خاور ہی بول رہا ہوں۔!"

"تو لیجئے ہولڈ آن کیجئے... آپ کی کال ہے۔!"

خاور جعفری کے چہرے پر نظر جمائے ہوئے پلکیں جھپکاتا رہا۔ تھوڑی دیر بعد دوسری طرف سے آواز آئی۔ "کون ہے...؟"

"خاور...!"

"ایکس ٹو...!" دوسری طرف سے آواز آئی۔ "تم وہاں پہنچ گئے تھے...!"

"جی ہاں... ! جناب...!"

"کوئی خاص بات...!" ایکس ٹو نے پوچھا۔

"اس کے علاوہ اور کچھ نہیں کہ کیپٹن جعفری نے اپنی مونچھیں صاف کرا دی ہیں۔!"

"ہوں...!" ایکس ٹو کی آواز میں غصیلا پن تھا۔ "کیا تمہیں اس کا علم نہیں ہے کہ وہ آدمی تمہارا تعاقب کرتے ہوئے گرانڈ ہوٹل تک آئے ہیں۔!"

"اوہ...!" کیپٹن خاور کے حلق سے عجیب سی آواز نکلی۔

"اور وہ دونوں اس وقت بھی ڈائننگ ہال میں تمہارے منتظر ہیں۔ کچھ دیر قبل ان میں سے ایک سولہویں کمرے کے دروازے پر بھی کھڑا رہا تھا۔ سنو کیپٹن جعفری کی زندگی خطرے میں ہے۔ چند نامعلوم آدمیوں کو شبہ ہے کہ واٹسن نے اسے کوئی خاص بات بتائی ہے وہ بات جس کا اعلان وہ پسند نہیں کرتے۔!"

"پھر میرے لئے کیا حکم ہے۔!" کیپٹن خاور نے پوچھا۔

"تم اس وقت تک کمرے سے باہر نہیں نکلو گے جب تک کہ میں تمہیں دوبارہ فون نہ کروں دروازہ اندر سے بند رکھنا...!"

"بہت بہتر جناب ایسا ہی ہوگا۔!" کیپٹن خاور نے ایک طویل سانس لے کر کہا۔

دوسری طرف سے سلسلہ منقطع کر دیا گیا۔ خاور بھی ریسیور رکھ کر جعفری کی طرف مڑا۔ چند لمحے خاموش رہنے کے بعد اس نے کہا۔

"تم واقعی مصیبت میں پھنس گئے ہو۔!"

"کیوں...؟"

خاور نے اپنی اور ایکس ٹو کی گفتگو دہرائی۔

"اے کپتان صاحب۔!" جعفری نے بُرا سا منہ بنا کر کہا۔ "کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ میں

لوگوں کے ڈر سے یہاں چھپا بیٹھا ہوں۔!"

خاور نے کوئی جواب نہ دیا۔ جعفری بولتا رہا۔ "میں یہ سب کچھ ایکس ٹو کی ہدایت کے مطابق کر رہا ہوں۔ وہ نہیں چاہتا کہ پولیس مجھ تک پہنچے اور یہ بات تو مجھے ابھی معلوم ہوئی ہے کہ وہ مجھے پولیس کے علاوہ کسی دوسری پارٹی سے بھی بچانا چاہتا ہے۔!"

"بھئی میں یہ نہیں کہہ رہا کہ تم ڈرپوک ہو۔!" خاور بولا۔ "میں نے تو تمہیں ایک نئی بات بتائی ہے اور تمہیں خود اعتراف ہے کہ یہ اطلاع تمہارے لئے بالکل نئی ہے۔ میں سوچ رہا ہوں کہ واٹسن ایکس ٹو سے کیوں ملنا چاہتا ہے اور ایکس ٹو اس سے واقف ہونے کے باوجود بھی کیوں نہ ملا۔!"

جعفری نے جواب میں کچھ نہیں کہا... کمرے پر سکوت طاری ہو گیا تھا۔

☼

عمران اور اس کی دوست روشی گرانڈ ہوٹل کی ایک میز پر بیٹھے بحث میں الجھے ہوئے تھے۔ روشی کہہ رہی تھی کہ سب سے پہلے دوربین گیلیلیو نے بنائی تھی اور عمران کہہ رہا تھا۔ "نہیں دنیا کی سب سے پہلی دوربین گورداسپور کے شیخ چھتانی نے بنائی تھی۔!"

بات بڑھ گئی... روشی میز پر گھونسہ مار کر بولی۔ "تم ہمیشہ کے تنگ نظر ہو۔ جہاں مغرب نے کوئی نئی چیز ایجاد کی تم نے نعرہ لگایا کہ واہ یہ تو صدیوں پہلے کسی مسلمان نے بغداد میں بنائی تھی۔ یہ کیا لغویت ہے۔!"

"میں گورداسپور کی بات کر رہا ہوں... جہاں بہت اچھا گڑ بنایا جاتا ہے۔ میرا دعویٰ ہے انگلینڈ یا امریکہ والے اتنا اچھا گڑ نہیں بنا سکتے۔!"

"مت بکواس کرو... میں نہیں جانتی کہ گڑ کسے کہتے ہیں۔!"

"یہ لو جب تم نہیں جانتیں تو بیچارے انگلینڈ یا امریکہ والے کیا جانتے ہوں گے اگر انہوں نے دو چار سو سال بعد گڑ بنایا تو یہی سمجھیں گے کہ گڑ ہماری ایجاد ہے۔ بھئی واہ اور اگر اس وقت کوئی یہ کہے گا کہ چار سو سال پہلے ہی گورداسپور والے گڑ بنانا جانتے تھے تو تم جیسی کسی تنگ نظر عورت کو غصہ آ جائے گا۔!"

"گڑ کیا چیز ہے...!" روشی جھنجھلا کر بولی۔

"بہت بڑی چیز ہے۔!" عمران سنجیدگی سے سر ہلا کر بولا۔

یہ گفتگو اونچی آواز میں ہو رہی تھی دونوں سنجیدہ تھے... اس لئے قرب وجوار کی میزوں کے
لوگ ان کی طرف متوجہ ہو گئے تھے۔

"بتاؤ نا کیا چیز ہے...!" روشی نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ارے چھوڑو بھی اسے... کوئی دوسری بات کرو!"

"نہیں دوسری بات نہیں... ! تمہیں بتانا پڑے گا!"

"گڑ...!" عمران کچھ سوچتا ہوا بولا۔ "کس طرح سمجھاؤں... کسی دن دکھا دوں گا!"

ساتھ ہی عمران نے روشی کو کچھ اشارہ بھی کیا اور روشی یکلخت خاموش ہو گئی۔

"اچھا تم یہیں انتظار کرو... میں ابھی گڑ لا رہا ہوں!" اس نے اٹھتے ہوئے کہا اور
ڈائننگ ہال سے باہر نکل گیا۔ روشی وہیں بیٹھی رہی۔

٭

کچھ دیر بعد کمرہ نمبر سولہ کے فون کا بزر پھر چیخا... اس بار جعفری نے ریسیور اٹھایا۔

"ہیلو... کمرہ نمبر سولہ...!" ایکس چینج کی لڑکی کی آواز تھی۔ "یس پلیز...!"

"ہولڈ آن کیجئے۔!"

پھر دوسرے ہی لمحے میں جعفری نے ایکس ٹو کی آواز سنی جو کہہ رہا تھا۔ "جعفری تم فوراً
نمبر ستائیس میں چلے جاؤ... وہ خالی ہے اور اس کی بکنگ مسٹر طاہر کے نام سے ہو گئی ہے۔ خا
سے کہو وہ وہیں ٹھہرے... جلدی کرو!"

سلسلہ منقطع ہو گیا۔

"تم یہیں ٹھہرو گے... میں کمرہ نمبر ستائیس میں جا رہا ہوں۔!"

"کیوں...؟ کیا ایکس ٹو...!"

"ہاں وہی... کیا مصیبت ہے۔!"

"یار... ہمیں ایسے آفیسر پر فخر کرنا چاہئے جو چوبیس گھنٹے جاگ کر ہماری حفاظت کرتا رہتا ہے"

"اچھا میں چلا...!" جعفری نے کہا اور باہر نکل گیا۔ سنسان راہداری میں اس کے قدمو
کی آواز گونجتی رہی!

کیپٹن خاور نے دروازہ نہیں بند کیا... اس نے اپنے پائپ میں تمباکو بھری اور آرام کر

پھر دراز ہو کر پائپ کے ہلکے کش لینے لگا۔

بمشکل تمام دس منٹ گزرے ہوں گے کہ ایک اجنبی کمرے میں دراتا گھستا چلا آیا اور اس
نے خاور کو اتنی مہلت بھی نہیں دی کہ وہ اس حرکت کے خلاف احتجاج کر سکتا۔ خاور کی نظر اپنی
طرف اٹھتے ہوئے ریوالور کی طرف تھی۔ پھر ایک دوسرے آدمی نے بھی کمرے میں داخل
ہو کر دروازہ اندر سے بند کر لیا۔

"جعفری کہاں ہے۔!" ریوالور والے نے غرا کر پوچھا۔

"جعفری!" کیپٹن خاور نے حیرت ظاہر کی پھر جلدی سے بولا۔ "اوہ تو آپ لوگ بھی کیپٹن
جعفری کی تلاش میں ہیں۔!"

"ہاں... لیکن تم کون ہو... اور کل صبح اس کے مکان میں کیا کر رہے تھے۔!"

"تم پوچھنے والے کون ہو۔!" خاور نے برافروختگی کا مظاہرہ کیا۔ "اور یہ تم ریوالور لئے ہوئے
کسے دھمکا رہے ہو اسے تو جیب ہی میں رکھو میں ان چیزوں کی ذرا کم ہی پرواہ کرتا ہوں۔!"

"جعفری کہاں ہے؟ کچھ دیر پہلے وہ اسی کمرے میں تھا!" ریوالور والے نے آہستہ سے پوچھا۔

"مجھے بھی یہی اطلاع ملی تھی کہ جعفری یہاں ہے... لیکن...!"

"کیا... کیا...!"

"لیکن یہی کہ وہ یہاں نہیں ہے...؟" خاور نے لاپرواہی سے کہا۔

"پھر یہاں کون تھا جس نے اندر سے دروازہ کھولا تھا۔!"

"میرے دوست تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے...!" خاور نے نرم آواز میں کہا۔ "میں نے بھی
سمجھ کر دروازے پر دستک دی تھی کہ جعفری یہاں موجود ہے۔ لیکن اندر سے جواب نہ ملنے پر
میں نے دروازے کو دھکا دیا اور وہ کھل گیا۔!"

"پھر تم اتنی دیر سے یہاں کیا کر رہے تھے۔!"

"انتظار اس کی واپسی کا انتظار... مگر پھر سوچتا ہوں کہ وہ آخر دروازے کو مقفل کر کے
کیوں نہیں گیا۔!"

ریوالور والے کی آنکھوں میں الجھن کے آثار نظر آنے لگے۔ "اس نے پوچھا
"تمہیں جعفری کی تلاش کیوں ہے...؟"

"وہ میرا دوست ہے... اس نے مجھے فون پر مطلع کیا تھا کہ اس کی زندگی خطرے میں ہے۔ میں کل صبح اس کے گھر پہنچا۔ مگر وہاں اس کے علاوہ اور کوئی تھا جس نے مجھ پر فائر کر دیا۔ ہم دونوں میں زبردست ٹکر ہوئی لیکن وہ بچ نکلنے میں کامیاب ہو گیا۔ اب میں سوچ رہا ہوں کہ وہ تم میں ہی سے کوئی رہا ہوگا۔ میں پوچھتا ہوں آخر تم اس کے پیچھے کیوں پڑ گئے ہو یا تو مجھے اس کا قصور بتاؤ یا اپنی ان حرکتوں سے باز آ جاؤ۔!"

"ہم باز آ گئے اپنی حرکتوں سے...!" اجنبی نے ریوالور کو جیب میں ڈالتے ہوئے مسکرا کر کہا۔ "آؤ ہم سب مل کر اسے تلاش کریں... اسی میں اس کی بھلائی ہے۔ لیکن تمہارا یہ خیال غلط ہے کہ ہم لوگوں میں سے کسی نے اس پر یا تم پر فائر کیا ہوگا۔"

"میرے پاس اب اتنا وقت نہیں ہے۔!" خاور نے برا سا منہ بنا کر کہا۔

"وہ خود ہی حماقتیں کر رہا ہے۔ اگر اسے کسی قسم کا خطرہ محسوس ہوا تھا تو اسے سیدھے میرے گھر آنا چاہئے تھا۔ وہ جانتا ہے کہ میں کس قماش کا آدمی ہوں۔ اسے میری صلاحیتوں کا بھی علم ہے۔"

"اچھا فرض کرو... وہ آ جاتا تمہارے پاس تو تم کیا کرتے۔!"

"اس صورت میں تمہیں قدر و عافیت معلوم ہوتی جب وہ میرے گھر میں پناہ لیتا۔!"

"تم کیا کام کرتے ہو...!"

"میں بھی فوج کا ایک پنشن یافتہ آفیسر ہوں۔" خاور نے لاپروائی سے کہا۔ "میں اور جعفری بہت دنوں تک ساتھ رہے ہیں۔!"

"تب تو تم پر لعنت بھیجنے کو دل چاہتا ہے۔!" ریوالور والا خشک لہجے میں بولا۔

"کیوں...!" دفعتاً خاور غرایا۔ "تم حد سے بڑھ رہے ہو۔!"

"میں نے لعنت یوں بھیجی ہے کہ تم پنشن یافتہ ہوتے ہوئے بھی سرکاری کام میں روڑے اٹکا رہے ہو۔!" ریوالور والے نے کہا۔

"سرکاری کام...!" خاور نے چونک کر پوچھا اور اس کے چہرے پر خوف کے آثار نظر آنے لگے جو سو فیصد بناوٹی تھے۔

ریوالور والے نے اپنے کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک وزیٹنگ کارڈ نکال کر خاور کی طرف بڑھا دیا۔ کارڈ لیتے وقت خاور کا ہاتھ کانپ رہا تھا۔

کارڈ پر تحریر تھا۔ "ایس ٹی بھی... انسپکٹر آف سی آئی ڈی۔!"

"انسپکٹر صاحب...!" خاور نے کپکپاتی ہوئی آواز میں کہا۔ "کیا آپ کو یقین ہے کہ جعفری ہی نے اس انگریز کو قتل کیا ہوگا۔!"

"ابھی ہم کچھ نہیں کہہ سکتے۔!" ریوالور والے نے لاپروائی سے کہا۔ چند لمحے خاور کو گھورتا رہا پھر بولا۔ "کیپٹن خاور... تم ہماری مدد کر سکتے ہو۔!"

"انسپکٹر صاحب... میں ہر طرح سے تیار ہوں۔ جو کچھ بھی مجھ سے ہو سکے گا۔!"

"فی الحال مجھے جعفری کا پتہ بتا دو...!"

"تب... ٹھہریئے میں بتاتا ہوں...!" خاور کچھ سوچتا ہوا بڑبڑانے لگا۔ "نہیں وہاں بھی نہیں۔ وہ بڑا ڈرپوک آدمی ہے... وہ وہاں بھی نہ ہوگا وہ... جولی۔!"

خاور دفعتاً اچھل پڑا اور ریوالور والے کی طرف شرارت آمیز نظروں سے دیکھتا ہوا بولا۔

"میں بتا سکتا ہوں کہ وہ کہاں ہے۔!"

"تو بتاؤ...!" ریوالور والے نے جھنجھلا کر کہا۔

"دیکھئے اب وہ جولی کے علاوہ اور کسی کے یہاں نہ مل سکے گا۔ جولی اس کی داشتہ ہے۔ وکٹن سٹریٹ کے گیارہویں مکان میں رہتی ہے۔!"

"کیا تم وہاں تک ہمارے ساتھ چل سکو گے۔!"

"کیوں نہیں... مسٹر بھی... ضرور بالضرور... اگر جعفری ہی اس انگریز کا قاتل ہے۔ تو میں جعفری کو پھانسی کے تختے ہی پر دیکھنا پسند کروں گا۔ مجھے ایسے لوگوں سے بڑی نفرت ہے جو قانون کا احترام کرنا نہ جانتے ہوں...!"

"اچھا تو آؤ...!" ریوالور والے نے ہاتھ ہلا کر دروازے کی طرف اشارہ کیا۔ پھر وہ تینوں کمرے سے راہداری میں آ گئے خاور سب سے پہلے باہر نکلا تھا۔ اُسے ایسا محسوس ہوا جیسے ایک سایہ اِدھر سے ہٹ کر برابر والے کمرے میں چلا گیا ہو۔ لیکن اس نے اسے وہم سے زیادہ اہمیت نہ دی۔ وہ سوچنے لگا کہ اگر وہ کوئی آدمی تھا تو اس سے اتنے پھرتیلے پن کی توقع نہیں کیا جا سکتی۔

بہرحال راہداری طے کر کے زینوں کی طرف جاتے وقت خاور یہ سوچ رہا تھا کہ اسے جولی کے گھر پہنچ کر کیا کرنا ہوگا۔ جولیانا فٹز واٹر دراصل کیپٹن جعفری ہی کی طرح محکمہ خارجہ کی سیکرٹ

سروس کی ایک رکن تھی۔

خاور نے یہ سب کچھ کر ڈالا تھا مگر اب سوچ رہا تھا کہ ایکس ٹو اسے پسند بھی کرے گا یا نہیں...!
ویسے اسے یقین تھا کہ اس وقت بھی ایکس ٹو ہزار آنکھوں سے اس کی نگرانی کر رہا ہوگا۔ وہ
گرانڈ ہوٹل سے باہر آ کر ایک کار کی طرف بڑھے۔

"یہاں میری موٹر سائیکل موجود ہے۔!" خاور بولا۔

"اسے یہیں رہنے دو...!" ریوالور والا مسکرایا۔ "میں تمہیں یہیں پہنچا دوں گا۔!"

"خیر کوئی بات نہیں ہے۔!"

خاور اگلی سیٹ پر ریوالور والے کے برابر بیٹھ گیا۔ دوسرا آدمی پچھلی سیٹ پر پہلے ہی بیٹھ چکا
تھا۔ ریوالور والے نے کار اسٹارٹ کر دی۔

تھوڑی دیر بعد خاور نے کہا۔ "یہ کدھر جا رہے ہو۔ ڈیکن اسٹریٹ کی طرف چلو نا۔!"

"نہیں پہلے میں تمہیں ہیڈ کوارٹر لے جاؤں گا۔!"

"کیوں...!"

"تمہارے بیان کے لئے...؟"

"میرا وقت نہ برباد کرو...!" کیپٹن خاور نے برا سا منہ بنا کر کہا۔ "میں اس کے علاوہ اور کچھ
نہیں جانتا جتنا تمہیں بتا چکا ہوں۔!"

"بس اتنے ہی کی ہمیں ضرورت بھی ہے۔!" ریوالور والے نے کہا۔ "ہمارا چیف باضابطہ
کارروائی چاہتا ہے۔ خواہ نتیجہ کچھ بھی نہ نکلے۔!"

"تمہاری مرضی...!" خاور نے بے دلی سے کہا اور کھڑکی کے باہر دیکھنے لگا۔ وہ آنے والے
لمحات کے متعلق سوچنے لگا تھا۔ تھوڑی دیر بعد اُسے پھر بولنا پڑا۔

"ہم ڈکسن روڈ جا رہے ہیں۔ کیا لمبا چکر لگا کر ہیڈ کوارٹر تک پہنچنے کا ارادہ ہے۔!"

"چپ چاپ بیٹھے رہو...!" دفعتاً پیچھے بیٹھا ہوا آدمی غرایا اور اس کے ریوالور کی نال خاور کی
گردن سے جا لگی۔

"یار کیا سچ مچ پاگل ہو گئے ہو۔!" خاور جھنجھلا کر بولا۔ "میں اتنا گدھا نہیں ہوں کہ چلتی کار
سے چھلانگ لگا دوں۔!"

جواب میں کچھ نہیں کہا گیا۔ لیکن ریوالور کی نال بدستور اس کی گردن سے لگی رہی۔ خاور
بھی خاموش ہو گیا۔ وہ بکواس کر کے اپنی زبان نہیں تھکانا چاہتا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ وہ لوگ اسے
کہاں لے جا رہے ہیں۔

کار شہر سے باہر نکل آئی... بڑی بڑی عمارتیں بہت پیچھے رہ گئی تھیں اور اب سرسبز میدان اور
لہلہاتے ہوئے کھیتوں کے سلسلے میں شروع ہو گئے تھے۔ بالآخر کار ایک جگہ رک گئی اور خاور سے
اترنے کو کہا گیا۔ ریوالور اب بھی اس کی گردن پر موجود تھا۔ خاور نے کسی حیل و حجت کے بغیر تعمیل کی۔
اب وہ ایک عمارت کی طرف جا رہے تھے۔ جس کی چمنی سے خاور نے اندازہ کر لیا کہ وہ کسی
قسم کی فیکٹری ہے۔ قریب پہنچنے پر یہ بھی معلوم ہو گیا کہ وہ حقیقتاً شیشے کے برتنوں کا کارخانہ تھا۔
جیسے ہی وہ پھاٹک میں داخل ہوئے ایک کار فرائٹے بھرتی ہوئی سڑک سے گذر گئی اور خاور
نے دل ہی دل میں ایکس ٹو کا نعرہ لگایا۔ لیکن پیچھے مڑ کر نہیں دیکھا اور نہ ان دونوں ہی نے دیکھنے
کی زحمت گوارہ کی۔!

جولیانا فٹز واٹر جو نسلاً سوئس تھی ہمیشہ اطالوی گیت گایا کرتی تھی۔ اسے اطالوی موسیقی
بہت پسند تھی۔ لیکن جب بھی اسے اپنے پُر اسرار آفیسر ایکس ٹو کا فون ریسیو کرنا پڑتا تو اسے
ممنوں اطالوی کیا سوئس گیت بھی یاد نہیں آتے تھے۔

محکمہ خارجہ کی سیکرٹ سروس کے آٹھ ممبروں میں سے وہ بھی ایک تھی۔

اس وقت وہ ایک اطالوی گیت گنگنا رہی تھی اور ہاتھ سویٹر بننے میں مصروف تھے کہ اچانک
فون کی گھنٹی بجی۔

اس نے سویٹر ایک طرف رکھ دیا... اور اٹھ کر ایک طویل انگڑائی لی۔ گھنٹی برابر بجتی رہی۔

"ہل... لو...!" اس نے ماؤتھ پیس میں کہا۔

"مس جولیا...!" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"یس جولیا اسپیکنگ...!"

"میں ایکس ٹو بول رہا ہوں۔!"

"یس سر... یس سر...!" جولیا بوکھلا گئی اس کا سر ہوا میں اڑنے لگا۔

"تم جعفری کے حالات سے واقف ہی ہو...!"

"جی ہاں... مجھے معلوم ہوا ہے۔!"

"تمہارے پاس جعفری کی کوئی تصویر ہے۔!"

"جی ہاں ہے۔!"

"اچھا تو تمہارے ڈرائنگ روم میں جو مخملی فریم ہے اور جس میں ایملی برونٹی کی تصویر لگی ہوئی ہے... کیوں ہے نا... میں غلط تو نہیں کہہ رہا۔!"

"آپ ٹھیک فرما رہے ہیں...!" جولیا نے متحیرانہ انداز میں کہا۔

"اچھا تو اس فریم میں ایملی برونٹی کی تصویر نکال کر جعفری کی تصویر لگا دو...!"

"بہت بہتر جناب...!" جولیا نے کہا۔ لیکن اس کے چہرے پر الجھن کے آثار نظر آنے لگے۔

"تمہیں حیرت ہوگی۔!" ایکسٹو نے کہا۔ "لیکن میں تمہیں بتاتا ہوں دو آدمی جعفری کی تلاش میں ہیں۔ تم انہیں ڈرائنگ روم میں بٹھانا... وہ جعفری کے متعلق پوچھ گچھ کریں تو تم کہنا کہ تم پہلی بار وہ نام سن رہی ہو۔ جب وہ تصویر کی طرف اشارہ کریں تو اس طرح چونکنا جیسے تمہیں وہاں اس کی موجودگی کا دھیان ہی نہ رہا ہو۔ پھر خوفزدہ نظر آنے لگنا۔ ظاہر ہے کہ پھر تمہیں جعفری کے متعلق کچھ نہ کچھ بتانا ہی پڑے گا۔ شاید وہ دونوں خود کو محکمۂ سراغرسانی کے آفیسر ظاہر کریں لہٰذا تم انہیں وہ مقام بتا دینا جہاں جعفری چھپا ہوا ہے۔!"

"مجھے اس کا علم نہیں ہے جناب...!" جولیا نے جواب دیا۔

"اوہ! تم ان دونوں کو دانش منزل لے جانا۔ عمارت خالی ہے۔!"

"میں نے سارے انتظامات مکمل کرا دیے ہیں۔ بس تم انہیں یہ کہہ کر وہاں لے جانا کہ جعفری وہیں چھپا ہوا ہے۔!"

"بقیہ معاملات کو میں دیکھ لوں گا۔!"

"بہت بہتر جناب... ایسا ہی ہوگا۔!"

"مجھے تمہاری ذہانت پر فخر ہے۔!" ایکس ٹو نے کہا اور جولیا خوشی سے پھول گئی۔ دوسری طرف سے سلسلہ منقطع کر دیا گیا۔

❁

کیپٹن خاور کو زبردستی ایک کمرے میں دھکیل دیا گیا۔ اس وقت کارخانے کی مشینیں بند تھیں اور وہاں سناٹے کی حکمرانی تھی۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہاں ان چار آدمیوں کے علاوہ اور کوئی بھی نہ ہو۔ وہ دونوں جو خاور کو یہاں تک لائے تھے جا چکے تھے۔ ان کی جگہ دوسرے تین آدمیوں نے لے لی تھی۔ لیکن ان تینوں کے چہرے نقابوں میں پوشیدہ تھے۔

"مجھ سے تو کہا گیا تھا کہ... ہیڈ کوارٹر...!" خاور نے احتجاج کیا۔

"یہ بھی وہی سمجھو...!" ایک نقاب پوش بولا۔ "ہاں اب بتاؤ کہ والٹن نے جعفری سے کیا گفتگو کی تھی۔!"

"کیا میں ان دونوں کے پاس موجود تھا...؟" خاور نے غصیلے لہجے میں سوال کیا۔

"اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا...!" نقاب پوش بولا۔ "جعفری نے تم سے اس کا تذکرہ ضرور کیا ہوگا۔!"

"نہیں میں کچھ نہیں جانتا...!"

"اچھا...!" نقاب پوش اپنے دونوں ساتھیوں کی طرف منہ موڑ کر بولا۔

"اسے ٹھیک کرو...!"

خاور اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ لیکن اس کا ریوالور تو پہلے ہی چھین لیا گیا تھا۔ ویسے وہ خالی ہاتھ ہونے کے باوجود بھی لڑ مرنے کے لئے تیار تھا۔

وہ تینوں بیک وقت اس پر ٹوٹ پڑے۔ مگر خاور پر قابو پانا آسان کام نہیں تھا۔ اس نے دو ہی چار ہاتھوں میں ان کے مزاج درست کر دیے۔ لیکن آخر کار اس کا ستارہ گردش میں آ ہی گیا۔ جب وہ پینترے بدل بدل کر ان پر گھونسے برسا رہا تھا ایک نے زمین پر گر کر اس کی دونوں ٹانگیں پکڑ لیں اور وہ منہ کے بل فرش پر ڈھیر ہو گیا اور پھر خاور کو ہوش نہیں کہ وہ کیسے اور کتنی دیر میں بے ہوش ہوا۔

ویسے جب اس کی آنکھ کھلی تو اس نے محسوس کیا کہ وہ کسی کمرے میں نہیں ہے۔ سر پر کھلا ہوا نیلا آسمان تھا اور چاروں طرف قد آدم جھاڑیاں لہرا رہی تھیں۔ جنگل بسیرا لینے والے

پرندوں کے شور سے گونجا ہوا تھا۔ دھوپ میں سرخی سی پیدا ہو چکی تھی اور خاور کا جسم سردی
سے کانپ رہا تھا۔ اس کے بدن پر ایسے کپڑے نہیں تھے جو دسمبر کی ایک سرد ترین شام کا مقابلہ
کر سکتے۔ وہ اٹھ بیٹھا۔ اسے حیرت تھی کہ وہ یہاں کیسے پہنچا! حالانکہ ابھی اس کا سر بُری طرح
چکرا رہا تھا۔ لیکن وہ اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ ایسے حالات میں جسم کے درد یا سر کے چکر کی طرف تو
دھیان دینا بڑی غیر فطری بات ہوتی۔

اچانک جھاڑیوں میں سرسراہٹ ہوئی اور اسے جھاڑیوں کے اوپر کسی کا سر دکھائی دیا اور پھر
دوسرے ہی لمحہ میں وہ آدمی اس کے سامنے تھا۔

"اوہ... تنویر...!" خاور کے منہ سے بے ساختہ نکلا۔ "تم کہاں...!"

"تمہاری موٹر سائیکل باہر موجود ہے۔!" تنویر بولا۔ "ایکسٹو کی ہدایت پر میں اسے گرا
ہوٹل سے یہاں لایا تھا اسی نے مجھے یہ بھی بتایا تھا کہ تم ان جھاڑیوں میں بے ہوش پڑے ہو۔!"

"فون پر گفتگو ہوئی۔!" خاور نے پوچھا۔

"ظاہر ہے...!" تنویر نے کہا۔

"اس نے تمہیں اور کچھ نہیں بتایا تھا...!"

"نہیں... اس کے علاوہ اور کچھ نہیں بتایا تھا۔!"

"تم یہاں کتنی دیر سے ہو...!" خاور نے پوچھا۔

"تقریباً آدھے گھنٹے سے... میں نے تمہیں ہوش میں لانے کی کوشش کی تھی۔ مگر ناکام رہا۔
پانی کی تلاش میں گیا تھا۔ مگر یہاں کوئی تالاب بھی نہیں ہے۔ نہر ہے لیکن آج کل خشک پڑی ہے۔"

"میں نہیں سمجھ سکا کہ میں یہاں کیسے پہنچا...!" خاور بڑبڑایا۔

"مگر بات کیا تھی۔!" تنویر نے پوچھا۔

"وہی جعفری والا قصہ...!" خاور بولا۔

"لیکن وہ قصہ کیا ہے۔!"

"میرے فرشتوں کو بھی علم نہیں۔!" خاور نے کہا۔ "جتنا تم جانتے ہو اس سے زیادہ میری
معلومات نہیں۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ اس معاملے میں میرے رول سے تم بے خبر ہو۔!"

خاور نے وہ سب کچھ دہرا دیا جو اس پر اب تک گزرا تھا۔

"ہوں...!" تنویر نے ایک لمبی سانس لی۔ "تب تو تمہیں یہاں پہنچانے والا ایکس ٹو ہی ہوگا۔!"

"تنویر تم نے کبھی خواب میں بھی ایسا آفیسر دیکھا ہے۔!"

"خدا کی قسم... دنیا کے پردے میں ایسا آدمی نہیں ملے گا۔ آفیسر کی شان تو یہ ہوتی ہے میز
کے پیچھے بیٹھا حکم چلایا کرے۔!"

"مگر وہ سامنے کیوں نہیں آتا...!"

"یہ بڑا اچھا ہے کہ ہم اس کی شخصیت سے ناواقف ہیں۔ ورنہ ہم اتنے پھرتیلے پن کے ساتھ
کام نہ کر سکتے۔ یہ بہت اچھا ہے خاور...!"

وہ دونوں جھاڑیوں سے نکل کر سڑک پر آئے۔ وہاں خاور کی موٹر سائیکل موجود تھی۔
سورج غروب ہو رہا تھا۔

"اب کیا ارادہ ہے۔!" خاور نے پوچھا۔ "گلاس فیکٹری کی طرف سے واپس چلیں۔!"

"نہیں...!" تنویر سر ہلا کر بولا۔ "اس قسم کی کوئی ہدایت نہیں ہے۔!"

"خیر...!" خاور کراہ کر مردہ سی آواز میں بولا۔ "ورنہ میں اس طرح تو واپس نہیں جانا چاہتا
تھا... اچھا... آئندہ کے لئے بھی کوئی ہدایت۔!"

"نہیں کچھ بھی نہیں...!" تنویر بولا۔

جنگل کے سناٹے میں موٹر سائیکل کی کرخت آواز تموج پیدا کرنے لگی۔

جولیانا فٹز واٹر ان دو آدمیوں کے ساتھ دانش منزل میں داخل ہوئی اس نے ابھی تک
سب کچھ ایکس ٹو کی مرضی کے مطابق ہی کیا تھا۔ وہ یہ دیکھ کر ششدر رہ گئی تھی کہ ابھی تک
ایکس ٹو کی پیشین گوئیاں حرف بہ حرف صحیح ثابت ہوئی تھیں۔ جولیا نے بھی اداکاری کی حد
کر دی ہوگی۔ ورنہ وہ دونوں اس کے ساتھ دانش منزل تک کیوں آتے۔

جولیا نے اپنی زندگی میں پہلی بار دانش منزل کی کمپاؤنڈ میں قدم رکھا تھا۔ ویسے وہ جانتی
ضرور تھی کہ وہ عمارت محکمے ہی کے کاموں کے لئے وقف ہے۔

جیسے ہی وہ پورچ میں داخل ہوئے اندر سے ایک بیرا باہر آیا جس کی وردی بڑی شفاف تھی۔
پتہ نہیں وہ کون تھا۔ جولیا نے اسے پہلے پہل دیکھا تھا۔ البتہ وہ صورت ہی سے بالکل احمق معلوم

ہورہا تھا۔

"کیپٹن جعفری سے کہہ دو کہ جولیا ہے۔!" جولیا آگے بڑھ کر بولی۔ ہیرا خاموش پلکیں جھپکاتا رہا۔

"کیا تم بہرے ہو۔!" جولیا نے جھنجلائے ہوئے سے انداز میں پوچھا۔

"نہیں میں بالکل ٹھیک ہوں۔!" ہیرے نے احمقوں کی طرح اپنے کان جھاڑتے ہوئے کہا۔ پھر دونوں مردوں سے پوچھا۔ "آپ حضرات کیا چاہتے ہیں۔!"

"یہ میرے ساتھ ہیں۔ تم فضول بکواس کیوں کر رہے ہو۔!" جولیا بولی۔

"اگر یہ آپ کے ساتھ ہیں تب صاحب آپ سے مل بھی سکتے ہیں اور نہیں بھی مل سکتے۔!" ہیرا بولا۔

"کیا بک رہے ہو۔!"

"میں ٹھیک کہہ رہا ہوں میم صاحب... صاحب کا حکم ہے مردوں سے کہہ دو صاحب نہیں ہیں۔ عورتوں کو آنے دو۔!"

پھر اچانک وہ اس طرح اپنا منہ دبا دبا کر گال پر تھپڑ مارنے لگا جیسے یہ بات بے خیالی میں اس کے منہ سے نکل گئی اور اب اسے نہ صرف اس پر افسوس ہو بلکہ اپنی حماقت پر غصہ بھی آرہا ہو۔

دونوں مرد ہنسنے لگے... اور جولیا اسے ایک طرف دھکیلتی ہوئی آگے بڑھ گئی دونوں مرد بھی آگے بڑھے۔ مگر ہیرا راستہ روک کر کھڑا ہو گیا۔

"نہیں جناب! آپ یہیں انتظار کریں گے۔!"

"الگ ہٹو...!"

دونوں نے دونوں طرف سے اسے گھونسے رسید کیے اور وہ خاموشی سے ایک طرف ہٹ گیا۔

"اسے یہیں روکے رکھئے۔!" جولیا نے پلٹ کر ان دونوں سے کہا اور اندر چلی گئی۔ وہ اس احمق ہیرے کو ڈرائنگ روم میں کھینچ لائے۔ ایک نے دوسرے سے کہا۔ "تم دروازے بند کر دو۔!"

ہیرا چپ چاپ کھڑا پلکیں جھپکاتا رہا۔ دوسری طرف جولیا بڑی تیزی سے اندر پہنچی اور عمارت کے عقبی دروازے سے باہر نکل گئی۔

باہر گہری تاریکی تھی... اور کمپاؤنڈ سائیں سائیں کر رہی تھی۔

اس وقت اسے اندھیرے میں چاروں طرف ایکس ٹو کا جلوہ نظر آرہا تھا۔ اس نے سوچا کیوں نا

یہ آج ایکس ٹو کا دیدار ہی کر لیا جائے۔ پھر وہ اس احمق ہیرے کے متعلق سوچنے لگی۔ بڑا خوبصورت اور پیارا سا جوان تھا۔ یقیناً وہ ویرانہ رہا ہوگا۔ حالانکہ اس کے چہرے پر حماقت برس رہی تھی مگر پڑھا لکھا آدمی معلوم ہوتا تھا۔ ایسا آدمی جو ہیرا بننا بھی پسند نہیں کر سکتا۔

کیا وہی ایکس ٹو تھا...؟ مگر یہ خیال جولیا کو فضول معلوم ہوا۔ وہ ایکس ٹو ہرگز نہیں ہو سکتا۔ اس کے ذہن میں ایکس ٹو کا تصور بڑا بھیانک تھا۔ وہ سوچنے لگی اس وقت ایکس ٹو یقینی طور پر یہاں موجود ہے۔ وہ عمارت کی پشت سے پھر پائیں باغ میں آگئی۔ پورچ کی روشنی گل ہو چکی تھی اور اب کوئی کھڑکی بھی روشن نہیں نظر آرہی تھی۔

جولیا کرانا کی باڑھ کے پیچھے چھپ کر بیٹھ گئی۔ اس کا فاصلہ عمارت سے زیادہ دور نہیں تھا اور وہ پورچ والی روشنی کے قریب تھی۔

اچانک اسے دو چیخیں سنائی دیں اور سو فیصدی انہیں دونوں کی تھیں جو اس کے ساتھ یہاں تک آئے تھے۔ پھر اس طرح سناٹا چھا گیا جیسے چیخنے والوں کا گلا گھونٹ دیا گیا ہو۔

سردی بہت شدید تھی۔ جولیا کے دانت بج رہے تھے۔ لیکن وہ وہاں سے نہیں ہٹی۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے زمین نے اس کے پیر پکڑ لئے ہوں۔ اسی حالت میں ایک گھنٹہ گزر گیا۔ پھر شاید کوئی دروازہ کڑکڑا کر کھلا اور کچھ اس قسم کی آوازیں آنے لگیں جیسے دو آدمی آپس میں جوتم بیزار کر رہے ہوں۔ وہ ایک دوسرے کو گالیاں بھی دے رہے تھے۔

پورچ سے نکل کر وہ روش پر آگئے... یہاں تک تو وہ الگ الگ آئے تھے لیکن اچانک ان میں سے ایک نے پھر دوسرے کو گالی دی... اور وہ پھر لپٹ پڑے۔ دونوں میں زور ہونے لگا۔

ان کی باتیں بے سرو پا تھیں۔ گالیاں بے تکی جو کچھ بھی منہ میں آرہا تھا بک رہے تھے۔

ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ یا تو نشے میں ہوں یا پھر پاگل ہو گئے ہوں۔ اندھیرا ہونے کی وجہ سے وہ ان کی شکلیں تو نہ دیکھ سکی۔ لیکن انہیں پہچان لینے میں دشواری پیش نہ آئی کیونکہ وہ اپنی آوازوں سے پہچانے جا سکتے تھے۔ یہ وہی دونوں تھے ان میں سے ایک خود کو چھڑا کر پھاٹک کی طرف بھاگا... اور دوسرا قہقہے لگاتا تالیاں بجاتا ہوا اس کے پیچھے دوڑنے لگا۔

جولیا کا دل بہت تیزی سے دھڑک رہا تھا۔ اتنی تیزی سے کہ جولیا ڈرنے لگی کہ کہیں ہارٹ فیل نہ ہو جائے۔

وہ دونوں پھاٹک سے نکل کر سڑک پر غائب ہو چکے تھے۔ جولیا کچھ خائف ہو گئی تھی کہ
ایکسٹو کے دیکھنے کا شوق ذہنی ہیجان کے بھنور میں ڈوب گیا۔

وہ بھی بے تحاشا دوڑتی ہوئی پھاٹک کے باہر آ گئی۔ سڑک پر پہنچ کر وہ کافی دور تک پیدل ہی
چلتی رہی در اصل اسے یہ یاد ہی نہیں تھا کہ یہاں سے اس کی قیام گاہ بہت ہی دور ہے۔ سڑک پر
ایک جگہ اسے اتنا مجمع نظر آیا کہ ٹریفک قریب قریب رک گئی تھی۔ شور و غل کی آوازیں فضا میں
انتشار برپا کر رہی تھیں۔

جولیا ابھی اس بھیڑ سے دور ہی تھی کہ یکایک مجمع چھٹا اور تین چار کانسٹیبلوں کی سرخ ٹوپیاں
دکھائی دیں۔ وہ دو آدمیوں کو دھکے دے دے کر آگے بڑھا رہے تھے۔

یہ دونوں آدمی... جولیا نے انہیں پہچان لیا۔ یہ وہی تھے جنہیں وہ دانش منزل میں پُر اسرار
ایکس ٹو کے حوالے کر آئی تھی۔ ان کے لباس تار تار ہو کر جسموں سے جھول رہے تھے اور
چہروں پر خون کی لکیریں بہہ رہی تھیں۔ آنکھوں سے وحشت برس رہی تھی ایسا معلوم ہو رہا تھا
جیسے وہ گونگے بہرے اور اندھے ہوں۔

"سپ... سپ... سے... سے... پی...!" ایک نے ہانک لگائی اور دوسرا کتے کی طرح بھونکنے
لگا دونوں کی گردنیں دبوچ کر انہیں پھر دھکا دیا گیا۔ دو کانسٹیبلوں نے پیچھے مڑ کر اپنے ڈنڈے
گھمائے اور ان میں سے ایک چیخا۔ "پیچھے... ہٹو... جاؤ... کوئی پیچھے نہیں آئے گا۔!"

لیکن اس کے باوجود بھی مجمع کانسٹیبلوں کے پیچھے چلتا رہا۔ سب سے آگے وہ دونوں دھکے کھا
رہے تھے۔

جولیا اس وقت تک وہیں کھڑی رہی۔ جب تک مجمع دوسرے موڑ پر نظروں سے اوجھل
نہیں ہو گیا۔ جولیا کے پیر بُری طرح کانپ رہے تھے اور وہ محسوس کر رہی تھی۔ جیسے وہ ایک
قدم بھی آگے نہ چل سکے گی۔ اب یہاں روشنی میں بھی اسے چاروں طرف ایکس ٹو کے بھوت
نظر آنے لگے تھے۔

اس نے ایک ٹیکسی رکوائی اور پچھلی سیٹ پر ایک لاش کی طرح ڈھیر ہو گئی۔

✪

وہاں سے وہ سیدھی خاور کے مکان پر پہنچی۔ اسے خاور کو پیش آئے ہوئے حادثات کا علم نہ

تھا اس کی طرف رخ کرنے کی وجہ یہ تھی کہ خاور اپنا زیادہ تر وقت گھر ہی پر گزارتا تھا۔ دوسروں
کے متعلق یقینی طور پر یہ کہا نہیں جا سکتا تھا کہ وہ لوگ اپنی قیام گاہوں پر ہی مل جائیں گے۔!

خاور نے جولیا نافٹز واٹر کو حیرت سے دیکھا۔ کیونکہ اس نے آج تک اسے اس حال میں
نہیں دیکھا تھا۔ اس کے بال پریشان تھے۔ غازہ اڑا اڑا سا تھا... لپ اسٹک ہونٹوں کی حدود سے
باہر نکل گئی تھی۔ شاید اس نے بے خیالی میں اپنے ہونٹ مسلے تھے۔

"خیریت...!" خاور اٹھتا ہوا بولا۔

"ہاں... آں... بیٹھو... بیٹھو... سب سے پہلے مجھے پانی چاہئے۔ میرا حلق خشک ہو رہا ہے۔!"

پانی آیا اور وہ ایک ہی سانس میں پورا گلاس چڑھا گئی۔ حالانکہ وہ دسمبر کے اواخر کا پانی تھا۔ برفاب۔
پھر وہ تقریباً دس منٹ تک آنکھیں بند کئے آرام کرسی میں پڑی رہی۔ دفعتاً خاور نے کہا۔

"مجھے الجھن ہو رہی ہے... بتاؤ کیا بات ہے۔ کیا تم آئینہ دیکھنا پسند کرو گی۔!"

"آہ... ضرور...!" جولیا نے اپنے پرس سے چھوٹا سا آئینہ نکالا اور پھر بے تحاشہ چیخنے لگی۔

"نہیں بتاؤ گی تم...!" خاور نے پھر کہا۔

"پہلے تم بتاؤ گے کہ چہرے پر ورم کیوں ہے۔!" جولیا نے پوچھا۔

"میں نے مار کھائی تھی۔!" خاور جھنجھلا کر بولا۔

"اور میں نے مار کھلوائی تھی۔!" جولیا کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"میں اب نہیں پوچھوں گا۔!" خاور نے کہا اور پائپ میں تمباکو بھرنے لگا۔

جولیا کچھ دیر تک اس کے کارٹونی چہرے کا مضحکہ اڑاتی رہی۔ پھر اپنی داستان دہرانے لگی۔
خاور بڑے غور سے سن رہا تھا۔

"میرے خدا...!" اس نے لمبی سانس لے کر کہا۔ "ایکس ٹو نے میرا انتقام لے لیا۔!"

"کیوں...؟ تمہارا انتقام میں نہیں سمجھی...!"

"اپنی داستان ایسی نہیں ہے جسے ہنس ہنس کر بیان کیا جائے۔!" خاور نے بُرا سا منہ بنا کر کہا
اور اپنی پیشانی ٹٹولنے لگا جو ورم کی وجہ سے کئی ناہموار حصوں میں تقسیم ہو گئی تھی۔ اسے بھی
اپنی داستان دہرانی ہی پڑی۔

"مگر تم جھاڑیوں میں کیسے پہنچے تھے۔!" جولیا نے پوچھا۔

"ایکس ٹو کا معجزہ... اس کے علاوہ اور کیا کہوں۔ اس نے ابھی کچھ دیر پہلے مجھے فون کیا تھا۔ وہ تین آدمی تو فرار ہی ہو گئے تھے۔ تنویر کو پوری فیکٹری میں صرف میں ہی ملا تھا اور وہ بھی بے ہوشی کے عالم میں میری موٹر سائیکل بھی وہیں بھجوا دی تھی۔ جسے میں گرانڈ ہوٹل میں چھوڑ آیا تھا۔ مگر تمہارا معاملہ سمجھ میں نہیں آتا۔"

"مجھے خود بھی حیرت ہے۔ آخر وہ دونوں آپس میں کیوں لڑ مرے تھے۔ میں سچ کہتی ہوں۔ بالکل ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے انہیں اپنے سر پیر کا ہوش ہی نہ ہو۔"

"تب تو حقیقتاً یہ کہنا ہی پڑے گا کہ ایکس ٹو کوئی آدمی نہیں بلکہ بھوت ہے۔ مگر تم تھوڑی سی ہمت کر کے اسے آج دیکھ سکتی تھیں۔"

"نہیں میرا خیال ہے کہ میری جگہ جو بھی ہوتا ہمت ہار دیتا۔" جولیا نے بڑی خود اعتمادی کے ساتھ کہا۔

"خیر... ہاں...!" خاور کچھ کہنے ہی والا تھا کہ فون کی گھنٹی بجی اور اس نے ریسیور اٹھا لیا۔

"ہیلو... لو... آپ ہیں۔ جی ہاں... مس جولیا یہیں ہیں... خدا کی قسم... آپ ہمیں ہر وقت حیرت میں ڈالے رہتے ہیں۔!"

خاور نے خاموش ہو کر ریسیور جولیا کو دے دیا۔ وہ سمجھ گئی تھی کہ دوسری طرف سے بولنے والا کون ہو سکتا ہے۔

"یس سر...!" اس نے کپکپاتی ہوئی آواز میں ماؤتھ پیس میں کہا۔

"کہو کیسی ہو...!" دوسری طرف سے ایک ہلکے سے قہقہے کے ساتھ پوچھا گیا۔

"ٹھیک ہوں... جناب...!"

"تم شاید ڈر گئی ہو۔!"

جولیا جھینپی ہوئی سی ہنسی کے ساتھ بولی۔ "جی ہاں حالات ہی ایسے تھے۔ اُن دونوں کو نہ جانے کیا ہو گیا تھا۔!"

"اوہ... وہ...!" دوسری طرف سے آواز آئی۔ "ایکس ٹو نے ان لوگوں کے خلاف سائنٹفک جنگ شروع کر دی ہے۔ یہ ایکس ٹو کی ایک تازہ ترین ایجاد پاگل کر دینے والے انجکشن کا اثر تھا۔ جو دو ماہ سے پہلے نہیں زائل ہو سکتا ہے یعنی سردی کے موسم میں پاگل ہی رہیں گے۔

گرمی شروع ہونے پر حالت سدھر جائے گی۔ تم پوچھو گی میں نے ایسا کیوں کیا؟ وہ بھی بتائے دے رہا ہوں تاکہ تم لوگ بھی محتاط رہو۔ میں نہیں چاہتا کہ یہ معاملات اس اسٹیج میں پولیس کے علم میں آئیں۔ اس سے کھیل بگڑ جانے کا اندیشہ ہے۔ مجھے جو کچھ بھی معلوم کرنا تھا ان لوگوں سے معلوم کر کے انہیں خلل دماغی میں مبتلا کر دیا تاکہ وہ کسی کو بتا ہی نہ سکیں۔ اس کے علاوہ دوسری صورت یہ ہوتی کہ انہیں پولیس کے حوالے کر دیا جاتا۔ مگر میں ابھی نہیں چاہتا تھا۔ اب سمجھ گئی ہو گی۔!"

"جی ہاں سمجھ گئی۔!"

"بس اب آرام کرو...!" ایکس ٹو نے سلسلہ منقطع کر دیا۔

لیکن جولیا کافی دیر تک ریسیور کان ہی سے لگائے رہی۔ اس کے جسم سے ٹھنڈا ٹھنڈا پسینہ چھوٹ پڑا تھا۔ ایکسٹو وہ سوچ رہی تھی کتنا خطرناک آدمی ہے۔!

☼

دسمبر کی آخری تاریخوں کی ایک سرد رات تھی۔ تاروں کا غبار بیکراں نیلگوں وسعتوں میں بکھرا ہوا تھا۔ دفعتاً مغربی افق سے سرخ رنگ کے چمکدار بادل کا ایک ٹکڑا نظر آیا۔ وہ بڑی تیزی سے پرواز کر رہا تھا لیکن ساتھ ہی ساتھ اس کا حجم بھی کم ہوتا جا رہا تھا۔ شہر کے وسط میں پہنچتے پہنچتے وہ صرف ایک ننھا سا نقطہ رہ گیا... سرخ اور چمکدار نقطہ جس سے شعاعیں سی نکلتی معلوم ہو رہی تھیں۔ وہ خلا میں ایک جگہ تھم گیا تھا اور ایسا لگ رہا تھا جیسے کوئی ستارہ دہکتے ہوئے انگارے میں تبدیل ہو گیا ہو۔ پھر اچانک وہ بڑی تیزی سے حرکت کرنے لگا... اور اس بار کی حرکتیں سرخ رنگ کی چمکدار لکیروں میں تبدیل ہوتی جا رہی تھیں مگر... وہ لکیریں۔

لوگ چلتے چلتے رک گئے۔ ہر جگہ آدمیوں کے جم غفیر نظر آنے لگے۔ ٹریفک بند ہو گیا۔ وہ لکیریں نہیں تھیں... بلکہ ایک تحریر تھی۔

"نکورہ اسٹریٹ کے لوگو... تم پر تباہی آ رہی ہے۔ صرف ایک گھنٹہ بعد قیامت سے تمہارا سامنا ہو گا۔ بھاگو...!"

چمکدار نقطہ اس تحریر سے بالکل الگ تھا اور ایک جگہ پر جم سا گیا تھا۔ شہر میں ہلچل مچ گئی۔ سرکاری عمارتوں کی سرچ لائٹیں اندھیرے کا سینہ چیرنے لگیں۔ روشنی کی بے تحاشا تیزی

ترچھی لکیریں زمین سے آسمان تک نظر آنے لگیں۔

مختلف اسٹیشنوں کے ٹرانس میٹر چیخ رہے تھے۔

"کچھ پتہ نہیں چلتا... وہ بہت بلندی پر ہے۔ سرچ لائٹ کی دسترس سے بہت دور۔!"

تقریباً ایک درجن جٹ طیارے شہر پر چنگھاڑنے لگے۔ آسمان پر سرخ تحریر آہستہ آہستہ اپنا حجم بڑھاتی جا رہی تھی۔ لیکن وہ چمکدار نقطہ غائب ہو چکا تھا۔ سرچ لائٹ کے آڑے ترچھے منارے اب بھی زمین و آسمان ایک کر رہے تھے۔ طیارے گرج رہے تھے۔ ٹرانس میٹروں پر پل پل کی خبریں نشر ہو رہی تھیں۔

لیکن سب بے سود... اس تحریر کا عقدہ نہ کھل سکا۔ اب وہ تحریر نہیں رہ گئی تھی۔ اس کا حجم بڑھتے بڑھتے سرخ رنگ کے بادلوں میں تبدیل ہو گیا تھا۔

ذرا سی دیر میں سڑکیں ویران ہو گئیں۔ وکٹوریا اسٹریٹ کی تو حالت ہی عجیب تھی۔ لوگ بے تحاشہ گھروں سے نکل کر شہر کے دوسرے حصوں کی طرف بھاگ رہے تھے۔ کچھ ایسے بھی تھے جنہیں اس کی کوئی پرواہ نہ تھی۔ مگر یہ بڑے آدمیوں کے سایہ عاطفت میں رہنے والے چھوٹے لوگ تھے۔

وکٹوریہ اسٹریٹ میں دراصل زیادہ تر بڑے بڑے تاجر اور کارخانوں کے مالک آباد تھے۔ اس طبقے کے لوگ عموماً ضعیف الاعتقاد ہوتے ہیں۔ جن لوگوں کو دوسروں کی چھینکیں اور ڈکاریں مستقبل سے مایوس کر دیتی ہوں۔ ان کی بدحواسی کا کیا پوچھنا۔ جو ذرا ذرا سی بات پر "شگون" اور "ساعت" کے چکر میں پڑ جاتے ہوں۔ ان کیلئے یہ کھلا ہوا آسمانی اعلان قرب قیامت ہی کی دلیل تھا۔

ٹھیک ایک گھنٹے بعد وہی سرخ نقطہ پھر آسمان میں دکھائی دیا۔ ابھی وکٹوریہ اسٹریٹ میں افراتفری ہی مچی ہوئی تھی وہ نقطہ وکٹوریہ اسٹریٹ پر مسلط ہو گیا اور پھر ایسا معلوم ہوا جیسے اس میں سے ایک دوسرا نقطہ نکل کر نیچے کی طرف آ رہا ہو۔ اس کی رفتار بہت تیز تھی۔ اتنی تیز کہ اس پر نظر کا ٹھہرنا محال معلوم ہو رہا تھا۔ لیکن اب وہ کوئی ننھا سا نقطہ نہیں تھا بلکہ سرخ رنگ کا ایک بڑا سا غبارا معلوم ہونے لگا تھا۔

اچانک وہ ایک چار منزلہ عمارت کی چھت سے ٹکرا کر پھٹ گیا وہ عمارت کثیف اور بدبودار دھوئیں میں چھپ گئی۔ پھر یہ دھواں پھیلنے لگا۔ پھیلاؤ کے ساتھ ہی ساتھ اس میں کثافت

بڑھتی جا رہی تھی۔ وہ اتنا گہرا ہو گیا تھا کہ اس کی لپیٹ میں آئے ہوئے دو آدمی ایک دوسرے کو نہیں دیکھ سکتے تھے۔ خواہ ان کا درمیانی فاصلہ ایک گز سے کم رہا ہو۔

لوگ شہد کی مکھیوں کی طرح اپنی قیام گاہوں سے نکل کر ادھر ادھر منتشر ہونے لگے۔ شور کا یہ عالم تھا جیسے سچ مچ صور اسرافیل پھونک دیا گیا ہو۔ بہر حال وہ قیامت ہی کا منظر تھا۔ نہ جانے کتنے دم گھٹ جانے کی وجہ سے ختم ہو گئے۔ دو لاشیں وکٹوریہ اسٹریٹ سے برآمد ہوئیں۔ یہ خبر دوسرے دن کے اخبارات میں نظر آئی۔ یہی نہیں بلکہ تقریباً پانچ کروڑ روپے اور کروڑوں کے جواہرات بھی غائب ہو گئے تھے۔

شہر کے صرف ایک حصے پر یہ مصیبت نازل ہوئی تھی۔ لیکن ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے پورا شہر ویران ہو جائے گا۔ لوگ بری طرح بھاگ رہے تھے اندیشہ تھا کہ مضافات کی آبادی کے لئے یہ لوگ قیامت بن جائیں گے۔

شہر ملٹری کی نگرانی میں دے دیا گیا تھا... اور چاروں طرف فوجی دستے گشت کر رہے تھے جب فوجیوں نے دیکھا کہ لوگ کسی طرح رکتے ہی نہیں تو انہوں نے تشدد شروع کر دیا۔ شہر کے بعض حصوں میں انہیں فائر بھی کرنے پڑے اس کا نتیجہ اچھا ہی نکلا۔ لوگ گھروں میں بند ہو کر بیٹھ گئے لیکن ان کی زبانیں بڑی تیز رفتاری سے چلتی رہیں۔ وہ حلق پھاڑ پھاڑ حکومت وقت کو گالیاں دے رہے تھے۔ ایسے لوگوں میں صرف شیخ تھو یا میر جمن ہی نہیں تھے بلکہ پروفیسر فلاں اور ڈاکٹر فلاں جیسے لوگ بھی عام آدمیوں کی سطح پر آ گئے تھے۔ اس وقت نہ انہیں "بین الاقوامی سیاست" سوجھ رہی تھی اور نہ وہ ہوٹل ہی یاد آ رہے تھے جہاں بیٹھ کر وہ چائے کے ساتھ ہی ساتھ چھٹ بھیوں کو سوسائٹی کے نظم و ضبط کے متعلق لیکچر بھی پلایا کرتے تھے۔

❁

حالات کو اعتدال پر آنے میں تقریباً ایک ہفتہ لگ گیا۔ اس کے بعد شہر میں پھر سکون ہو گیا۔ لیکن ملٹری کا ہیڈ کوارٹر اور محکمہ سراغرسانی بدستور انتشار میں مبتلا رہا۔ یہ دونوں ہی اسے کوئی آسمانی بلا سمجھنے پر تیار نہیں تھے۔

کیپٹن فیاض کی بوکھلاہٹ قابل دید تھی... پریشانی کی بات بھی تھی۔ محکمہ سراغرسانی ہوتا کس لئے ہے کہ وہ کسی چھپی سازشوں کو بے نقاب کرتا ہے بلکہ سازشیوں کو اس بات کا موقع

ہی نہ دے کہ وہ اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لاسکیں۔ فیاض پر حکام بالا کی اتنی بوچھاڑیں پڑی تھیں کہ اس کی عقل ٹھکانے آگئی تھی۔

عقل ٹھکانے آنے کا یہ مطلب تھا کہ اب اسے ایک بے عقل کو تلاش کرنا چاہئے۔ لہٰذا اسے شہر کے سب سے بڑے بے عقل کو تلاش کرنے کی فکر ہوئی۔ وہ تو ویسے بھی اسے کئی دنوں سے تلاش کر رہا تھا۔ مگر جب ادھر حکام بالا کی جھڑکیاں حد سے تجاوز کرنے لگیں تو اسے ہر قیمت پر اسے ڈھونڈ نکالنا تھا۔ اس نے تقریباً درجن سادہ لباس والوں کو عمران کا سراغ لگانے پر مامور کردیا۔

آخر اسے ایک دن اطلاع ملی کہ عمران ڈیلری کے شراب خانے میں بیٹھا ہوا شرابیوں کو اخلاقیات کا درس دے رہا ہے۔

فیاض چھپتا ہوا وہاں پہنچا اور اس وقت پہنچا جب عمران اور ڈیلری میں ٹھن گئی تھی۔ ڈیلری ایک عیسائی عورت تھی عمر پچاس سال کے لگ بھگ رہی ہوگی۔ رنگت سیاہ تھی اور جسم بھاری بھرکم تھا۔ پاٹ دار آواز رکھتی تھی۔ یہ شراب خانہ اسی کا تھا اور کاؤنٹر پر وہ خود رہا کرتی تھی۔ اس کی وجہ اس کی کنجوسی بیان کی جاتی تھی۔ مشہور تھا کہ وہ شراب خانے کی آمدنی سے اپنی ذات پر اتنے ہی روپے خرچ کرتی ہے جتنی ایک بارمین کی تنخواہ ہو سکتی ہے۔

فیاض کو حیرت تھی کہ عمران اس سے کیوں الجھ پڑا ہے۔ وہ چپ چاپ الگ گوشے میں جا بیٹھا۔ عمران بالکل عورتوں کی طرح ہاتھ نچا نچا کر اس سے تو تو میں میں کر رہا تھا اور کمرے میں بیٹھے ہوئے دوسرے لوگ بے تحاشا ہنس رہے تھے حتیٰ کہ ویٹر بھی اپنا کام چھوڑ کر ایک گوشے میں کھڑا قہقہے لگا رہا تھا۔

اس لڑائی کا سر پیر فیاض کی سمجھ میں نہ آسکا۔ البتہ ڈیلری بار بار پولیس کو بلا لینے کی دھمکی دے رہی تھی۔

فیاض نے سوچا یوں کام نہ چلے گا پتہ نہیں یہ سلسلہ کب تک چلتا ہے۔ لہٰذا وہ اٹھ کر سیدھا کاؤنٹر کی طرف چلا گیا۔ عمران نے اسے دیکھا لیکن اس طرح نظر انداز کردیا جیسے وہ اسے پہچانتا ہی نہ ہو۔

"کیا بات ہے...؟" فیاض نے ڈیلری سے پوچھا۔

"کیا بات ہے!" ڈیلری دھاڑی۔ "یہ سالا ہمارا گاہک کو کھراب کرتا ہے!"

"کیا خراب کرتا ہے!"

"ہوتا ہے ادھر شراب میں پانی ملایا جاتا ہے!"

"نہیں ملایا جاتا...!" عمران دانت پیس کر بولا۔

"تیرے باپ سے مطلب...!" ڈیلری کلکلائی۔

"میرے دادا سے بھی مطلب ہے!" عمران اسے گھونسہ دکھا کر بولا۔

"تم بھولے بھالے آدمیوں کو دھوکا دیتی ہو!"

"پولیس... پولیس...!" ڈیلری اپنا سر پیٹ کر چیخی۔

باہر سے بھی کئی آدمی اندر آگئے تھے۔ عمران بار بار فیاض کو گھورے جا رہا تھا۔ غالباً اس کا یہ مطلب تھا کہ فیاض وہاں سے چلا جائے۔ مگر فیاض اسے ساتھ لئے بغیر واپس نہیں جانا چاہتا تھا۔ اچانک عمران بڑبڑاتا ہوا دروازے کی طرف مڑ گیا۔

فیاض نے ڈیلری سے کہا۔ "میں اسے سمجھاؤں گا!"

اور پھر وہ عمران کے پیچھے پیچھے چلنے لگا۔ عمران ایک گلی میں مڑ گیا۔ مگر فیاض کب پیچھا چھوڑنے والا تھا۔ وہ بھی گلی میں گھس گیا۔ تھوڑی دور چلنے کے بعد عمران پلٹا۔ وہ خون خوار نظروں سے فیاض کی طرف دیکھ رہا تھا۔

"کیوں کیا ہے... تم یہاں کیوں آئے تھے!"

"تم سے ملنے کے لئے پیارے!" فیاض آگے بڑھ کر اس کے بازو پر ہاتھ پھیرنے لگا۔

"کیوں...؟"

"کیا اب بھی بتانے کی ضرورت باقی رہ جاتی ہے۔ اب تمہاری مدد کے بغیر میرا بیڑا غرق ہو جائے گا!"

اچانک عمران کی پیشانی کی سلوٹیں غائب ہو گئیں۔ وہ کچھ سوچ رہا تھا۔

"میں خود ہی سوچ رہا تھا کہ تم سے ملوں...!" اس نے کچھ دیر بعد کہا۔

"کوئی خاص بات...!" فیاض چہک کر بولا۔ "اگر میرے لائق کوئی کام ہو تو ضرور بتاؤ!"

"آؤ اطمینان سے باتیں ہوں گی!" عمران آگے بڑھتا ہوا بولا۔ دوسری سڑک پر پہنچ کر اس نے ایک ٹیکسی کر کے ڈرائیور کو اپنے فلیٹ کا پتہ بتایا راستے بھر وہ خاموش رہے۔ فیاض سوچتا رہا کہ ضرور عمران کسی چکر میں ہے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ پہلے ہی سے اس معاملے میں اپنی ٹانگ اڑا

چکا ہو۔ فلیٹ میں پہنچ کر عمران نے بڑی احتیاط سے دروازہ بند کیا۔

"ہاں اب کہو...!" وہ ایک کرسی کی طرف اشارہ کرتا ہوا بولا۔

"فیاض بیٹھ گیا..." اس نے جیب سے رومال نکال کر اپنا چہرہ صاف کرتے ہوئے کہا۔ "کیا
تمہیں حالات کا علم نہیں ہے...!"

"آسمانی تحریر...!" عمران نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"ظاہر ہے کہ اس سے بڑا واقعہ ان دنوں اور کوئی نہیں ہوا...!"

"تمہارا کیا خیال ہے...!"

"میرا خیال...!" فیاض ایک طویل سانس لے کر بولا۔ "میرا خیال ہے کہ اس شعبدے کا
سہارا لے کر کسی گروہ نے وکٹوریا اسٹریٹ میں لوٹ مار کی ہے...!"

"تم اس تحریر کو شعبدہ سمجھتے ہو...!"

"پھر اور کیا سمجھوں...!"

"شعبدہ نام ہے ہاتھ کی صفائی کا... غالباً اتنا تم بھی جانتے ہو گے...!" عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

"میں جانتا ہوں...!"

"کیا وہ ہاتھ کی صفائی تھی۔ میرا مطلب ہے وہ تحریر... اور وہ حرکت کرتا ہوا سرخ ستارہ
جس کی مخصوص قسم کی جنبشوں کے ذریعہ وہ تحریر عالم وجود میں آئی تھی۔ مگر خیر اسے
چھوڑو... تم مجھ سے کیا چاہتے ہو...!"

"مدد... میری مدد کرو... محکمے کی سخت بدنامی ہو رہی ہے۔ اس کا اثر تمہارے والد کی نیک
نامی پر بھی پڑ سکتا ہے...!"

"ان کی بدنامی کے لئے میں ہی کیا کم ہوں...!" عمران نے بُرا سا منہ بنا کر کہا۔

"اس تحریر کے متعلق تمہارا کیا نظریہ ہے...!"

"عذابِ الٰہی...!" عمران نے سنجیدگی سے کہا۔ "قربِ قیامت کی ایک نشانی... جب لوگ
اپنی بیویوں کو آزاد کر کے دوسروں کی بیویوں پر ڈورے ڈالنے لگتے ہیں تو یہی سب کچھ ہوتا
ہے۔ کیا تم آج کل لیفٹیننٹ یاور کی بیوی کے چکر میں نہیں ہو...!"

"عمران سنجیدگی... مذاق پھر ہوتا رہے گا...!"

"میں بالکل سنجیدہ ہوں... مگر اسے بھی چھوڑو... تم چاہتے ہو کہ اس تحریر کے متعلق کچھ
معلوم کرو...!"

فیاض صرف سر ہلا کر رہ گیا۔

"معلوم ہو جائے گا... لیکن تمہیں بھی میرا ایک کام کرنا پڑے گا...!"

"وہ بھی تو...!" فیاض نے آہستہ سے نرم لہجے میں کہا۔ ویسے اس کا دل تو یہی چاہ رہا تھا کہ
عمران کو مرغا بنا کر کم از کم ایک من کا وزن اس کی کمر پر رکھ دے۔

"مجھے ایک آدمی کی قبر کھودنے کا اجازت نامہ لا دو...!"

"کیا مطلب... یار کیوں بور کرتے ہو۔ آج کل میں کسی مذاق سے محظوظ ہونے کی صلاحیت
ہی کھو بیٹھا ہوں...!"

"میں مذاق نہیں کر رہا... قطعی سنجیدہ ہوں...!"

"کس کی قبر کھودنا چاہتے ہو...!"

"ڈاکٹر اسٹیلر کی...!"

"کون ڈاکٹر اسٹیلر...!"

"یونیورسٹی کے شعبہ سائنس کا صدر جو دو ماہ گزرے قلب کی حرکت بند ہو جانے کی وجہ
سے مر گیا تھا...!"

"تو اس کی قبر...!" فیاض پلکیں جھپکانے لگا۔

"ہاں وہ قبر ہی میں دفن کیا گیا تھا۔ تمہیں اس پر حیرت کیوں ہے...!"

"مجھے بتاؤ کہ تم اس کی قبر کیوں کھودنا چاہتے ہو...!"

"اس کی لاش پر ماتم کروں گا...!"

"عمران تم پھر بہکنے لگے...!"

"یار فیاض میرا وقت برباد نہ کرو... یہ کام کر سکتے ہو تو کرو... ورنہ قبر تو کھودی ہی جائے
گی... اجازت نہ ملی تب بھی...!"

"کیا بک رہے ہو تم... جانتے ہو اس کی کیا سزا ہو گی...!"

"عمران کو سزا دینے والا ابھی پیدا نہیں ہوا۔ اگر کبھی پیدا بھی ہوا تو اسے یتیم خانے میں

داخل کر کے اس کا کیریز چوپٹ کروا دیا جائے گا۔ تم مطمئن رہو۔!"

فیاض کسی سوچ میں پڑ گیا۔ پھر اس نے کہا۔ "اجازت نامہ آسانی سے تو نہیں ملے گا۔ ہمیں اس کے لئے کوئی معقول جواز پیش کرنا پڑے گا۔!"

"یہ کام حقیقتاً بہت مشکل ہے۔!" عمران بڑبڑایا اس کے چہرے پر بھی تفکر کے آثار تھے تھوڑی دیر خاموشی رہی پھر فیاض نے کہا۔

"تم ولیری کے شراب خانے میں کیا کر رہے تھے۔!"

"آہا...اوہ...!" عمران احمقوں کی طرح ہنس پڑا۔ پھر بولا۔ "تم جانتے ہو کہ میں آج کل بے روزگار ہوں۔ خرچ اسی طرح چلتا ہے۔ اب کچھ دنوں کے بعد وہ مستقل طور پر مجھے ایک معقول رقم دینے لگے گی۔!"

"تم کیوں... اپنی زندگی برباد کر رہے ہو... اگر اس نے قریبی تھانے میں شکایت کر دی تو بڑی ذلت ہوگی تمہاری۔!"

"اچھا اب تم یہاں سے کھسک جاؤ... جس دن مجھے نصیحتوں کی ضرورت محسوس ہوئی شادی کر لوں گا۔!"

"ڈاکٹر اسٹیلر کی قبر تم کیوں کھودنا چاہتے ہو۔"

"وقت برباد نہ کرو... آج رات اس کی قبر کھود ڈالی جائے گی۔ میں چاہتا ہوں کہ تم وہاں موجود رہو۔!"

"میں یہ نہیں کہتا کہ تم وہاں دوست ہی کی حیثیت سے آنا! بحیثیت دشمن بھی آ سکتے ہو۔ ہتھ کڑیاں لے کر آنا۔ کیونکہ وہ ایک غیر قانونی حرکت ہوگی۔!"

"کیا تم اس معاملے میں سنجیدہ ہو۔!"

"قطعی... بس آج رات کو دیکھ لینا۔ قبر کھود ڈالی جائے گی۔!"

"اور اس کے ذمہ دار تم ہو گے۔!"

"نہیں ذمہ دار تو تم ہی ہو گے۔!" عمران بولا۔ "اگر تم ہی اس کی قبر کھودتے تو فائدہ براہ راست تمہیں ہوتا۔ اب کوئی دوسرا ہی فائدہ اٹھانے والا ہے۔!"

"میں سمجھا...!" فیاض نے سر ہلا کر کہا۔ "تمہیں اطلاع ملی ہے کہ آج کوئی ڈاکٹر اسٹیلر کی قبر کھودنے والے گا۔!"

"سمجھ گئے نا...!" عمران نے قہقہہ لگایا۔ "میں پہلے ہی سے جانتا تھا کہ تم سمجھ جاؤ گے۔ آخر محکمہ سراغ رسانی کے آفیسر ہو...!"

"کون ہے.....وہ...!"

"یہ مجھے نہیں معلوم...!" عمران سر ہلا کر بولا۔ "اطلاع ملی ہے۔!"

"تو اس کا یہ مطلب ہے کہ عیسائیوں کے قبرستان کی نگرانی کی جائے۔!"

"ضرور... قطعی یہ بہت ضروری ہے۔ مگر مجھے یقین ہے کہ تم ان لوگوں کو پکڑ نہیں سکو گے۔!"

"کیا تم ہمارے ساتھ نہیں ہو گے۔!"

"اگر تم استدعا کرو... تو یہ ممکن بھی ہے۔!" عمران نے لاپروائی سے کہا۔

"میں استدعا کرتا ہوں۔!" فیاض ہنسنے لگا۔

⚙

سرِ شام ہی سادہ لباس والے عیسائیوں کے قبرستان کے گرد منڈلانے لگے۔ فیاض اور عمران قبرستان کے اندر چہل قدمی کر رہے تھے۔ یہاں ساری قبریں پختہ تھیں اور کچھ نئی قبریں ابھی زیر تعمیر تھیں جن پر اس وقت کام نہیں ہو رہا تھا۔

فیاض چاروں طرف قبروں کے کتبے پڑھتا پھر رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے عمران سے کہا۔ "یہاں...ڈاکٹر اسٹیلر کی قبر تو نہیں ہے۔!"

"کیوں... تم نے یہ کیسے معلوم کر لیا۔!"

"کسی قبر پر بھی اس کا نام دکھائی نہیں دیتا۔!"

"تم بھی رہے وہی گھونگے... ابھی نام کہاں سے لگ جائے گا وہ تو ابھی زیر تعمیر ہے۔ بڑا شاندار مقبرہ بنے گا اس کا بڑا اونچا سائنسدان تھا۔!"

"کیا تمہیں معلوم ہے کہ اس کی قبر کون سی ہے۔ یہاں تو کئی زیر تعمیر ہیں۔!"

"وہ چونکہ بہت بڑا آدمی تھا۔ اس لئے اس کی قبر سب سے الگ تھلگ بن رہی ہے۔ وہاں روشے کی جھاڑیوں کے درمیان... وہ ادھر دیکھو...!"

سامنے دور تک روشے کی اونچی اونچی جھاڑیاں بکھری ہوئی تھیں... اور ان کے اوپر ایک جگہ

کسی نامکمل عمارت کے آثار نظر آرہے تھے۔ فیاض بڑی تیزی سے اس طرف بڑھا۔ عمران کی آنکھوں میں شرارت آمیز چمک لہرانے لگی۔ لیکن اس کے ہونٹ بند ہی رہے۔ وہ اپنی جگہ سے ہلا بھی نہیں۔

تقریباً پانچ منٹ بعد فیاض واپس آگیا۔

"دیکھو مائی ڈیئر سوپر فیاض...!" عمران نے کہا۔ "اب اپنے آدمیوں کو چھپانے کی کوشش کرو۔ اگر قبر کھودنے والوں میں سے ایک بھی ہمارے ہاتھ آگیا تو کام بن جائے گا۔!"

"کہاں چھپاؤں... تم ہی بتاؤ۔ بلکہ جو تمہارا دل چاہے کرو۔ میں تمہیں پورا پورا اختیار دیتا ہوں۔!" فیاض بولا۔

عمران نے پندرہ منٹ کے اندر ہی اندر فیاض کے ساتھیوں کو اکٹھا کر لیا۔ اب اچھی طرح اندھیرا پھیل گیا تھا اور جھینگروں کی جھائیں جھائیں قبرستان پر مسلط ہوتی جا رہی تھی۔ سردی آج بھی بہت شدید تھی۔

عمران انہیں مخالف سمت کی جھاڑیوں میں لے گیا... فیاض بھی ساتھ تھا۔

"سامنے والی جھاڑیوں پر نظر رکھنا۔" عمران کہہ رہا تھا۔ "ظاہر ہے کہ وہ اندھیرے میں تو کام کریں گے نہیں۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ ان میں سے ایک بھی نکل کر نہ جانے پائے۔ اس کے لئے یہی طریقہ بہتر ہوگا کہ ہم موقع پر ان جھاڑیوں کو چاروں طرف سے گھیر لیں۔!" وہ سب اس اس تجویز پر متفق ہوگئے۔ تقریباً دس بجے انہیں آہٹیں سنائی دیں اور سامنے والی جھاڑیوں میں مدہم سی روشنی نظر آئی۔

فیاض نے بڑی گرم جوشی سے عمران کا شانہ دبایا اور اس کی پیٹھ تھپکتا ہوا آہستہ سے بولا۔

"تمہارا خیال غلط نہیں ہوتا۔!"

"اب اپنے آدمیوں سے کہو۔!" عمران نے کہا۔ "سینے کے بل زمین پر رینگتے ہوئے آگے نکلیں اور ان جھاڑیوں کو چاروں طرف سے گھیر لیں اور پھر اس وقت تک خاموش رہیں جب تک وہ لوگ اپنا کام مکمل نہ کر لیں۔ ہمیں یہ بھی تو دیکھنا ہے کہ وہ قبر کیوں کھودنا چاہتے ہیں۔ کیوں کیا خیال ہے؟"

"ٹھیک ہے...؟" فیاض بھرائی ہوئی آواز میں بولا اور اپنے ساتھیوں کو ہدایت دینے

تھوڑی دیر بعد ان جھاڑیوں میں عمران اور فیاض کے علاوہ اور کوئی نہ رہ گیا۔ سامنے والی جھاڑیوں میں اب بھی روشنی نظر آرہی تھی۔!

فیاض بڑبڑانے لگا۔ "تم مجھے کبھی پوری بات نہیں بتاتے اور اس لئے بعض اوقات مجھے بڑی شرمندگی اٹھانی پڑتی ہے۔!"

"پوچھو میری جان کیا پوچھتا ہے۔!"

"یہ قبر کیوں کھودی جا رہی ہے۔!"

"ڈاکٹر سطیلر کے متعلق تم کیا جانتے ہو۔!" عمران نے سوال کیا۔

"وہ ایک بڑا سائنس دان تھا۔!"

"بس اتنا ہی... یا کچھ اور بھی۔ میرا مطلب ہے تمہیں اس کی مصروفیات کا علم تھا یا نہیں۔!"

"میں اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتا۔!"

"خیر... میں تمہیں بتاتا ہوں..." عمران نے ایک طویل سانس لے کر کہا۔ "وہ بھی دنیا کے انہیں معدودے چند سائنسدانوں میں سے تھا جو چاند پر جانے کا خواب دیکھ رہے ہیں۔ اسے ایک ایسا راکٹ بنانے کی فکر تھی جو سیدھا پرواز کرنے کی بجائے فضا میں دائیں بائیں اور اوپر نیچے مڑ بھی سکے۔!"

"اچھا تو پھر...!"

"آسمانی تحریر... اسے اگر تم کسی انسان ہی کا کارنامہ سمجھتے ہو تو تمہیں یہ بھی تسلیم کرنا چاہئے کہ وہ کسی پرواز کرنے والی مشین کے ذریعہ عالم وجود میں آئی ہوگی۔!"

"ہاں میں بھی سمجھتا ہوں...!" فیاض نے کہا۔

"لیکن وہ کوئی ہوائی جہاز نہیں ہو سکتا۔!" عمران بولا۔

"کیوں...؟"

"ہوائی جہاز کی پرواز جتنی اونچی بھی ہو سکتی ہے۔ اسی کی مناسبت سے ہمارے یہاں سرچ لائٹیں بھی موجود ہیں۔ لیکن کیا تمہیں یاد نہیں کہ وہ پرواز کرنے والی مشین ہماری سرچ لائٹوں کے دائرہ عمل سے باہر تھی۔ یعنی ان کی روشنی اس تک نہیں پہنچ سکی تھی۔!"

"ہاں مجھے یاد ہے۔!"

"لہٰذا وہ ہوائی جہاز نہیں ہو سکتا... لیکن راکٹ...!"

"ہاں راکٹ...!" فیاض نے ایک طویل سانس لی۔ "لیکن ڈاکٹر اسٹیلر کی قبر کیوں کھودی جا رہی ہے...!"

"اماں... کیوں چاٹ رہے ہو میرا دماغ...!" عمران جھنجھلا گیا۔ "یہ تو اب دیکھیں گے کہ قبر کیوں کھودی جا رہی ہے۔ تھوڑی دیر صبر کرو... اگر مجھے معلوم ہوتا تو ضرور بتا دیتا...!"

فیاض خاموش ہو گیا۔ اسے اسی میں بہتری نظر آئی۔ معاملات کی تہہ تک پہنچنے کی کوشش کرنے لگا۔ ڈاکٹر اسٹیلر کوئی معمولی آدمی نہیں تھا۔ تھوڑا پڑھا لکھا آدمی بھی اس کے متعلق بہت کچھ جانتا تھا۔ پچھلے سال وہ برطانیہ میں مقیم تھا... اور ان سائنس دانوں کے ساتھ کام کر رہا تھا جنہوں نے چاند تک پہنچنے کا منصوبہ بنایا تھا۔ پھر اچانک وہ عارضہ قلب میں مبتلا ہو کر برطانیہ سے واپس آ گیا۔ اس کے بعد شاید ایک ہی ہفتہ زندہ رہ کر موت کی گود میں جا سویا تھا۔ اسے مرے ہوئے آج ٹھیک دو مہینے ہوئے تھے۔

فیاض نے اس کے متعلق اپنے ذہن کو آزاد چھوڑ دیا تھا۔ اور یادداشت بھولے بسرے واقعات کی کڑیاں ملانے لگی تھی۔ عمران کے خیال دلانے پر وہ بھی اس آسمانی تحریر کے سلسلے میں کسی راکٹ ہی کے امکانات پر غور کرنے لگا تھا۔ مگر اس کے ذہن میں وہ سوالیہ نشان اب بھی باقی تھا۔ یعنی ان واقعات اور ڈاکٹر اسٹیلر کی قبر کھودنے سے کیا تعلق ہو سکتا ہے۔ کیا اس کا کوئی راز اس کی قبر ہی میں موجود ہے؟ لیکن اس نکتے پر وہ زیادہ دیر تک غور نہ کر سکا کیونکہ یہ خیال ہی مضحکہ خیز تھا۔ جاسوسی ناولوں کی سی بات۔ فلاں کی قبر کھودی گئی اور اس میں سے اس کی لاش کی بجائے بندریا بجو برآمد ہوا؟ محکمہ سراغرسانی کے لئے لمحۂ فکریہ... اور سب سے زیادہ ذہین سراغ رساں معاملے کی تہہ تک پہنچ گیا۔ یعنی وہ بندریا بجو مرنے والے کا دودھ شریک بھائی تھا جو مرنے والے کا بھیس بدل کر اللہ کو پیارا ہو گیا تھا۔ قبر میں فرشتوں نے چہرے پر ہاتھ پھیرا تو رنگ و روغن غیاری کا اڑ گیا اور بندریا بجو کی شکل نکل آئی... اور فرشتے اپنے اس بلنڈر پر بہت خفیف ہوئے۔

فیاض ایسی ہی اوٹ پٹانگ باتیں سوچتا رہا۔ حقیقت یہ تھی کہ سردی اس کی برداشت سے باہر ہوئی جا رہی تھی... اور وہ اپنے ذہن کو جسم سے الگ رکھنے کے لئے اوٹ پٹانگ باتیں سوچ

تب اچانک عمران نے اس کا شانہ جھنجھوڑ کر کہا۔

"چلو... اب ہمیں دیر نہ کرنی چاہئے...!"

"چلو...!" فیاض نے چونک کر کہا۔

"یوں نہیں... بلکہ اسی طرح جیسے دوسرے گئے ہیں...!" عمران زمین پر گرتا ہوا بولا۔ فیاض نے بھی اس کی تقلید کی... اور وہ دونوں پیٹ کے بل آگے کی طرف کھسکنے لگے۔

وہ ان جھاڑیوں تک تین منٹ کے اندر ہی اندر پہنچ گئے۔ یہاں اب بھی مدھم سی روشنی نظر آ رہی تھی وہ زمین سے چپک گئے۔ جھاڑیوں کے اندر سے برابر کھڑکھڑاہٹ کی آواز چلی آ رہی تھی۔ پھر اچانک ایسا معلوم ہوا جیسے دھڑادھڑ اینٹیں گرنے لگی ہوں۔

"کیا...!" عمران نے نعرہ لگایا۔

فیاض کے ساتھی چاروں طرف سے اندر گھس پڑے۔ مگر دوسرے ہی لمحے میں ان سب کی کھوپڑیاں ہوا سے باتیں کرنے لگیں۔ زیر تعمیر قبر پر ایک پرانی سی لالٹین روشن تھی اور اس کی روشنی میں انہیں ایک کتا اچھلتا کودتا ہوا نظر آ رہا تھا جس کے جسم پر چاروں طرف چھوٹے چھوٹے ٹین کے ڈبے بندھے ہوئے تھے۔ اور یہ آوازیں دراصل انہیں ڈبوں کے زمین سے ٹکرانے کی بنا پر پیدا ہو رہی تھیں۔ اس کے علاوہ وہاں اور کچھ بھی نہیں تھا۔

"یہ کیا مصیبت ہے...!" عمران بڑبڑایا۔

فیاض اس قبر کی طرف دیکھ رہا تھا جس کی ایک اینٹ بھی کھسکی ہوئی نظر نہیں آ رہی تھی۔ اس میں شاید کسی نے ہاتھ بھی نہیں لگایا تھا۔

عمران کی توجہ اس کتے کی طرف مبذول ہو گئی جو اب بھی پہلے ہی کی طرح اچھلے کودے جا رہا تھا۔ انہوں نے اس کی گردن میں ایک رسی بندھی ہوئی دیکھی جو ایک ایسے دو شاخے تنے والے درخت کے درمیان سے گزر کر دوسری طرف نکل گئی تھی جس سے کتے کا جسم ان ڈبوں سمیت دوسری طرف نہیں نکل سکتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ کتا اب بھی اسی جگہ موجود تھا ورنہ وہ اسی سمت نکل گیا ہوتا جدھر گلے میں پڑی ہوئی رسی کا رخ تھا۔

"چلو ادھر چلو...!" اچانک عمران نے کتے کی رسی کے ساتھ دوڑنا شروع کر دیا۔ دوسروں نے بھی اس کا ساتھ دیا۔ رسی پر ٹارچ کی روشنی پڑ رہی تھی اور وہ سرپٹ دوڑتے چلے جا رہے

تھے۔ ایک جگہ اس کا دوسرا سرا ایک درخت کے تنے سے بندھا ہوا نظر آیا... اور ساتھ ہی فیاض کے حلق سے عجیب سی آواز نکلی۔ اس کی ٹارچ کی روشنی کا دائرہ ایک ٹوٹی پھوٹی سی قبر پر رک گیا تھا عمران بھی رک کر ادھر ہی دیکھنے لگا۔ اس کا صندوق کھلا پڑا تھا۔ شائد اسے گڑھے سے نکال کر باہر پڑا رہنے دیا گیا تھا۔

"چوٹ ہو گئی پیارے...!" عمران بڑبڑایا۔ "ہم دھوکا کھا گئے۔ اسٹیلر کی قبر دراصل یہی تھی۔"

پھر وہ بڑی تیزی سے لاش والے صندوق کی طرف بڑھا۔

"ہائیں... لاش بھی غائب...!" فیاض نے اسے کہتے سنا۔

حقیقتاً لاش صندوق میں نہیں تھی۔ وہ اوزار بھی قریب ہی پڑے ہوئے ملے جن کی مدد سے قبر کھودی گئی تھی۔

وہ کافی دیر تک لاش ڈھونڈتے رہے۔ مگر کامیابی نہیں ہوئی۔ آخر فیاض نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ "تم نے مجھے دھوکے میں رکھا۔"

"میں خود بھی دھوکے ہی میں ہوں سوپر فیاض...!"

"تم بکواس کرتے ہو...!" فیاض کا غصہ تیز ہو رہا تھا۔

"ذرا تمیز سے...!" عمران غرایا۔ "تم یہ بھول رہے ہو کہ یہاں تمہارے کچھ ماتحت بھی موجود ہیں۔"

فیاض خاموش ہو گیا۔ بہر حال وہ وہاں سے بے نیل و مرام واپس آئے۔

فیاض نے اپنے ساتھیوں کو رخصت کر دیا اور وہ دونوں ایک کیفے میں آ بیٹھے۔ فیاض کا موڈ بہت زیادہ خراب ہو گیا تھا۔

"عمران خیریت اسی میں ہے کہ حقیقت ظاہر کر دو ورنہ خسارے میں رہو گے۔!" اس نے عمران کو گھورتے ہوئے کہا... اور کہہ چکنے کے بعد بھی گھورتا رہا۔

"یار تم بڑے احسان فراموش ہو۔ اتنی دیر تمہارے ساتھ جھک مارتا رہا اور تم...!"

"میں اور کچھ نہیں سننا چاہتا... اور نہ اسی پر یقین کرنے کو تیار ہوں کہ تم اس کی قبر کے متعلق دھوکے میں تھے۔!"

"کیوں یقین کیوں نہ کرو گے۔!"

"تم نے جس قبر کی طرف اشارہ کیا تھا... اسی قبر پر انہوں نے اپنا جال کیوں پھیلایا تھا۔!"

"ہاں... اب یہ تم مجھ سے پوچھ رہے ہو۔ اپنی حماقت کو الزام نہ دو گے کہ اتنے آدمیوں کی بھیڑ لے کر سر شام ہی وہاں پہنچ گئے تھے ہو سکتا ہے کہ وہ لوگ پہلے ہی سے تاڑ گئے ہوں... اور انہوں نے یہ بھی دیکھ لیا ہو کہ کسی قبر کے متعلق غلط فہمی میں مبتلا ہیں۔ یار ذرا کھوپڑی استعمال کرو، سوپر فیاض۔!"

"تم مجھے مطمئن نہیں کر سکتے۔!"

"کوئی میں نے مطمئن کرنے کا ٹھیکہ لے رکھا ہے۔ جہنم میں جاؤ۔!" عمران جھلا کر بولا۔

"اس سے کام نہ چلے گا۔ میں اسی وقت تمہارے ہتھ کڑیاں لگا سکتا ہوں۔!" فیاض غرایا۔

"راجہ ہو شہر کے...!" عمران بے بسی سے بولا۔

فیاض اسے بدستور گھورتا رہا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ عمران یقیناً کوئی چال چل رہا ہے۔ مگر اس چال تک پہنچنا کم از کم فیاض کے ذہن کے بس کا روگ نہیں۔ وہ یہ بھی جانتا تھا کہ عمران اسے کچھ نہ بتائے گا۔ خواہ وہ اسے پھانسی ہی پر کیوں نہ لٹکا دے۔

عمران نے بیرے کو طلب کر کے چائے کے لئے کہا اور خود اونگھنے لگا۔ پتہ نہیں فیاض کو چڑانا چاہتا تھا یا سچ مچ اسے نیند آ رہی تھی۔

فیاض ویسے ہی بھرا بیٹھا رہا۔ تھوڑی دیر بعد عمران نے چونک کر کہا۔

"ایک تدبیر سمجھ آ رہی ہے۔ اس واقعہ کو اخبارات میں اشاعت کے لئے دے دو۔ تمہارا نام ہو گا اور کام بھی چل جائے گا۔"

"میں سمجھ گیا۔!" فیاض غرایا۔ "اس وقت تم نے مجھے دھوکے میں رکھ کر اپنا الو سیدھا کیا ہے۔!"

"وہ تو اب بھی ٹیڑھا ہے سوپر فیاض... اور ویسے اس واقعہ کی پبلسٹی سے تم کافی فائدہ اٹھا سکتے ہو۔ کوئی نہ کوئی تمہیں یہ ضرور بتائے گا کہ ڈاکٹر اسٹیلر کی لاش کیوں چرائی گئی ہے۔!"

"اچھا...!" فیاض اسے تیز نظروں سے دیکھتا ہوا بولا۔ "اس سے کیا فائدہ ہو گا۔!"

"تمہیں اس آسانی تحریر سے اسٹیلر کی لاش کی کڑیاں مل جائیں گی۔!"

"کس طرح وہ بھی تو بتاؤ...!"

"مجھے معلوم ہوتا تو میں تمہاری جھڑکیاں کیوں سنتا!" عمران نے مسکی سی صورت بنا کر کہا۔

فیاض سمجھ گیا کہ وہ اس سلسلے میں بہت کچھ جانتا ہے۔ لیکن ابھی بتانا نہیں چاہتا۔ بارہا ایسا ہوا تھا... اور پھر عمران اس کی دانست میں ایک غیر سرکاری آدمی تھا۔ لہٰذا وہ کامیابی کے قریب پہنچ کر کسی سرکاری آدمی کا سہارا ضرور تلاش کرے گا اور وہ سرکاری آدمی خود فیاض کے علاوہ اور کون ہو سکتا ہے۔ لہٰذا فیاض نے سوچا کہ اسے اپنا موڈ ٹھیک کر لینا چاہئے۔ اس سے پہلے بھی عمران کئی بار کامیابی کا سہرا اس کے سر باندھ چکا تھا۔

"اچھا چلو... میں اس کی پبلسٹی کرا دوں گا... پھر کیا ہو گا۔!"

"جو کچھ بھی ہو گا بہت جلد دیکھ لو گے... چائے پیئو...!" عمران بڑبڑایا۔

❁

جولیانا فٹز واٹر تو بہت تھک گئی تھی۔ سلیپنگ سوٹ پہن کر اس نے ایک طویل انگڑائی لی اور چھوٹی میز مسہری کے قریب سرکا کر اس پر فون رکھ دیا۔ سیکرٹ سروس کے آٹھوں افراد ہمیشہ اپنے سرہانے فون رکھ کر سویا کرتے تھے۔ پتہ نہیں کب ان کے پراسرار آفیسر ایکس ٹو کا فون آ جائے جو نہ سونا جانتا ہے اور نہ آرام کرتا۔

جولیا مسہری پر لیٹ گئی اور لیٹتے ہی ذہن پر غنودگی کا غبار چھا گیا۔ لیکن وہ کچی ہی نیند میں تھی کہ فون کی گھنٹی بجی۔ گھنٹی کی آواز اس وقت اسے اتنی گراں گزری کہ اس کا چہرہ کافی حد تک مضحکہ خیز نظر آنے لگا۔ لیکن ہاتھ کسی مشین کی طرح ریسیور پر جا پڑے۔

"یس سر...!"

"اوہو... اب تو تم میری آواز پہچاننے لگی ہو۔!"

"یس سر...!"

"کیوں کیا رہا...!"

"آپ کی ہدایت کے مطابق قبر کھودی گئی۔ لیکن آپ کو یہ سن کر حیرت ہو گی تابوت میں لاش کی بجائے پتھر بھرے ہوئے تھے۔!"

"مجھے بالکل حیرت نہیں ہوئی۔ جولیانا فٹز واٹر اگر مجھے یقین ہوتا کہ لاش قبر میں موجود ہے تو میں کبھی اسے کھود نکالنے کی زحمت نہ دیتا۔!"

"کیا آپ مجھے کچھ پوچھنے کی اجازت دیں گے۔!"

"پوچھو... اگر مناسب سمجھوں گا تو جواب ضرور ملے گا۔!"

"یہ قصہ والٹن کی لاش سے شروع ہوا تھا۔ ڈاکٹر اسٹیمر کی قبر سے اس کا کیا تعلق۔!"

"یہ بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی تھی۔ تم لوگ بہت جلد ایک بہت بڑا کارنامہ انجام دو گے۔ مجھے یقین ہے۔ لیکن کیپٹن خاور کو بھی جعفری ہی کی طرح روپوش ہو جانا چاہئے۔!"

"آپ اسے براہ راست ہدایت دیں گے یا میں مطلع کر دوں۔!" جولیا نے پوچھا۔

"میں اسے مطلع کر دوں گا۔ لیکن تم لوگ نہ صرف اسے بلکہ جعفری کو بھی نظر میں رکھو گے۔!"

"بہت بہتر... ایک بات اور قبرستان میں پولیس موجود تھی۔ ہم سمجھتے تھے شاید ہمیں مجرموں کو دھوکا دینا ہے۔!"

"ہم نے در حقیقت مجرموں کو دھوکہ دیا ہے۔!" ایکس ٹو بولا۔ "اب وہ ہمیں سو فیصد کسی دوسری پارٹی کے بدمعاش سمجھنے لگیں گے۔ پہلے بھی سمجھتے تھے۔ اب یقین آ جائے گا۔!"

"خیر... ہاں تو... بس کل کا اخبار ہی دیکھ کر تم حالات کا اندازہ کر لو گی۔!"

"کیپٹن فیاض کے ساتھ وہ لفنگا عمران بھی موجود تھا آپ اسے جانتے ہی ہوں گے۔!"

"ہاں میں اسے جانتا ہوں... بے کام کا آدمی... لیکن اتنا بھی نہیں کہ ایکس ٹو کے کسی کام میں رخنہ اندازی کر سکے۔!"

دوسری طرف سے سلسلہ منقطع کر دیا گیا اور جولیا بھی ریسیور رکھ کر دوبارہ سونے کی کوشش کرنے لگی۔

❁

اخبارات میں دو خبریں بڑی اہم تھیں۔ پہلی خبر تو یہ تھی کہ قریبی شہر شاداب نگر میں بھی آسمان پر سرخ تحریر دیکھی گئی اور اس کے بعد وہاں کا ایک محلہ دھوئیں کے بادلوں میں گھر گیا... اور پھر وہی سب کچھ ہوا جو کچھ پہلے یہاں ہو چکا تھا... افراتفری کے دوران کروڑوں روپے لٹ گئے چونکہ اس سے پہلے ایک جگہ اس قسم کا واقعہ پیش آ چکا تھا اس لئے آسمان پر تحریر نمودار ہوتے ہی فوج طلب کر لی گئی تھی اور اس نے مذکورہ محلے کا محاصرہ کر لیا تھا۔ لیکن اس کے باوجود بھی جو کچھ ہونا تھا ہو گیا۔ جہاں ایک اخبار نے خیال ظاہر کیا تھا کہ اگر فوجیوں کے پاس گیس ماسک بھی ہوتے تو شاید لوگوں کا مال و اسباب محفوظ رہتا۔ دھوئیں کی کثرت نے فوجیوں

کو محلے کے اندر گھسنے کا موقع ہی نہیں دیا۔

دوسری خبر ڈاکٹر اسٹیلر کی قبر کے متعلق تھی۔ پولیس کا خیال تھا کہ اس کی لاش وہاں سے نکال کر کسی دوسری جگہ منتقل کی گئی ہے۔ لیکن اس کا مقصد کوئی نہیں جانتا۔ لاش وہاں سے کیوں ہٹائی گئی؟ یہ ایک راز ہے۔ محکمہ سراغ رسانی کے سپرنٹنڈنٹ فیاض کو باوثوق ذرائع سے اس کا علم قبل از وقت ہو گیا تھا۔ لیکن وہ ایک دوسری ہی قبر کو ڈاکٹر اسٹیلر کی قبر سمجھ بیٹھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ دو نامعلوم آدمی اسٹیلر کی لاش لے جانے میں کامیاب ہو گئے۔ خبر میں وہ طریقہ بھی درج تھا جو مجرموں نے محکمہ سراغ رسانی کے آدمیوں کو دھوکا دینے کے لئے اختیار کیا تھا۔

عمران نے یہ خبریں مورننگ نیوز میں پڑھیں۔ وہ اس وقت ویلری کے شراب خانہ میں موجود تھا... ویلری ابھی کاؤنٹر پر نہیں آئی تھی۔ وہ زیادہ تر اسی وقت آیا کرتی تھی جب گاہکوں کے آنے کا وقت ہوتا تھا۔ اس کی عدم موجودگی میں شراب خانے کا واحد بیرا بارمین کے فرائض بھی انجام دیتا تھا اور گاہکوں کی میزوں پر شراب بھی پہنچا دیا کرتا تھا۔

ابھی صبح ہی تھی اور عمران کے علاوہ شراب خانے میں اور کوئی نہیں تھا۔ بیرا مسکراتا ہوا اس کی طرف بڑھا۔

"صاحب کیوں خواہ مخواہ پریشان کرتے ہو!" اس نے کہا۔

"ہائیں...!" عمران آنکھیں پھاڑ کر بولا۔ "مجھے نہیں یاد پڑتا کہ میں نے کب تمہیں پریشان کیا تھا!"

"مجھے... میرا مطلب ہے میم صاحب کو...!"

"میم صاحب...!" عمران نے ایک طویل سانس لے کر کہا۔ چند لمحے بڑی حسرت سے بیرے کو دیکھتا رہا۔ پھر آہستہ سے بولا۔ "بیٹھ جاؤ... بیٹھو... تکلف کی ضرورت نہیں۔ یہاں میرے علاوہ اور کوئی ہے!"

بیرا اس کے سامنے والی کرسی پر بیٹھ گیا۔ عمران اسے چند لمحے دیکھتے رہنے کے بعد بولا۔ "تم نے کبھی کسی سے محبت کی ہے!"

"محبت... ہی... ہی... ہی...!" بیرا منہ دبا کر ہنسنے لگا۔

"نہیں کی...!" عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ "ورنہ اس طرح ہنسنے کی بجائے

پھوٹ کر روتے...!"

بیرا بدستور ہنستا رہا!

آخر عمران نے کہا۔ "مجھے تمہاری میم صاحب سے محبت ہو گئی ہے...!"

"کیا...!" دفعتاً بیرا سنجیدہ ہو کر اتنے زور سے اچھلا کہ کرسی الٹ گئی۔

وہ اس طرح آنکھیں پھاڑے عمران کو دیکھ رہا تھا جیسے عمران نے اسے قیامت کی آمد کی اطلاع دی ہو۔

"کرسی سیدھی کرو...!" عمران نے دردناک لہجے میں کہا۔ "ورنہ ویلری ڈارلنگ تمہیں کچا چبا جائے گی...!" بیرے نے چپ چاپ کرسی سیدھی کی اور کاؤنٹر کے پیچھے چلا گیا۔ وہ متحیر ہونے میں قطعی حق بجانب تھا۔ وہ کبھی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ عمران جیسا کوئی بانکا سجیلا نوجوان ویلری جیسی سیاہ فام بوڑھیا پر عاشق بھی ہو سکتا ہے۔

عمران پھر اخبار پڑھنے میں مشغول ہو گیا۔ بیرا تھوڑی دیر کھڑا کچھ سوچتا رہا۔ پھر کاؤنٹر کے پیچھے سے نکل کر دوبارہ عمران کے قریب آیا۔

"مگر صاحب...!" اس نے پوچھا۔ "آپ میم صاحب کے دھندے میں کیوں گھپلا کرتے ہیں...!"

"ہائے تم نہیں سمجھ سکتے...؟" عمران نے سینے پر ہاتھ مار کر شعر پڑھا۔

محبت معنی و الفاظ میں لائی نہیں جاتی
یہ وہ نازک حقیقت ہے کہ سمجھائی نہیں جاتی

"میں ویلری کو سمجھانے کی کوشش کرتا ہوں... اور تم لوگ کچھ کا کچھ سمجھ بیٹھتے ہو۔ حماقت میری ہے۔ جب معنی و الفاظ میں لائی ہی نہیں جا سکتی تو پھر میں سمجھانے کی کوشش کیوں کرتا ہوں۔ ویسے کیا تم لاشعور کی نفسیات سے واقف ہو...!"

بیرے نے نفی میں سر ہلا دیا۔

"تب پھر اس کا یہ مطلب ہے کہ تم نے فرائڈ کو نہیں پڑھا!"

"میں پڑھا لکھا نہیں ہوں جناب...!"

"پڑھے لکھے نہیں ہو جناب! تب بھی تمہیں فرائڈ کو ضرور پڑھنا چاہئے تھا۔ خیر اب پڑھ لینا۔ ہاں تو میں کیا کہہ رہا تھا!"

"فرائڈ... ہاں...!"

"ہاں تو فرائی پان میں ایک انڈا توڑ کر ڈال دو... تھوڑی سی امرود کی جیلی... دو ٹکڑے انناس
مربہ اور اللہ الائچی خورد سائیدہ...!"

اچانک ڈیلری ناوقت شراب خانے میں آ گئی۔ عمران کو بیٹھا دیکھ کر اس کی بھنویں تن گئیں۔

"میں آج آخری فیصلہ کرنے آیا ہوں...!"

"کا ئیسا پھیلا...!" ڈیلری دہاڑی۔

"چیخو مت... ورنہ پاس پڑوس والے بھی اس راز سے آگاہ ہو جائیں گے...!"

"تم سالا ہمارا منی کھراب کریں گا...!"

"ڈیلری ڈارلنگ...!" عمران نے آہستہ سے کہا اور اس کی آنکھوں سے شراب اُبلنے لگی۔

"کیا...؟" ڈیلری کی آنکھیں حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔

"بیرے کو باہر بھیج دو... پھر میں بتاؤں گا...!" عمران نے بڑے دردناک لہجے میں کہا۔

ڈیلری جواب کافی سنجیدہ اور پرسکون نظر آنے لگی تھی کنکھیوں سے بیرے کی طرف دیکھنے
لگی۔ بیرا کاؤنٹر کے پیچھے لگی ہوئی بوتلوں پر جھاڑن پھیرنے لگا تھا۔

"یا پھر میرے ساتھ چلو...!" عمران نے دوسری تجویز پیش کی۔ اب اس کی آنکھوں میں
آنسو بھی آ گئے تھے!

ڈیلری کچھ کہے بغیر اپنے نشست کے کمرے میں چلی گئی۔ عمران بھی آگے بڑھا۔ دونوں
آگے پیچھے کمرے میں داخل ہوئے۔ ڈیلری عمران کی طرف مڑی۔

وہ اس وقت اور زیادہ کریہہ المنظر معلوم ہونے لگی تھی۔ موٹے موٹے ہونٹ خفیف سے
کھل گئے تھے آنکھیں پہلے سے بھی زیادہ دھندلا گئی تھیں۔

"کیا بولتے چھوکرے...!" اس نے ہانپتے ہوئے کہا۔

"بس ایک بار میری طرف دیکھ کر مسکرا دو... اس کے بعد میں خود ہی اپنا گلا گھونٹ کر
مر جاؤں گا...!"

وہ کھڑی پلکیں جھپکا رہی تھی۔

"مسکرا دو...!" عمران پھر گنگنایا۔

ڈیلری نے بے اختیار دانت نکال دیئے اور عمران فرش پر گر کر لوٹنے لگا۔ وہ ہائے وائے کر رہا تھا اور

یہ ڈیلری بوکھلا گئی۔

"چلو... یہاں سے اٹھو... اٹھو...!" وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر کھینچتی ہوئی بولی۔

"نہیں مجھے یہیں مر جانے دو...!"

"کیا کرتا بابا...!" ڈیلری عجیب سی ہنسی کے ساتھ بولی۔

"میں یہیں مر جاؤں گا... ورنہ مجھے اپنے گھر لے چلو...!"

"تم پاگل ہے... بالکل پاگل... پہلے دھندا کھراب کرتا تھا... اب یہ...!"

"نہ یہ نہ وہ... میں تم سے پریم کرتا ہوں...!"

"ہٹ... ادھر... چھوکرے...!" وہ عمران کو پرے جھٹک کر شرما گئی۔

عمران اور زیادہ زور شور کے ساتھ سینہ کوبی کرنے لگا۔

"تم کیوں میرے پیچھے پڑے ہو...!" ڈیلری نے انگریزی میں کہا۔

"دل سے مجبور ہوں...!" عمران ابھی کچھ اور بھی کہتا۔ انداز سے یہ ہی معلوم ہو رہا تھا مگر
ٹھیک اسی وقت ویٹر بوکھلایا ہوا اندر آیا۔

"میم صاحب... گلیلی...!" اس نے ہانپتے ہوئے کہا اور الٹے پاؤں واپس چلا گیا۔

"گلیلی...!" ڈیلری نے پھٹی پھٹی سی آواز میں دہرایا... اور عمران کو جھنجھوڑتی ہوئی بولی۔
"بھاگو...!"

عمران ابھی فرش سے اٹھ بھی نہیں پایا تھا کہ بھاری قدموں کی آواز سنائی دی... اور
دوسرے ہی لمحے میں ایک لحیم شحیم اور سیاہ فام آدمی کمرے میں داخل ہوا۔ اس کی آنکھیں بڑی
خوفناک تھیں... سرخ سرخ... انگاروں کی طرح دہکتی ہوئی۔

"یہ کیا ہو رہا ہے...!" وہ پانی سے بھرے ہوئے بادل کی طرح گرجا۔

ڈیلری تو ایک گوشے میں منہ ڈال کر بری طرح کانپنے لگی۔ لیکن عمران احمقوں کی طرح ادھر
ادھر دیکھتا رہا بالکل اسی انداز میں جیسے اس سوال کا اس کی ذات سے کوئی تعلق ہی نہ ہو۔

"یہ کون ہے ڈیلری...؟" آنے والا پھر دہاڑا... وہ انگریزی ہی میں گفتگو کر رہا تھا۔

"م... میں... نہیں جانتی...!"

"تم کون ہو...!" اس نے عمران کو مخاطب کیا۔

"میں عاشق ہوں...!" عمران نے لاپروائی سے کہا۔

"آہ... چھا... تو تم... دلیری کی دولت ہتھیانے کی فکر میں ہو... دلیری...؟"

دلیری اس کی طرف مڑی... لیکن اس کے چہرے کی سیاہی میں ہلکی سی بیلاہٹ بھی ابھر آنے لگی تھی۔

"اپنے سینڈل اتار دو...!" تو وارد غرایا۔ "اور اس کے سر پر مارتی ہوئی اسے باہر سڑک تک لے جاؤ... چالو...!"

"ٹھہرو...!" عمران دونوں ہاتھ اٹھا کر چیخا۔ "پہلے تم یہ بتاؤ کہ تمہارا نام کٹیالی کیوں ہے؟"

"کیا مطلب...!" تو وارد دہاڑا۔

"بالکل اچھا نہیں لگتا... تمہارے تن و توش پر یہ نام بالکل ایسا ہی لگتا ہے جیسے کسی ہاتھی کو چھپکلی کہہ دیا جائے... تمہارا نام تو ڈمبا سٹر ہونا چاہئے تھا...!"

"مذاق اڑاتا ہے... میرا...!" کٹیالی گھونسہ تان کر عمران کی طرف جھپٹا... عمران حقیقتاً یہی چاہتا تھا کہ وہ کسی طرح دروازے کے سامنے سے ہٹ جائے کیونکہ اس وقت وہی ایک دروازہ کھلا ہوا تھا۔

عمران نے اس کا وار خالی دے کر اپنی ٹانگ لگائی اور وہ وہیں کسی تناور درخت کی طرح ڈھیر ہو گیا۔ اکیلے نہیں بلکہ ایک کرسی بھی اپنے ساتھ ہی لیتا چلا گیا۔ جس کے ٹوٹنے کی آواز کمرے میں گونج کر رہ گئی۔ دوسرے ہی لمحہ میں عمران نہ صرف اس کمرے بلکہ شراب خانے ہی سے باہر تھا۔

⚙

جولیانا فٹز واٹر نے ٹیلی فون کا ریسیور اٹھا کر سیکرٹ سروس کے ایک رکن مسٹر تنویر کے نمبر ڈائیل کئے۔

"ہیلو تنویر...!" اس نے کہا۔ "دلیری کے شراب خانے میں ایک آدمی کٹیالی نامی موجود ہے۔ اس کا تعاقب کرو... ایکس ٹو کا حکم ہے۔ اسے ان دنوں اسی آدمی کی تلاش تھی۔ وہ ایک لمبا تڑنگا اور سیاہ فام آدمی ہے۔ آنکھیں سرخ ہیں... ابھی کچھ دیر قبل ہی اس کی پیشانی پر چوٹ آئی ہے توقع ہے کہ سر پر پٹی بھی بندھی ہوئی ملے گی...!"

"جولیا...! موسم بڑا خوش گوار ہے...!" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"کیا بک رہے ہو... تم نے نہیں سنا... یہ ایکس ٹو کا حکم ہے...!"

"جولیا یہ عشق ٹو کا موسم ہے۔ خدا غارت کرے ایکس ٹو کو... اس نے ہمیں مشینیں بنا کر رکھ دیا ہے۔ پتہ نہیں خود کس دھات کا بنا ہوا ہے۔ آہ... چھا... جولیا... میں جا رہا ہوں۔ مگر...!"

"مگر کیا...؟"

"آج رات کا کھانا...!"

"تمہارے ساتھ کھاؤں گی...!" جولیا نے جملہ پورا کرتے ہوئے کہا۔ "جلدی کرو... اگر وہ دلیری کے شراب خانے سے رخصت ہو گیا تو ایکس ٹو بہت بری طرح پیش آئے گا...!"

"اچھا... اچھا...!" تنویر نے ناخوش گوار لہجے میں کہا اور جولیا نے سلسلہ منقطع کر دیا وہ اس وقت باہر جانا چاہتی تھی۔ مگر اسے تنویر کی رپورٹ کا انتظار کرنا تھا۔ وہ جانتی تھی کہ ایکس ٹو کی مرضی کے مطابق کام نہ کرنے کی سزا کیا ہو سکتی ہے۔ اسے ایسے بہتیرے مواقع یاد تھے جب ایکس ٹو نے اپنے ماتحتوں کو سزائیں دی تھیں۔ ان دنوں کا آخری واقعہ سارجنٹ ناشاد کا تھا۔ ناشاد ایک مشرب شاعر بھی تھا۔ ہر وقت مست رہنے والا..... پیتا بھی بہت بری طرح تھا۔ لیکن کچھ اسی پر منحصر نہیں تھا۔ ایکس ٹو کا حکم تھا کہ اس کے ماتحت کبھی ایسی صورت میں کسی پبلک مقام پر شراب نہ پئیں جب ان کے ساتھ عورتیں بھی ہوں۔ ناشاد نے اس کے حکم کی پروا نہ کر کے ایک رات ایک مقامی شراب خانے میں دو بازاری عورتوں کے ساتھ شراب پی کر خاصی ہڑبونگ مچائی وہ اتنی پی گیا تھا کہ اسے کسی بات کا ہوش ہی نہ رہا۔ دوسری صبح جب اس کی آنکھ کھلی تو اس نے خود کو شہر کے ایک فٹ پاتھ پر پڑا پایا۔ اس کے گرد کافی بھیڑ موجود تھی اور لوگ بے تحاشہ قہقہے لگا رہے تھے۔ وہ اٹھا اور بدحواسی میں ایک طرف چل پڑا۔ راہ میں جو بھی اسے دیکھتا ہنس پڑتا۔ اس اثناء میں ایک بار اس کا ہاتھ چہرے پر گیا اور اس کا سارا جسم جھنجھنا اٹھا۔ اس کی گھنی مونچھیں غائب تھیں پھر گالوں پر چپچپاہٹ سی محسوس ہوئی اور ساتھ ہی اسے اس عجیب سی بدبو کا بھی احساس ہوا جو پہلے بھی محسوس ہوتی رہی تھی۔ لیکن اس نے اس کی طرف توجہ نہیں دی تھی۔ یہ بدبو کولتار کی تھی۔ اب جو اس نے ہاتھ کی طرف دیکھا تو انگلیوں میں کولتار لگا ہوا نظر آیا۔ بس پھر کیا تھا اس نے بدحواسی میں گھر کی طرف سرپٹ دوڑنا شروع کر دیا۔ پھر بہ مشکل آئینے ہی نے اسے بتائی کہ اس کے سارے چہرے پر کولتار کا غازہ موجود ہے اور بہترین

قسم کی چڑھی ہوئی مونچھیں غائب ہیں۔ جیب سے ایک پرچہ برآمد ہوا جس پر ٹائپ کے حروف میں درج تھا۔ "دوسری غلطی پر اس سے زیادہ سخت سزا دوں گا۔ کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہ رہو گے۔!" اور نیچے تحریر تھا "ایکسٹو"

جولیا تنویر کے متعلق سوچنے لگی جو اسے اکثر چھیڑتا رہتا تھا۔ بعض اوقات ڈھکے چھپے الفاظ میں شادی کی درخواست بھی پیش کر بیٹھا تھا۔ وہ سوچ رہی تھی کہ کیوں نہ اسے بھی ایکس ٹو سے کوئی معقول سزا دلوائی جائے۔ ایسی سزا جو اسے زندگی بھر یاد رہے۔

جولیا تقریباً تین گھنٹے تک تنویر کی رپورٹ کا انتظار کرتی رہی... اس دوران میں وہ دوبار ایکس ٹو کا فون ریسیو کر چکی تھی جو کلیالی کے متعلق تنویر کی رپورٹ کا منتظر تھا۔ آخر ڈھائی بجے ... تنویر کا فون آیا۔

"ہیلو... جولی...!" وہ بوکھلائے ہوئے انداز میں کہہ رہا تھا۔ "کسی نے اسے گولی مار دی۔ گرانڈ ہوٹل کے غسل خانے میں۔ فائر کی آواز نہیں سنی گئی۔ خیال ہے کہ وہ کوئی سائیلنسر لگا ہوا ریوالور تھا۔ میں نے بھی صرف اس کی چیخ سنی تھی۔ گولی داہنی کنپٹی میں لگی ہے۔!"

"تم اس کی قیام گاہ تک نہیں پہنچ سکے۔!"

"نہیں... وہ ویلری کے شراب خانے سے نکل کر... گرانڈ ہوٹل تک گیا تھا... اور شائد ویلری سے اس کا جھگڑا بھی ہوا تھا کیونکہ شراب خانے میں وہ دونوں بہت بری طرح چیخ رہے تھے۔"

"اچھا تنویر ایک بات میری سمجھ میں آرہی ہے۔!" جولیا نے کہا۔ "اب تم بھی خطرے میں ہو۔ میرا خیال ہے کہ اسے اس لئے گولی ماری گئی ہے کہ تم اس کا تعاقب کر رہے تھے۔ لہٰذا اب تم کہیں چھپنے کی کوشش کرو۔ ایکس ٹو کا حکم ہے ہم میں سے جو بھی مجرموں کی نظر میں آجائے اسے چاہئے کہ بقیہ آدمیوں سے دور ہی دور رہے۔ خیر تم اس وقت کہاں ہو۔

"گرانڈ ہوٹل میں...!" تنویر نے جواب دیا۔

"اچھا تو وہیں ٹھہرو... لیکن کسی ایسی طرف نہ جانا جہاں تنہائی ہو میں ایکس ٹو کو تمہارے حالات سے باخبر کئے دیتی ہوں۔ اسی صورت میں تم محفوظ رہ سکتے ہو۔!"

اب جولیا نے سلسلہ منقطع کر کے ایکس ٹو کے نمبر ڈائیل کئے۔ یہ نمبر ٹیلی فون ڈائریکٹری میں نہیں تھے اور انہیں بہت ہی خاص مواقع پر استعمال کیا جاتا تھا۔

ایکس ٹو سے فون پر رابطہ قائم کرنے میں دیر نہیں لگی۔ جولیا نے اسے رپورٹ دی اور یہ بھی بتایا کہ اس نے تنویر کو کیا مشورہ دیا ہے۔

"جولیانا فٹز واٹر...!" دوسری طرف سے آواز آئی۔ "تم واقعی بہت ذہین ہو۔ تم نے اسے بہت اچھا مشورہ دیا ہے۔ اب مطمئن رہو۔ سب کچھ کرلوں گا۔ تمہارا خیال صحیح ہے۔ کلیالی حقیقتاً ویسا ہی آدمی تھا جس کے ذریعے ہم مجرموں تک پہنچ سکتے تھے۔ خیر... ابھی دوسری راہیں بھی موجود ہیں جنہیں میں نے آزمایا نہیں ہے۔!"

"مگر جناب... وہ گاس فیکٹری جہاں کیپٹن خاور پر حملے ہوئے تھے۔ میرا خیال ہے کہ وہاں سے بھی مجرموں تک رسائی ہو سکتی ہے۔!"

"نہیں وہ راستہ فضول ہے۔ میں نے دیدہ و دانستہ اسے ترک کر دیا ہے۔ ویسے تو وہ دونوں آدمی بھی بظاہر کام کے تھے جنہیں میں نے انجکشن دیئے تھے۔ مگر یقین کرو کہ وہ محض کرائے کے آدمی تھے... اور انہیں بھی اس کا علم نہیں تھا کہ اصل مجرم کون ہے۔!"

"تنویر کا کیا بنے گا۔!" جولیا نے پوچھا۔

"تم بے فکر رہو... میں اسے بحفاظت تمام... گرانڈ ہوٹل سے نکلوا دوں گا۔!"

جولیا نے سلسلہ منقطع ہونے کے بعد ریسیور رکھ دیا۔ باہر جانے کے لئے لباس تبدیل کرنے لگی۔ تقریباً آدھ گھنٹے بعد وہ اپنی چھوٹی سی آسٹن کار میں بیٹھی ہوئی بازار کی طرف جارہی تھی۔ اسے دراصل کچھ کپڑے خریدنے تھے۔ بازار میں پہنچ کر اس نے محسوس کیا کہ اس کا بھی تعاقب ہو رہا ہے۔ وہ اس وقت اپنی کار ایک جگہ کھڑی کر کے مختلف دوکانوں پر کپڑے دیکھتی پھر رہی تھی۔ ایک بار تعاقب کرنے والا بالکل اس کے قریب آگیا اور اسے دیکھ کر بڑی حیرت ہوئی کہ تعاقب کرنے والا عمران ہے۔ وہ اسے اس وقت سے جانتی تھی جب وہ محکمہ سراغرسانی میں آفیسر آن اسپیشل ڈیوٹیز تھا... اور اب اسے یہ بھی معلوم تھا کہ وہ آج کل بیکار ہے اور آئے دن محکمہ سراغرسانی والوں کے معاملات میں ٹانگ اڑائے رہتا ہے۔

"کیوں جولیانا فٹز واٹر...!" عمران اس کے قریب پہنچ کر آہستہ سے بولا۔ "میرے پاس آپ کے لئے ایک دلچسپ اطلاع ہے۔!"

"میں نہیں جانتی کہ آپ کون ہیں۔!" جولیا نے بے رخی کا مظاہرہ کیا۔

"اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ بہر حال وہ اطلاع بہت اہم ہے۔ اگر آپ اطمینان سے کہیں مل بیٹھنا چاہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہ ہو گا۔!"

"میرے پاس وقت نہیں ہے آپ ہیں کون...؟"

"میں ٹکنی کلر میں بغداد کا چور ہوں۔ آپ اس کی پروا نہ کیجئے لیکن وہ اطلاع ڈاکٹر اسٹیلر کی قبر سے متعلق ہے۔!"

"میں آپ کی الٹی سیدھی باتوں کا مطلب نہیں سمجھ سکی۔!" جولیا مسکرا کر بولی۔ "ویسے آپ سو فیصدی ٹکنی کلر میں ہیں۔ سبز کوٹ، نیلا پتلون، زرد قمیض، گلابی ٹائی اور سفید جوتے۔ اگر آپ بغداد کا چور نہ ہوتے تب بھی میں آپ کو مداری ہی سمجھتی۔!"

"سمجھتیں نا... ہاہا... بس اب آیئے... کیفے دلکشا میں چائے بھی پئیں گے اور باتیں بھی ہوں گی۔ بہت سی باتیں... ورنہ اگر میں ہالی وڈ واپس چلا گیا تو آپ کو افسوس ہو گا۔!"

"آپ اعلیٰ قسم کے مسخرے معلوم ہوتے ہیں خیر چلئے۔!" جولیا ہنستی ہوئی اس کے ساتھ ہو لی۔ ویسے اسے حیرت ضرور تھی کہ وہ اس طرح اس سے کیوں آ ٹکرایا۔ کیفے میں پہنچ کر تھوڑی دیر تک وہ خاموشی سے ایک دوسرے کو گھورتے رہے پھر عمران نے کہا۔

"جس رات ڈاکٹر اسٹیلر کی لاش غائب ہوئی تھی آپ کہاں تھیں۔!"

"دیکھئے... اگر آپ زیادہ بہکیں گے تو آپ کو مزہ چکھا دوں گی۔!"

"چلئے میں چکھنے سے پہلے ہی اسے میٹھا تسلیم کئے لیتا ہوں۔ مگر مس جولیا یہ بہت اہم بات ہے کہ ڈاکٹر اسٹیلر کے تابوت پر آپ کی انگلیوں کے نشانات ملے ہیں۔!"

"میں جا رہی ہوں مسٹر...!" جولیا اٹھتی ہوئی بولی۔

"شوق سے جایئے...!" عمران لاپروائی سے بولا۔ "لیکن سیکرٹ سروس والوں اور محکمہ سراغ رسانی کا یہ ٹکراؤ میں پسند نہیں کرتا۔ آخر آپ لوگ یہ سب کچھ کس کے حکم سے کر رہے ہیں محکمہ سراغ رسانی کو ڈاکٹر اسٹیلر کی لاش چاہئے سمجھیں اور اس کے لئے میرا صرف ایک اشارہ کافی ہے آپ سمجھتی ہیں نا اور آپ کا یہ خیال بھی فضول ہے کہ آپ مجھے نہیں پہچانتیں۔ میں شیطان کا خالہ زاد بھائی عمران ہوں۔ آپ اچھی طرح جانتی ہیں انجان بننے سے کام اور بگڑ جائے گا مس جولیا... جی ہاں۔!"

"آپ خواہ مخواہ بے تکلف ہونے کی کوشش کر رہے ہیں میں اسے پسند نہیں کرتی۔!"

"کسی حد تک میں آپ کی ناپسندیدگی کو بھی پسند کر سکتا ہوں۔ مگر مس جولیا میں آپ کے محکمے کے آٹھوں آدمیوں سے واقف ہوں۔ میں یہ بھی جانتا ہوں کہ آج کل ان میں سے دو حضرات قطعی نظر نہیں آئے اور تیسرے نے آج ایک حماقت کر ڈالی ہے۔ لہٰذا وہ بھی غائب ہو جائے گا۔!"

"بے پر کی نہ اڑاؤ...!" جولیا مسکرا کر بولی۔ "مقصد کی طرف آؤ... کیا تم کسی بیمہ کمپنی سے وابستہ ہو۔!"

"صورت سے تو وہی معلوم ہوتا ہوں گا۔!" عمران نے سنجیدگی سے کہا۔ "لیکن آپ مجھے کسی دن صبح ہی صبح دیکھئے پھر اگر اس دن آپ کو دوپہر کا کھانا نصیب ہو جائے تو میرے منہ پر تھوک دیجئے گا۔!"

جولیا اسے چند منٹ تک خاموشی سے گھورتی رہی۔ پھر بولی "آپ کی باتیں پُر لطف ہیں۔ لیکن اب اصل موضوع پر آ جایئے۔ کیا آپ مجھ سے جان پہچان پیدا کرنا چاہتے تھے۔!"

"میں کبھی پیدا کرنے کی بھی صلاحیت نہیں رکھتا۔ جان پہچان تو بہت بڑی چیز ہے۔ اچھا مس جولیا کوئی بات نہیں۔ آپ کو پچھتانا پڑے گا۔ میں لاش کا قصہ کیپٹن فیاض کو سنا دوں گا۔ مگر اس سے پہلے میں آپ کو دو گھنٹے کی مہلت اور دے سکتا ہوں۔ آپ اپنے ساتھیوں سے بھی مشورہ کر لیجئے۔ یہ رہا میرا کارڈ... اس پر فون نمبر بھی درج ہے۔ آپ دو گھنٹے کے اندر اندر مفاہمت کے لئے مجھے فون کر سکتی ہیں۔ دو گھنٹوں سے ایک منٹ بھی زیادہ نہیں دوں گا... اچھا ٹاٹا۔!"

عمران اٹھا اور اس کے جواب کا انتظار کئے بغیر باہر نکل گیا۔ جولیا نے جیب سے رومال نکال کر چہرے کا پسینہ خشک کیا۔ وہ بظاہر عمران سے دو ٹوک گفتگو کرتی رہی۔ لیکن حقیقت یہ تھی کہ اسے چکر آ رہے تھے... اور اس کی وجہ ایکس ٹو کا خوف تھا۔ ایکس ٹو کا کہنا تھا کہ اس کے آٹھوں ماتحت خود کو دوسروں سے چھپائے رکھیں کوئی ایسا نمایاں کام نہ کریں جو ان کی شخصیات پر روشنی ڈالنے کا موجب بنے۔ لیکن عمران آٹھوں کو نہ صرف جانتا تھا بلکہ اسے ان کی مشغولیات کا بھی علم تھا۔ جولیا سوچ رہی تھی ہو سکتا ہے کہ وہ ایکس ٹو کی شخصیت سے بھی واقف ہو۔!

دوسرے ہی لمحے میں وہ اس طرح اٹھی جیسے اس کا یہ فعل مشینی نوعیت کا رہا ہو۔

تھوڑی دیر بعد اس کی کار گھر کی طرف واپس جا رہی تھی۔ فلیٹ کے دروازے تک پہنچتے

پہنچتے اس کی سانس پھول گئی۔ اس نے قفل میں کنجی گھمائی اور دروازے کو دھکا دے کر جیسے ہی
اندر داخل ہوئی کسی نے اس کی گردن پکڑلی اور قبل اس کے کہ وہ ہونٹ بھی ہلا سکتی ایک مضبوط
ہاتھ اس کے منہ پر جم گیا۔ اس کے سارے جسم میں صرف پلکیں حرکت کر رہی تھیں۔ گردن
پر رکھے ہوئے ہاتھوں کی گرفت سخت ہونے لگی۔ جولیا نے محسوس کیا کہ وہ دو آدمیوں کی
گرفت میں ہے۔ اس کا سر دھمکنے لگا تھا... اور آنکھوں کے سامنے تاریکی لہریں لے رہی
تھیں۔ گردن کی گرفت آہستہ آہستہ تنگ ہوتی گئی اور ذرا سی دیر میں تکلیف کا احساس ہی ختم
ہو گیا۔

اُسے پتہ نہیں کہ بے ہوشی کب تک طاری رہی! بہر حال ہوش آتے ہی اس نے محسوس کیا
کہ وہ اپنے کمرے میں نہیں ہے۔ حالانکہ اس وقت اندھیرے میں تھی۔ لیکن اس کی چھٹی حس
یہی کہہ رہی تھی کہ وہ اپنے کمرے میں نہیں ہے۔ پھر آہستہ آہستہ اسے احساس ہونے لگا کہ
کسی نرم گدیلے پر نہیں بلکہ ناہموار زمین پر پڑی ہوئی ہے... اور اس کے سارے جسم میں
سنگریزے سے چبھ رہے ہیں۔ اس نے اٹھنے کی کوشش کی اور بے تکان اٹھ کر بیٹھ گئی۔ بائیں
طرف سے ہلکی سی سرخ روشنی آ رہی تھی لیکن وہ یہاں کا اندھیرا دور کرنے کے لئے کافی نہیں
تھی۔ اس نے بائیں طرف مڑ کر دیکھا تھوڑے ہی فاصلے پر ایک بڑا سا سوراخ نظر آیا۔ اتنا بڑا
کہ ایک آدمی بیٹھ کر بہ آسانی اس سے گذر سکتا تھا۔ یہ سرخ روشنی اسی سوراخ سے اندر آ رہی
تھی۔ جولیا گھٹنوں کے بل سوراخ کی طرف رینگنے لگی۔

اور پھر دوسرے ہی لمحہ میں اُسے معلوم ہو گیا کہ وہ کہاں ہے۔ سوراخ کی دوسری طرف الاؤ
جل رہا تھا۔ تین آدمی زمین پر سوئے پڑے تھے۔ ایک الاؤ کے قریب بیٹھا سلگتی ہوئی لکڑی سے
اپنا پائپ جلا رہا تھا۔ اس کے قریب ہی دو تین رائفلیں ایک پتھر سے ٹکی کھڑی تھیں اور
ایک بڑا سا کلہاڑا بھی پڑا ہوا تھا۔

رائفلیں سوراخ سے قریب ہی تھیں... جولیا خود میں ہمت پیدا کرنے کی کوشش کرنے
لگی۔ وہ دراصل ایک بہت بڑا غار تھا جس کے دو حصے تھے اور وہ سوراخ ان دونوں کو ملاتا تھا۔
کا آدھا دھڑ سوراخ کے دوسری طرف پہنچ گیا۔ آگ کے قریب بیٹھا ہوا آدمی اپنا پائپ
زمین پر لیٹ گیا تھا۔ جولیا نے ہاتھ بڑھا کر ایک رائفل اپنے قبضہ میں کر لی اور اس کی نال

ہوئے آدمی کی طرف کرتی ہوئی آہستہ سے بولی۔ "بس خاموش ہی رہنا...!"

اس آدمی نے بڑے اطمینان سے اس کی طرف کروٹ لی... اور اس انداز میں اس کی طرف
دیکھا جیسے کوئی ننھی سی بچی کسی لکڑی کی بندوق سے اسے دھمکا رہی ہو۔ نہ اس کی آنکھوں میں
خوف تھا نہ حیرت۔ بس ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے کوئی فکر مند باپ اپنی ننھی سی بچی کی خوش
فعلیوں سے محظوظ ہونے کے موڈ میں نہ ہو!

"رائفل خالی ہے... اُسے رکھ دو...!" اس نے تھوڑی دیر بعد آہستہ سے کہا... "اور اپنی
جگہ پر واپس جاؤ... یہ تینوں جو سو رہے ہیں بہت بُرے آدمی ہیں۔ میں نے انہیں بہت مشکل
سے سلایا ہے...!"

جولیا نے رائفل نہیں رکھی... اس آدمی نے پھر کہا "میرے کہنے پر عمل کرو... ورنہ
تم ہی خود ذمہ دار ہو گی...!"

"تم لوگ مجھے یہاں کیوں لائے ہو...!" جولیا نے پوچھا۔

"اس بات کا جواب ہم نہیں دے سکتے۔ تم ابھی دوسری جگہ لے جائی جاؤ گی اور وہیں تمہیں
سب کچھ معلوم ہو جائے گا۔ میرے کہنے پر عمل کرو۔ رائفل وہیں رکھ دو جہاں سے اٹھائی ہے۔
اگر یہ لوگ جاگ پڑے تو تمہاری بقیہ زندگی جہنم بن جائے گی...!"

جولیا چند لمحے کچھ سوچتی رہی۔ پھر رائفل وہیں رکھ کر غار کے تاریک حصے میں واپس چلی
گئی۔ وہ اس آدمی کے متعلق سوچ رہی تھی۔ وہ اس کا کوئی جانا پہچانا سا چہرہ تھا۔ آواز میں بھی کوئی
ایسی چیز موجود تھی جس کی بناء پر وہ سوچ رہی تھی کہ وہ اس سے قبل بھی کہیں اسے دیکھ چکی
تھی۔ کہاں؟ ذہن پر زور دینے کے باوجود بھی یاد نہ آ سکا۔ پھر سوچنے لگی۔ ممکن ہے واہمہ ہو...
کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے۔ چونکہ وہ خلاف توقع مہربانی سے پیش آیا تھا اس لئے ذہن کے تاریک
گوشے اس سے کچھ نہ کچھ تعلق پیدا کر لینے کا جواز ڈھونڈ رہے ہوں۔ تقریباً آدھے گھنٹے بعد
تاریکی میں ٹارچ کی روشنی نظر آئی۔ اس نے بائیں طرف والے سوراخ کی جانب دیکھا کوئی آدمی
ٹارچ کی روشنی اس پر ڈال رہا تھا۔

پھر دو آدمی اندر آئے... اور انہوں نے اسے بازوؤں سے پکڑ کر باہر نکالا اب اس غار میں
چار آدمی تھے۔ انہوں نے جولیا سے کوئی بات نہیں کی۔ سوئے ہوئے آدمی بھی اٹھ گئے تھے...

اور ان کا سامان ایک جگہ ڈھیر تھا۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ سفر کے لئے تیار ہوں۔ کسی نے جولیا کی کمر پر رائفل کا کندہ رکھ کر اسے آگے کی طرف دھکیلا اور وہ ایک لفظ کہے بغیر اپنے آگے چلتے ہوئے آدمی کے پیچھے چل پڑی۔

غار سے نکلتے ہی ایسا معلوم ہوا جیسے وہ برفیلے سمندر میں غوطے لگا رہی ہو۔ اس کے جسم پر ایسے کپڑے نہیں تھے جو اسے جنگل کی سردی سے بچا سکتے۔

کچھ دور چلنے کے بعد رک جانے کا حکم ملا... اور ٹارچ کی روشنی ایک بڑی سی اسٹیشن ویگن پر پڑی۔ قبل اس کے اسے کچھ کہا جاتا جولیا خود ہی اسٹیشن ویگن میں بیٹھ گئی۔ چار آدمی اس کے ساتھ بیٹھے اور دو اگلی نشست پر چلے گئے۔ اندر پہنچتے ہی ان میں سے کسی آدمی نے جولیا پر کمبل ڈال دیا تھا۔

"اگر تم لیٹنا چاہو تو وہ سیٹ کافی ہے!" کسی نے کہا۔

"نہیں شکریہ...!" جولیا بولی۔ "میں بالکل ٹھیک ہوں!"

اسٹیشن ویگن کا انجن گڑگڑایا اور وہ فراٹے بھرنے لگی۔ جولیا محسوس کر رہی تھی کہ وہ لوگ کافی مہذب اور شائستہ ہیں۔ انہوں نے ابھی تک اسے کوئی تکلیف نہیں دی تھی۔ جولیا نے خود کو اچھی طرح کمبل میں لپیٹ لیا تھا۔ لیکن ٹھنڈی ہوا اب بھی اس کے چہرے پر تھپیڑے مار رہی تھی۔ اس کے باوجود بھی نہ تو وہ لیٹنا چاہتی تھی اور نہ چہرہ ڈھکنا چاہتی تھی۔

گاڑی ناہموار راستے پر چل رہی تھی۔ جھٹکے اور دھچکے بھی لگ رہے تھے۔ یہ سفر تقریباً دو گھنٹے تک جاری رہا۔ جولیا کو وقت کا احساس نہیں تھا اور نہ اس میں اتنی ہمت تو تھی کہ وہ ان لوگوں سے وقت پوچھ سکتی۔

آخر وہ سفر ختم ہوا... جولیا سے نیچے اترنے کو کہا گیا۔ اس نے بے چون و چرا تعمیل کی۔ باہر نکلتے ہی پھر اسے شدید ترین سردی کا احساس ہوا۔ کیونکہ ہوا بہت تیز تھی اور آسمان میں بادلوں کی گڑگڑاہٹ اور بجلی کی چمک طوفان کا پیش خیمہ معلوم ہو رہی تھی۔

جولیا کو یاد نہیں کہ وہ کس طرح اس عمارت میں پہنچی۔ اسے یہ بھی نہ معلوم ہو سکا کہ عمارت تک پہنچنے میں کتنی دیر لگی تھی۔ اس کا سارا جسم کانپ رہا تھا... اور ذہن پر برف کی سل سی رکھی محسوس ہو رہی تھی۔ اس نے بجلی کی چمک میں اس عمارت کی ایک جھلک ضرور دیکھ

تھی۔ لیکن ابھی دیر میں اس کے متعلق کوئی رائے قائم کرنا مشکل ہی تھا۔ وہ ایک کمرے میں لائی گئی جس کی دیواریں بھورے رنگ کے پتھر سے بنائی گئی تھیں اور وہاں بہت ہی بھدے قسم کا فرنیچر موجود تھا۔ اسے ایسا ہی محسوس ہوا جیسے وہ کسی دیہاتی زمیندار کے مکان میں ہو۔

وہ لوگ اسے کمرے میں چھوڑ کر باہر نکل گئے... کمرہ گرم تھا۔ دیوار میں بنے ہوئے آتش دان میں پتھر کے کوئلے دہک رہے تھے۔ لیکن کمرے کے در و دیوار سے اسے وحشت ہو رہی تھی۔

یہاں ایک ہی دروازہ تھا... نہ کھڑکیاں تھیں اور نہ روشن دان۔ شائد پندرہ یا بیس منٹ تک وہ یہاں تنہا رہی۔ پھر یہ تنہائی رفع ہو گئی۔ آنے والا پستہ قد اور گٹھیلے جسم کا آدمی تھا مگر اس کے سر کے زیادہ تر بال غائب نہ ہو گئے ہوتے تو اس کی عمر کا اندازہ کرنا مشکل ہوتا۔ اب بھی معلوم ہو رہا تھا کہ وہ بال قبل از وقت غائب ہو گئے اور وہ پچیس سال سے زیادہ کا نہیں ہے۔

جولیا نے اسے پہلی ہی نظر میں پہچان لیا تھا۔ کیونکہ وہ اس کے لئے کوئی اجنبی نہیں تھا۔ وہ صدہا علمی اور ادبی رسائل میں اس کی تصاویر دیکھ چکی تھی۔ یہ مشہور سائنس دان ڈاکٹر اسٹیلر تھا۔ ایک روسی عیسائی... جس کی قبر سے خالی تابوت حاصل ہوا تھا۔ اس کی آنکھیں بڑی تیز اور خوفناک تھیں۔ جولیا ایک بار سے زیادہ اس سے آنکھ نہ ملا سکی۔

"تم بہت تھک گئی ہو گی!" ڈاکٹر اسٹیلر نے کہا... اس کی آواز بڑی نرم تھی اور چہرے کی درشتی کے مقابلے میں جولیا کو بہت عجیب لگی۔

جولیا نے جواب نہ دیا۔

"میں تمہیں بہت پسند کرتا ہوں!" اسٹیلر نے کہا۔ "میں تمہیں اسی دن سے جانتا ہوں جب تم نے میرے دو آدمیوں کو دھوکا دے کر دانش منزل میں پہنچایا تھا!"

"تو آپ یہ بھی جانتے ہوں گے کہ میں حقیقتاً کون ہوں۔" جولیا نے کہا۔

"مجھے یہ جاننے کی قطعی ضرورت نہیں ہے کہ تم کون ہو...؟" ڈاکٹر اسٹیلر نے کہا۔ "لیکن یہ ضرور معلوم کروں گا کہ دانش منزل میں تمہارے علاوہ اور کون تھا!"

"یہ تو میں بھی نہیں جانتی!"

"تم بڑی تیز ہے!" ڈاکٹر اسٹیلر مسکرایا۔

"میں یقین بھی نہیں دلانا چاہتی۔" جولیا نے لاپروائی سے کہا۔

"تم خواہ کتنی ہی ضد کیوں نہ کرو... میں تشدد نہیں کروں گا۔ تھوڑی دیر بعد تم خود ہی مجھے سب کچھ بتا دو گی۔ اگر میرے دو آدمی پاگل ہو سکتے ہیں تو تم بھی اپنے ہی ہاتھوں سے اپنا گلا گھونٹ سکتی ہو۔"

"جو بات میں نہیں جانتی اسے کیسے بتا سکوں گی۔!"

"اچھا والٹن اور جعفری میں کیا گفتگو ہوئی تھی۔!"

"مجھے اس کا بھی علم نہیں ہے۔ اس کا علم بھی اسی آدمی کو ہو سکتا ہے جو اس رات والی منزل میں تھا۔ جس نے آپ کے دو آدمیوں کو...!"

ڈاکٹر اسٹیلر خاموش ہو گیا۔ وہ چند لمحے آتش دان میں دہکتے ہوئے کوئلوں کی طرف دیکھتا رہا۔ پھر بولا۔ "میری قبر کس نے کھودی تھی۔!"

"میں کسی بات کا جواب نہیں دینا چاہتی۔!"

"محض اس لئے کہ میرے کسی آدمی نے تمہارے ساتھ کوئی زیادتی نہیں کی اور میں بھی رحمدلی سے پیش آ رہا ہوں۔!"

"اور میں یہ بھی جانتی ہوں ڈاکٹر کہ میری زندگی کا انحصار میری زبان ہی پر ہے۔ میں اسی وقت تک زندہ رہوں گی جب تک اپنی زبان بند رکھوں۔!"

"نہیں یہ ضروری نہیں۔!"

"ڈاکٹر اسٹیلر میں کوئی ننھی سی بچی نہیں۔ آپ نے دنیا کو یہ باور کرانے کی کوشش کی تھی کہ آپ مر چکے ہیں۔ میں آپ کو زندہ دیکھ رہی ہوں۔ کیا آپ کسی ایسے آدمی کو زندہ دیکھنا پسند کریں گے جو اس راز سے واقف ہو جائے۔ ہو سکتا ہے کہ والٹن اس راز سے واقف رہا ہو۔!"

"تم کافی ذہین عورت ہو۔ لیکن والٹن کی موت سے میرا کوئی تعلق نہیں میں خود یہ جاننا چاہتا ہوں کہ والٹن کو کن لوگوں نے قتل کیا ہے... اور میری مصنوعی موت بھی ملک کے مفاد ہی کے لئے ہوئی تھی۔ تم کیا جانو کہ میں ملک و قوم کے مفاد کے لئے کیا کر رہا ہوں۔ اگر میں علی الاعلان اپنا کام جاری رکھتا تو ایک مغربی ملک کے جاسوس میرا کام تمام کر دیتے۔ لیکن تم آخر کون ہو جو میرے کاموں میں روڑے اٹکا رہے ہو... میں صرف اس آدمی کے متعلق معلوم کرنا چاہتا ہوں جس نے میرے آدمیوں کے دماغ الٹ دیئے تھے۔!"

جولیا سوچ میں پڑ گئی۔ ڈاکٹر اسٹیلر تیکھے خدوخال رکھنے کے باوجود بھی اسے رحم دل اور ایماندار معلوم ہو رہا تھا۔ اس کے آدمیوں نے بھی اس کے ساتھ اس کے علاوہ اور کوئی سختی نہیں کی تھی۔ اسے زبردستی گھر سے اٹھا لائے تھے۔ اس کے بعد یہاں تک لے آنے کے دوران میں اس کے ساتھ کوئی زیادتی نہیں ہوئی تھی۔ وہ ایکس ٹو کے متعلق سوچنے لگی۔ کہیں وہ سچ مچ کوئی غیر ملکی جاسوس نہ ہو۔ اکثر ایسے واقعات پیش آئے تھے جب کسی سرکاری ادارے پر دوسرے ممالک کے جاسوسوں کا قبضہ ہو گیا تھا۔ وہ الجھن میں پڑ گئی۔ ڈاکٹر اسٹیلر بڑا نیک نام آدمی تھا۔ اس نے ملک و قوم کی بہتری خدمات انجام دی تھیں۔

"تم کیا سوچ رہی ہو۔!" ڈاکٹر اسٹیلر نے کہا۔ "کیا تم تھوڑی سی برانڈی لینا پسند کرو گی۔!"

"نہیں شکریہ... میں شراب نہیں پیتی۔!"

"تم نسلاً سوئس ہو...!"

"جی ہاں...!"

"لیکن تمہارے دوسرے ساتھی یہیں کے ہیں... کیا تم اس ملک کی وفادار ہو۔!"

"ہاں... میری ماں یہیں کی تھی۔ میں خود کو یہیں کی شہری تصور کرتی ہوں۔ مجھے اس سرزمین سے پیار ہے۔!"

"تم بکواس کر رہی ہو۔!" دفعتاً ڈاکٹر اسٹیلر کا موڈ بدل گیا۔ اس کی آنکھیں شعلے برسانے لگیں اور پیشانی پر سلوٹیں ابھر آئیں وہ پھر دہاڑا۔ "تم کسی دشمن ملک کی جاسوسہ ہو۔ مجھے بتاؤ کہ تمہارا سرغنہ کون ہے۔!"

جولیا کانپ گئی۔

دفعتاً دروازے کی طرف سے آواز آئی۔ "ڈاکٹر... پولیس...!"

"کیا بکواس ہے۔!" ڈاکٹر غرا کر دروازے کی طرف مڑا۔

دروازے میں جولیا کو وہی آدمی نظر آیا جس سے غار میں اس کی گفتگو ہوئی تھی... اور جس نے اسے مشورہ دیا تھا کہ وہ ذرا تحمل رکھے ورنہ کسی مصیبت میں گرفتار ہو جائے گی۔

وہ اندر آ گیا۔

"پولیس! تم کیا بک رہے ہو...!"

"ہاں ڈاکٹر... میرے اور آپ کے علاوہ اور سب گرفتار ہو گئے ہیں۔!"

"کیا تم نشے میں ہو۔!"

"آپ جانتے ہیں کہ مجھے نشے سے کوئی دلچسپی نہیں۔!"

"کل رات بھی تم نے شراب پی کر کافی اودھم مچائی تھی... جاؤ یہاں سے۔!"

"ڈاکٹر... اس وقت میں نشے میں نہیں ہوں۔ اگر ہوتا بھی تو نشہ ہرن ہو جاتا۔ آپ خود دیکھ لیجئے سارے ساتھی اسی کمرے میں بندھے پڑے ہیں۔!"

اس نے دروازے کی طرف اشارہ کیا۔

"تم جاتے ہو یا میں تمہیں ہوش میں لاؤں۔!" ڈاکٹر دانت پیس کر اسے مکہ دکھاتا ہوا بولا۔

"آپ کی مرضی...!" اس نے لاپروائی کے اظہار میں اپنے شانوں کو جنبش دی۔ "میں نے خطرے سے آگاہ کر دیا۔!"

وہ چلا گیا اور ڈاکٹر پھر جولیا کی طرف متوجہ ہو گیا۔

"ڈاکٹر اگر تم محبِ وطن ہو تو یہاں پولیس کا کیا کام...؟" جولیا نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"ہوں... وہ بکواس کر رہا ہے۔ نشے میں ہے۔ میرے سارے ہی آدمی میری طرح سنجیدہ نہیں ہیں۔!"

اچانک جولیا کی نظر پھر دروازے کی طرف اٹھ گئی۔ وہی آدمی دوبارہ اندر آ رہا تھا لیکن اس بار اس نے ایک آدمی کو اپنے کاندھے پر لاد رکھا تھا جس کے ہاتھ پیر بندھے ہوئے تھے۔ اس نے اسے فرش پر ڈالتے ہوئے کہا۔ "یہ دیکھئے ڈاکٹر... کیا میں غلط کہہ رہا ہوں۔!"

"کیا...؟ یہ کیا ارے...!" ڈاکٹر کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔

"جی ہاں... اور دوسرے وہاں اس کمرے میں ہیں۔!" اس نے کہا۔

ڈاکٹر بوکھلائے ہوئے انداز میں ادھر جھپٹا... اور وہ آدمی جولیا کو آنکھ مار کر مسکرانے لگا۔ گھنی مونچھوں سے ہونٹ تو ظاہر نہیں ہو سکے لیکن اس کی آنکھیں بھی مسکراتی ہوئی معلوم ہو رہی تھیں۔ جولیا نے جھینپ کر دوسری طرف منہ پھیر لیا۔ لیکن دوسرے ہی لمحہ میں اس نے ڈاکٹر اسٹیلر کی غراہٹ سنی اور غیر ارادی طور پر اس کا چہرہ اس کی طرف مڑ گیا۔

"تم کون ہو...؟" ڈاکٹر اسٹیلر اس آدمی سے کہہ رہا تھا۔

"تم بارٹک نہیں ہو... ہرگز نہیں ہو... میں دھوکا نہیں کھا سکتا۔!"

"تم کھا چکے اسٹیلر... تم ختم ہو گئے۔!" اس آدمی نے گھنی مونچھوں پر ہاتھ صاف کرتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی جولیا کے حلق سے ایک تحیر آمیز چیخ نکلی۔ اس کے سامنے وہی لفنگا عمران کھڑا تھا جس نے آج اسے ایک ریستوران میں مرعوب کرنے کی کوشش کی تھی۔

"ڈاکٹر اسٹیلر خود کو میرے حوالے کر دو... بہتری اسی میں ہے۔ ورنہ شائد مجھے تمہاری لاش یہاں سے لے جانی پڑے۔!" عمران نے کہا۔

"تم کون ہو...!"

"علی عمران... ایم ایس سی۔ پی ایچ ڈی (گورداس پور) اور ریاست ڈھمپ کا شہزادہ۔ انگریزی میں لوگ مجھے ڈیوک آف ڈھمپ کہتے ہیں۔!"

دفعتاً ڈاکٹر نے عمران پر چھلانگ لگائی اور عمران بڑی پھرتی سے ایک طرف ہٹ گیا۔ ڈاکٹر زمین پر اوندھا گرا لیکن پھر بڑی تیزی سے اٹھ کر عمران پر پلٹ پڑا۔

"ہائیں... ہائیں... ارے... ارے...!" عمران پیچھے ہٹتا ہوا بولا۔ "ہاتھا پائی شریفوں کا شیوہ نہیں ہے۔ ڈاکٹر تم بہت اونچے آدمی ہو۔ لفنگے نہ بنو...!"

اس بار ڈاکٹر اسٹیلر کا گھونسہ دیوار پر پڑا۔ اس کی آنکھوں میں تارے ہی ناچ گئے ہوں گے کیونکہ اس نے اپنی پوری قوت سے حملہ کیا تھا۔ دیوار پر گھونسہ پڑتے ہی اس کے منہ سے ہلکی سی کراہ بھی نکلی تھی۔

"صبر کا پھل میٹھا ہوتا ہے۔!" عمران نے ایک طرف ہٹ کر درویشانہ انداز میں کہا اور جولیا بے اختیار ہنس پڑی۔ اس نے ابھی تک عمران کی حرکتوں کے متعلق صرف سنا تھا۔ قریب سے دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوا تھا۔ اسے حیرت بھی تھی۔ جیسا سنا تھا اسے ویسا ہی پایا... اور شائد وہ تنہا ہی تھا اگر اس کے ساتھ کوئی اور بھی ہوتا تو وہ ساتوں آدمی بے ہوش کیوں ہوتے جن کے ہاتھ پیر جکڑے ہوئے تھے۔ شائد اس نے انہیں کسی تدبیر سے بے ہوش کر کے باندھ لیا تھا اور اب ان کے سرغنہ کو اس طرح زچ کر رہا تھا جیسے کوئی بلی کا بچہ اپنے پہلے شکار کو کھلا کھلا کر مارتا ہے۔

ڈاکٹر اسٹیلر ذرا ہی سی دیر میں دیوار سے لگ کر ہانپنے لگا۔

عمران نے جیب سے چیونگم کا پیکٹ نکالا اور اس کا کاغذ پھاڑتا ہوا بولا۔ "یہ تھکن کا بہترین علاج ہے۔ اگر کہو تو ایک پیش کروں... اس سے سانس بھی قابو میں آجاتی ہے...!"

جواب میں اسٹیلر نے اسے ایک گندی سی گالی دی۔

"توبہ... توبہ...!" عمران اپنا منہ پیٹتا ہوا بولا۔ "یہ ایک عظیم سائنس دان بول رہا ہے...!"

"شٹ اپ...!" ڈاکٹر اسٹیلر حلق کے بل چیخا اور پھر عمران پر آپڑا... مگر عمران کہاں۔ اس نے تو سامنے والی دیوار پر ٹکر ماری تھی... اور عمران دور کھڑا سادھوؤں کی طرح ہاتھ اٹھائے کہہ رہا تھا۔

"کنفیوشس نے کہا تھا کہ غصے کی آگ کا ایندھن عقل بن جاتی ہے... اور آدمی کسی جلی ہوئی عمارت کی طرح ویران ہو جاتا ہے۔ جو بے کار ہو جانے کے باوجود بھی زمین پر اپنا تسلط جمائے رکھتی ہے۔ اگر کنفیوشس کی شادی ہوگئی ہوتی تو وہ ایسی بات نہ کہہ سکتا...!"

"کیوں... ڈاکٹر... کیا خیال ہے...!"

مگر ڈاکٹر کو ہوش کہاں تھا۔ آخری ٹکر نے اس کے سر میں شگاف ڈال دیا تھا۔ جس سے خون بہہ بہہ کر فرش پر پھیل رہا تھا... اور وہ خود اوندھے منہ پڑا تھا۔ جولیا قریب ہی کھڑی اپنے خشک ہونٹوں پر زبان پھیر رہی تھی۔

☆

تھوڑی دیر بعد عمران آٹھ بے ہوش آدمیوں کو اسٹیشن ویگن میں ٹھونس رہا تھا۔ جولیا اس کے پاس خاموش کھڑی تھی۔

"تم یہاں اگلی سیٹ پر میرا انتظار کرو۔" عمران نے اس سے کہا۔ "میں بہت جلد واپس آؤں گا۔ بھاگنے کی کوشش نہ کرنا ورنہ زندگی بھر اس پہاڑی علاقے میں بھٹکتی پھرو گی۔ مجھے یقین ہے کہ آتے وقت تم نے راستے پر دھیان نہ دیا ہوگا...!"

"میں انتظار کروں گی...!" جولیا نے کپکپاتی ہوئی آواز میں کہا۔

عمران پھر عمارت میں داخل ہوا جہاں اب اُلّو بول رہے تھے۔ وہ ایک کمرے میں آیا جس میں ایک ٹرانس میٹر سیٹ موجود تھا۔ عمران اس پر جھکتا ہوا بولا۔ "روشی... روشی...!" ریسیونگ اپریٹس سے آواز آئی۔ "کون... عمران تم کہاں ہو...!"

"وہیں... جہاں سے کچھ دیر پہلے بولا تھا۔ دیکھو... سکس تھری ایٹ نائن پر فون کر کے کہو سارجنٹ ناشاد... تم اپنے تین آدمیوں کو لے کر لینڈ کسٹم ہاؤز کے پاس جاؤ... ساتھ ہی یہ بھی کہہ دینا کہ یہ ایکس ٹو کا پیغام ہے اور پھر سارجنٹ ناشاد سے کہنا کہ کسٹم ہاؤز کے پاس سے گزرنے والی ہر اسٹیشن ویگن کی تلاشی لیتا رہے۔ عمران قیدیوں کو لا رہا ہے۔ اس کے ساتھ جولیا بھی ہے۔ تم زبردستی ان پر قبضہ کر لینا۔ اگر عمران لڑنے پر آمادہ ہو تو اسے اچھی طرح ٹھیک کر دینا۔ پھر ان قیدیوں کو دانش منزل پہنچا کر ایکس ٹو کے دوسرے حکم کا انتظار کرنا...!"

"جولیا کون ہے...!" روشی نے پوچھا۔

"ایک پیاری اور بوڑھی عورت جو شاید راستے ہی میں مر جائے۔ فون نمبر پھر سے سنو اور لکھو۔ سکس تھری ایٹ نائن... سارجنٹ ناشاد... وہ تینوں آدمیوں سمیت... لینڈ کسٹم ہاؤز کے پاس موجود رہے۔ ہاں...!"

عمران اس کمرے کر کے پھر باہر آگیا۔ جولیا اگلی سیٹ پر موجود تھی۔ اسٹیشن ویگن چل پڑی۔

"اور یہاں یہ سب یونہی پڑا رہے گا...!" جولیا نے کہا۔

"جہنم میں جائے۔ میں تو صرف کیپٹن فیاض کو چوٹ دینا چاہتا تھا۔ پولیس خود ہی سمجھتی رہے گی...!"

"نہیں آپ انہیں براہ راست پولیس کے سپرد نہیں کر سکتے۔ یہ سیکرٹ سروس والوں کا کیس ہے...!"

"ہوگا...!" عمران نے لاپروائی سے کہا۔ "سیکرٹ سروس والوں کو بھی دیکھ لیا۔ سب نکمے ہیں۔ اگر میں نہ ہوتا تو یہ لوگ تمہیں مکھن کی ٹکیہ کی طرح کھا جاتے۔ کیا میں غلط کہہ رہا ہوں۔ یہ لو چیونگم... اگر شوق کرنے کو دل چاہے تو میری جیب سے نکال لو...!"

جولیا کچھ نہ بولی۔ حقیقتاً اگر عمران وہاں نہ ہوتا تو نہ معلوم وہ لوگ ان کا کیا حشر کرتے۔ اس نے کچھ دیر بعد پوچھا۔

"کیا آپ بہت پہلے سے ان لوگوں میں رہتے ہیں...!"

"نہیں... یہ آج ہی کی بات ہے۔ میں ریسٹوران سے نکل کر ایک جگہ چھپ گیا تھا... اور مجھے پہلے ہی سے علم تھا کہ کچھ لوگ تمہاری نگرانی کرتے ہیں۔ وہ دراصل اسٹیلر ہی کے

آدمی تھے۔ تم ریستوران سے باہر نکلیں... اور میں نے تمہارا تعاقب شروع کر دیا۔ میں دراصل تم پر اپنی گفتگو کا ردعمل دیکھنا چاہتا تھا۔ تم اپنے فلیٹ میں گئیں اور میں باہر تمہارا انتظار کرتا رہا میں جانتا تھا کہ تم پھر باہر آؤ گی اس کے بعد میں دیکھتا کہ میری گفتگو تمہیں کہاں کہاں لے جاتی۔ لیکن تمہاری بجائے تمہارے فلیٹ سے دو آدمی نکلے جو ایک بہت بڑا صندوق اٹھائے ہوئے سڑک کی طرف آ رہے تھے۔ صندوق حد سے زیادہ وزنی معلوم ہوتا تھا۔ میں سمجھ گیا کہ اس صندوق میں تم ہی ہو سکتی ہو۔ کیونکہ یہ دونوں انہی آدمیوں میں سے تھے جو تمہاری نگرانی کیا کرتے تھے۔ پھر میں ان کا تعاقب کرتا ہوا اس غار تک پہنچا جہاں تم پہلے لے جائی گئی تھیں۔ وہاں دو آدمی اور تھے بس میں نے ان چاروں میں سے ایک کو منتخب کر لیا جس کا میک اپ بخوبی چل سکتا تھا۔ اس کا نام شاید نارنگ تھا۔ ہو سکتا ہے کہ وہ اب بھی وہیں جھاڑیوں میں بندھا پڑا ہو۔ کنفیوشس نے کہا تھا کہ اپنے جسم کو کاہل نہ ہونے دو... بیڑا پار ہو جائے گا۔ ہاں آج میں نے بہت محنت کی ہے۔ ان ساتوں کو شراب میں بیہوشی کی دوا دینی پڑی تھی۔!"

"کیا اس کے ساتھ بس اتنے ہی آدمی تھے۔!"

"نہیں شاید ڈیڑھ درجن شہر میں بھی ہیں۔!"

"سرخ تحریر کے متعلق آپ کیا جانتے ہیں۔!"

"وہ سو فیصد سرخ ہوتی ہے۔ خدا کی پناہ... وہ سب کچھ قیامت ہے۔ ایک دن ساری زمین پر پھیل جائے گی... اور کیا۔!"

جولیا اونگھ رہی تھی۔ اب وہ مطمئن ہو چکی تھی اس لئے اسے جلد ہی نیند آ گئی۔ وہ پشت گاہ سے ٹک کر سو گئی۔ پھر اچانک دھچکا لگنے سے اس کی آنکھ کھل گئی۔ اسٹیشن ویگن رک گئی تھی۔

دفعتاً اس نے سارجنٹ ناشاد کی آواز سنی جو کہہ رہا تھا۔

"عمران صاحب... چپ چاپ اتر آیئے گا۔ ورنہ میں آپ کی کھوپڑی میں سوراخ کر دوں گا۔"

"ضرور کر دو پیارے... میں اسے دماغ کی کھڑکی کہا کروں گا۔ ہوا اندر جاتی رہے گی اور دماغ کو کبھی گرم ہونے کا موقع نہ ملے گا۔!"

دوسرے ہی لمحہ میں ریوالور کی نال عمران کے سینے سے آ لگی۔ دروازہ کھلا اور عمران زبردستی کھینچ لیا گیا۔

"یہ کیا کر رہے ہو تم لوگ...!" جولیا چیخی۔

"باس کا حکم...!" سارجنٹ ناشاد اسٹیئرنگ کے سامنے بیٹھتا ہوا بولا۔ پھر پچھلے حصے سے کسی نے کہا۔ "عمران ریوالور کا رخ تمہاری ہی طرف ہے۔ اپنی جگہ سے حرکت نہ کرنا۔!"

عمران نیچے سے چیخ کر بولا۔ "جولیا تم قیامت کے دن خدا کے سامنے گواہ رہنا کہ اسٹیلر کو میں نے پکڑا تھا... اور کنفیوشس پر تو مجھے اس وقت غصہ آ رہا ہے... جو دنیا کو نیکی کا سبق دیا کرتا تھا۔ بس فقط... حاتم طائی ٹھیک ہے... دریا کر نیکی میں ڈال... اوہ نیکی... کر...!"

اسٹیشن ویگن فراٹے بھرتی ہوئی آگے نکل گئی۔

دانش منزل کے ایک بڑے کمرے میں سیکرٹ سروس کے آٹھوں ارکان مؤدب بیٹھے ہوئے تھے اور ٹرانس میٹر سے ایکس ٹو کی بھرائی ہوئی آواز منتشر ہو رہی تھی۔ وہ ہمیشہ بھرائی ہوئی آواز میں بولتا تھا۔ اسی لئے اس کے ماتحتوں کا خیال تھا کہ وہ اپنی اصل آواز کو چھپانے کے لئے حلق کے بل بولتا ہے۔

وہ کہہ رہا تھا۔ "ڈاکٹر اسٹیلر... وہ راکٹ چرا کر لایا تھا۔ اس نے انگلینڈ میں اس سائنسدان کو زہر دیا تھا جس نے وہ راکٹ بنایا تھا۔ خیال اس کا تھا اور ڈاکٹر اسٹیلر نے اس کی تیاری میں مدد دی تھی۔ وہ راکٹ کچھ اس قسم کا تھا کہ فضا میں ہر قسم کی اڑان کر سکتا ہے۔ اس کے پچھلے حصے سے سرخ رنگ کی چمکدار گیس بھی خارج ہوتی ہے۔ راکٹ دراصل اس لئے بنایا گیا تھا کہ اس کے ذریعہ چاند تک پہنچنے کا تجربہ کیا جائے۔ لیکن ڈاکٹر اسٹیلر کی ذہانت نے شیطنت کا لبادہ اوڑھ لیا۔ وہ اسے یہاں اڑا لایا... اور اسے دوسرے مقصد کے لئے استعمال کرنے لگا۔ وہ راکٹ کو فضا میں اس طرح چکر دیتا کہ سرخ رنگ کا دھواں تحریر کی شکل اختیار کرتا جاتا۔ لوگ بدحواس ہو جاتے۔ پھر وہ آبادیوں پر دھوئیں کے غبارے پھینک کر سچ مچ قیامت کا منظر پیش کر دیتا اور اس کے گرگے اس افراتفری سے فائدہ اٹھا کر لوگوں کو لوٹتے پھرتے تھے۔ چونکہ وہ گیس ماسک پہنے ہوئے ہوتے تھے اس لئے بے دھڑک دھوئیں میں گھستے چلے جاتے تھے۔ انہوں نے صرف [illegible] میں اربوں کی دولت لوٹ لی۔

ڈاکٹر اسٹیلر جانتا تھا کہ یہ بات چھپی نہ رہے گی۔ لہٰذا اس نے یہاں آ کر اپنی موت کا ڈھونگ

رچایا اس کے گروہ والوں نے ایک تابوت دفن کر دیا۔ ظاہر ہے کہ اس میں پتھر ہی بھرے گئے ہوں گے۔

واٹسن دراصل اسکاٹ لینڈ یارڈ کا ایک انسپکٹر تھا اور اسی راکٹ کے چکر میں یہاں آیا تھا چونکہ وہ راکٹ تجرباتی ہی دور میں تھا اس لئے انگلینڈ کی حکومت چاہتی تھی کہ اس کی شہرت نہ ہونے پائے ورنہ ہو سکتا ہے کہ کوئی حریف ملک پہلے ہی فائدہ اٹھالے۔ اس لئے واٹسن بہت پوشیدہ طور پر یہاں آیا تھا... اور وہ مجھ سے مل کر اُسے تلاش کرنا چاہتا تھا۔ مگر اسٹیلر کے آدمیوں نے اسے پہلے ہی ختم کر دیا۔ وہ راکٹ اب میرے قبضے میں ہے۔ جو محکمۂ خارجہ کے توسط سے انگلینڈ واپس بھیج دیا جائے گا۔ اگر میں اس سلسلے میں عمران کا شکریہ ادا نہ کروں تو یہ بڑی زیادتی ہوگی مگر شاید شکریہ اس تک نہ پہنچ سکے۔ وہ تم آدمیوں سے واقف ہے لیکن اسے میرے وجود کا علم نہیں ہے اور میں یہی چاہوں گا کہ کبھی نہ ہو اسی میں میرے محکمے کی بہتری ہے۔ اچھا اب تم لوگ یہاں سے چلے جاؤ۔ پولیس آرہی ہے۔ وہ مجرموں کو لے جائے گی۔ پولیس والوں کو تمہارے وجود کا علم نہ ہونا چاہئے۔

✿

ٹرانس میٹر بند کر کے عمران بُری طرح کھانسنے لگا۔ اتنی دیر تک اس طرح بولتے رہنے کی وجہ سے حلق میں خراش پڑ گئی تھی۔

روشی اس کے قریب ہی کھڑی ہوئی اسے حیرت سے دیکھ رہی تھی۔ پھر اس نے اس کا داہنا کان پکڑ کر زور سے اینٹھ دیا۔

"ارر... ارر...!" عمران اس کا ہاتھ پکڑتا ہوا کراہا۔

"یہ مجھے آج معلوم ہوا ہے!" روشی نے کان چھوڑ کر کہا۔ "تم مجھ سے اتنے دنوں تک چھپائے کیوں رہے!"

"تم بھی کس کی باتوں میں آگئی ہو!" عمران ہنس کر بولا۔ "یہ عمران بول رہا ہے... عمران جس کے قول و فعل کا کوئی اعتبار نہیں!"

"پچھلی رات بھی تم نے ایکس ٹو کا پیغام دینے کے لئے کہا تھا۔ مجھے بتاؤ ورنہ...!" روشی گھونسہ اٹھا کر بولی۔

"ہائیں... ہائیں...!" عمران بوکھلا کر پیچھے ہٹا۔ "بتاتا ہوں... ہاں میں... محکمہ خارجہ کی سیکرٹ سروس کا چیف آفیسر ہوں۔ اپنے ماتحتوں کے سامنے نہیں آنا چاہتا ورنہ وہ کمبخت مجھے چٹکیوں میں اڑا دیں گے۔ میری صورت ہی ایسی ہے۔ کسی پر میرا رعب نہیں پڑ سکتا۔ لوگ راہ چلتے میرے شانے پر ہاتھ رکھ کر گفتگو کرتے ہیں۔ اگر اپنے چہرے پر رعب پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہوں تو وہ اور زیادہ مضحکہ خیز ہو جاتا ہے۔ ٹیلی فون یا ٹرانس میٹر پر ایکس ٹو کی آواز سن کر وہ لوگ بُری طرح کانپنے لگتے ہیں۔ لیکن عمران کی جو درگت انہوں نے پچھلی رات بنائی تھی اب تک یاد ہے۔ ایسی بے دردی سے اسٹیشن ویگن سے کھینچ کر زمین پر پھینک دیا تھا کہ عمران کی بجائے کوئی اور ہوتا تو اس کی ہڈیاں اور پسلیاں برابر ہو گئیں ہوتیں...!"

"یہ جولیا کون ہے...!"

"مر گئی بے چاری...!" عمران نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔

"اس کا کیا قصہ ہے...!" روشی نے پوچھا۔

"وہ بے چاری کم از کم پچانوے سال کی ضرور ہوگی۔ ڈاکٹر اسٹیلر کی نانی تھی اور اس کمبخت نے اسے بھی قید کر رکھا تھا۔ کیونکہ وہ اس کی فرضی موت کے راز سے واقف تھی۔ ڈاکٹر اسٹیلر نے سوچا کہیں کسی پر یہ راز ظاہر نہ کر دے۔ لہٰذا اس نے اُسے اپنی قید میں رکھ چھوڑا تھا...!"

"جولیا... نام تو بڑا خوب صورت ہے...!"

"تو کیا...!" عمران سر ہلا کر بولا۔ "میرا دعویٰ ہے کہ جوانی میں وہ خود بھی بڑی خوبصورت رہی ہوگی۔ ہاں... لو چیونگم کھاؤ...!"

عمران اسے کنکھیوں سے دیکھتا ہوا اپنا سر کھجانے لگا۔ روشی دوسری طرف دیکھ رہی تھی۔ وہ شاید اب بھی جولیا ہی کے متعلق سوچ رہی تھی۔

﴿تمام شد﴾